فاضل بریلوی

عُلمائے حجاز کی نظر میں

3985

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔

ضا ◎ لاہو

3985

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO....................

BOOK NO....................

S-369—Punjab University Press 10,000—29-1-2003

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۸)

فاضل بریلوی

علمائے حجاز کی نظر میں

ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

3985

بتعاون
مرکزی مجلس رضا، لاہور
(پاکستان)

تخ
۱۸۸

Marfat.com

87250
87250

کتاب ——— فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

مؤلف ——— ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نظر ثانی ——— مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

کتابت ——— ادارہ پروین کتابت۔ لاہور

پروف ریڈنگ ——— اختر شاہجہانپوری

ناشر ——— مرکزی مجلس رضا، لاہور

مطبع ——— اردو ڈائجسٹ پرنٹرز۔ ۲۴ سرکلر روڈ، بیرون لوہاری گیٹ، لاہور

سنہ طباعت ——— رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

اشاعت ——— اول

تعداد ——— ایک ہزار

ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور

نوٹ: یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی۔ لہذا بیرون جات کے اصحاب ایک روپے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ ورگرنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔

Marfat.com

3985

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۳۸۸ھ میں اس لئے قائم کی گئی تھی کہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے بلند علمی مقام اور ان کی عظیم دینی، ملی خدمات اور اُن کے بے پناہ عشقِ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے عوام وخواص کو صحیح طور پر متعارف کرایا جائے۔ اس لئے کہ اس سے قبل اس عبقری اسلام کے بارے میں اپنوں نے غفلت سے کام لیا اور بیگانوں نے وہی کچھ کیا، جو بیگانے کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے، کہ اس کی دی ہوئی توفیق کے بدولت اراکین مرکزی مجلس رضا نے چند سالوں میں اتنا کام کیا کہ اس کی صحیح قدر آئندہ کا قلم کار کرے گا ——
ہم عاجز و ناتواں بندوں کو اللہ تعالےٰ نے یہ بھی ہمت عطا کی کہ اپنی تمام مطبوعات کو بصرفِ زرِ کثیر طبع و شائع کیا اور بغیر کسی معاوضہ کے قارئین کرام تک پہنچایا۔ پاکستان اور غیر ممالک کے اہلِ علم کی خدمت میں یہ کتابیں از خود تحفۃً ارسال کی گئیں۔ نیز دُنیا کی تقریباً تمام بڑی بڑی لائبریریوں میں یہ مطبوعات بھجوائیں۔ چنانچہ پاکستان سے باہر ایران، افغانستان، کویت، سعودی عرب، افریقہ، انگلستان امریکہ، تھائی لینڈ، فرانس، بھارت، نیوزی لینڈ، کینیڈا تک کے کتب خانوں اور ان ممالک کے اہلِ علم حضرات کی خدمت میں یہ کتابیں پہنچ چکی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مرکزی مجلس رضا لاہور حسبِ ذیل کتب شائع کر چکی ہے:

تجلی المشکوٰۃ از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ (۵ ہزار)۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فقہی مقام از مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری (ایک ہزار)، سوانح سراج الفقہا تالیف مولانا محمد عبدالحکیم شرف (ایک ہزار)، فاضل بریلوی اور ترکِ موالات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ہزار ہزار کے تین ایڈیشن) پیغاماتِ یومِ رضا (ایک ہزار) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد خاں اعوان۔

—— اس سلسلے کی ساتویں کتاب فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں آپ کے پیش نظر ہے، اس تحقیقی کتاب

Marfat.com

کے بارے میں کچھ کہنا غیر ضروری ہے، کتاب پڑھیئے اور فاضل مصنف حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی کی کاوش وتحقیق اور ان کے سلجھے ہوئے انداز بیان کی داد دیجئے اور رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا کیجئے کہ جناب پروفیسر صاحب موصوف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر جو مبسوط کتاب لکھ رہے ہیں، اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچا سکیں۔ آمین!

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ سے متعلق لٹریچر کی اشاعت کے علاوہ مرکزی مجلس رضا۔ لاہور ہر سال جلسۂ یوم رضا بھی منعقد کرتی ہے، جو نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ اس مقدس اور عظیم دینی و روحانی اجتماع کی افادی حیثیت وہ حضرات بخوبی جانتے ہیں، جو اس جلسہ میں شرکت فرما چکے ہیں۔ نیز مجلس رضا کی تحریک پر ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے۔

ہمارا آئندہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت وسیع ہے، بہت سے علماء کرام اور مورخین کے رشحات قلم منتظر طباعت ہیں۔ مثلاً مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب، مولانا غلام رسول سعیدی صاحب جناب سید نور محمد قادری صاحب اور جناب شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر صاحب کے قیمتی مقالات کی طباعت کا مسئلہ درپیش ہے۔ بہر حال یہ قیمتی کتابیں اپنے اپنے وقت پر طبع ہو کر شائقین کی نذر ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آخر میں ان معاونین مجلس رضا کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں، جن کی مالی امداد و اعانت سے یہ قیمتی کتب ورسائل طبع وشائع ہوئے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اراکین ومعاونین مجلس کی سلامتی ایمان اور ان کے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے دعا کریں۔ جناب پروفیسر محمد مسعود احمد زید علمہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ جنہوں نے ہماری درخواست پر اعلیٰ حضرت بریلوی پر کام کرنے کے لئے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور لکھنے کا حق ادا کر دیا (جزاہ اللہ تعالیٰ)

اس سلسلے کی ان کی پہلی پیش کش، فاضل بریلوی اور ترک موالات، ذی علم اور منصف مزاج حضرات میں بنظر استحسان دیکھی گئی اور غایت درجہ مؤثر ومفید ثابت ہوئی، اور یہ دوسری پیش کش پہلی سے بھی زیادہ سود مند ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ——— مرکزی مجلس رضا کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پھر کبھی پیش کیا جائے گا۔

طالب دعا

یکم رمضان المبارک لاہور ۱۳۹۳ھ

محمد مقبول احمد قادری رضوی ضیائی

Marfat.com

انتساب

بنام نامی برادرانِ گرامی حضرت مولینا حافظ قاری مفتی محمد مظفر احمد صاحب و

حضرت مولینا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب رحمہما اللہ تعالے

فرزندانِ عالی اعلیٰ حضرت مفتی اعظم الحاج شاہ محمد مظہر اللہ

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز شاہی امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

حدیث شریف میں آتا ہے "جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا" ——— سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے، کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ ——— اسی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں محبین و مخلصین کا شکریہ ادا کرنا دینی فرض سمجھتا ہوں، رسمِ زمانہ کی تکمیل مقصود نہیں کہ وہاں ثواب اور حسن عاقبت کی کوئی امید نہیں اور یہاں امید ہی امید ہے ؎

مژدہ اے دل کہ بہرا ستقبال
رحمتش بیقرار می آید

محترمی قاری محمد شاہد صاحب (ٹنڈو محمد خاں) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے فاضل بریلوی کی تالیف الدولۃ المکیہ اور اس پر علمائے حرمین کی تقریظات الفیوضات الملکیہ کا ایک نسخہ عنایت فرمایا جو اس مقالے کیلئے حقیقی محرک ثابت ہوا موصوف نے بعض دوسری کتابیں بھی عنایت فرمائیں ——— مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) اور جناب محمد عارف رضوی ضیائی (لاہور) کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر یہ حضرات مطلوبہ مآخذ کی فراہمی میں دل و جان سے مدد نہ فرماتے تو موجودہ صورت میں مقالہ پیش کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ——— پروفیسر محمد صدیق اکبر صاحب (لاہور) کا شکر گزار ہوں کہ موصوف نے الاجازات المتینہ (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں صاحب) کا قلمی نسخہ عنایت فرمایا جس سے کماحقہ استفادہ کیا گیا

Marfat.com

———— جناب تاج محمد صدیقی القادری (پشاور) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے ضروری معلومات فراہم کیں، مکرمی جناب حکیم غلام محی الدین سرہندی مجدّدی اور جناب حامد حسین قادری (ٹنڈو محمد خاں) کا بھی شکرگزار ہوں کہ ان حضرات نے بعض ضروری کتابیں عنایت فرمائیں جن سے استفادہ کیا گیا۔ برادر محترم جناب پروفیسر قاری علیم الرحمٰن صاحب اور مکرمی جناب ڈاکٹر محمد ریاض صاحب (اسلام آباد) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض عربی عبارات کے ترجمے میں مدد فرمائی اور آخر میں محب محترم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری ...... کا بصمیم قلب شکرگزار ہوں کہ موصوف نے مقالہ کے بیتھنے پر نظر ثانی فرما کر ضروری اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

مولیٰ تعالیٰ ان تمام محبین و مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۷ر شوال ۱۳۹۱ھ/۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

فہرس

افتتاحیہ ۱۱
تجلّیات حرمین ۲۵
سخن ہائے گفتنی ۳۹
حیات مبارک ۶۵

فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں
۹۱ — ۱۶۶

پہلا باب
الدولة المكية بالمادة الغيبيّة
۱۰۱ — ۱۳۸

دوسرا باب
حسام الحرمين على منحر الكفر والمين
۱۳۹ — ۱۵۴

تیسرا باب
كفل الفقيه الفاهم فی احكام قرطاس الدراهم
۱۵۵ — ۱۶۷

استدراک ۱۶۷
مآخذ و مراجع ۲۰۷

Marfat.com

Marfat.com

افتتاحیہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق و محبت کی جذب و کشش کا بھی عجیب عالم ہے ؎
گاہ بحیلہ برد گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

۱۹۷۰ء میں مرکزی مجلس رضا (لاہور) کے ایما پر اپنی چودہ سالہ علمی زندگی میں پہلی بار فاضل بریلوی پر قلم اٹھایا اور مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ قلم بند کیا:-

"فاضل بریلوی اور ترک موالات"

بفضلہ تعالیٰ یہ مقالہ ملک کے طول و عرض میں بیحد مقبول ہوا، بکثرت اخبارات و رسائل نے اس پر تبصرے لکھے اور تین چار ماہ کے اندر اندر اس کے دو ایڈیشن شائع ہو گئے۔ اس مقالے کی تیاری کے دوران فاضل بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف گوشے سامنے آئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ خیال آیا کہ جو کچھ دیکھا ہے اوروں کو بھی دکھا دوں اور دکھانے کے لئے کچھ اور دیکھ لوں چنانچہ اوائل ۱۹۷۱ء میں پیش نظر مقالے کیلئے مواد کی فراہمی شروع کی اس سلسلے میں محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور برادرم محمد عارف رضوی ضیائی نے جس مستعدی اور خلوص سے مدد فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ انسان منزل کی طرف جادہ پیما ہوتا ہے تو پردۂ غیب سے دستگیری ہوتی چلی جاتی ہے ؎

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

Marfat.com

رحمت ایزدی نے قدم قدم پر مشکل کشائی کی، کئی حادثات سے دوچار ہونا پڑا اگر یہ رحمت رفیق راہ نہ ہوتی تو دولت صبر و قرار لٹ چکی ہوتی۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ (۲۲، اکتوبر ۱۹۷۱ء) کو راقم کے برادر گرامی حضرت مولانا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا دہلی میں اچانک وصال ہوگیا۔ ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ ۱۷، شوال المکرم ۱۳۹۱ھ (۶، دسمبر ۱۹۷۱ء) کو دوسرے برادر معظم حضرت مفتی اعظم مولانا حافظ قاری محمد مظفر احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کراچی میں وصال فرما گئے اور پھر ۱۶، دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کی المناک و غمناک خبر ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ زندگی حادثات سے معمور ہے بلکہ مجموعۂ حادثات ہے، اگر رفیق اعلیٰ کی معیت کاملہ کے احساس سے قلب و روح سرشار نہ ہوتے تو منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہوجاتا، اس کا خیال غمزدوں کا سہارا ہے، قدم قدم پر اس نے دست گیری فرمائی ؎

آلام روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

جس موضوع پر راقم نے قلم اٹھایا ہے اس پر بعض حضرات نے جزوی کوششیں کی ہیں، اور فاضل بریلوی کی سوانح کے ذیل میں اس پہلو پر معمولی اور سرسری روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً یہ حضرات :-

(۱) بدرالدین احمد قادری : سوانح اعلیٰ حضرت۔ مطبوعہ لاہور
(۲) محمد صابر قادری : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء
(۳) مجیب الاسلام نسیم اعظمی : ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)، ۱۳۸۶ھ / جون ۱۹۶۶ء
(۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری : یاد اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ
(۵) اقبال احمد : کرامات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ بریلی وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

(۶) الملفوظ ، حصہ دوم ، مطبوعہ کراچی

ان حضرات نے جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں۔ فاضل بریلوی کی شخصیت کا یہ پہلو نہایت جاندار اور تابناک تھا اس لئے راقم نے اس طرف توجہ کی اور بحمد اللہ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ اس میں کامیابی ہوئی۔ یہ امید نہ تھی کہ یہ مقالہ ایک کتابی صورت اختیار کر جائے گا۔

اس مقالے کی تیاری میں ہم نے خاص طور پر چار کتابوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، ذیلی مباحث کے لئے بہت سی کتابیں مطالعہ کیں جن کی تفصیلی فہرست، کتاب کے آخر میں "ماخذ و مراجع" کے عنوان سے پیش کر دی گئی ہے۔ یہ چار کتابیں ہمارے موضوع کا محور رہیں:۔

(۱) الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (مرتبہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

(۲) الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (مرتبہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)

(۳) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

(۴) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (مؤلفہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

مخالفین نے تحریر و تقریر کے ذریعہ فاضل بریلوی کی شخصیت کو ایسا مسخ کر کے پیش کیا کہ سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے جھجکنے لگا یہی وجہ ہے کہ نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی کسی محقق نے اس طرف توجہ نہیں کی اور کوئی ایسا کام نہ ہوسکا جو علمی دنیا میں پیش کیا جاسکے، دائرۃ المعارف الاسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) میں فاضل بریلوی کا ذکر تک نہیں حالانکہ ان کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا اور دائرۃ المعارف کے ارباب حل و عقد کسی فاضل کو اس طرف متوجہ کر کے یہ اہم کام انجام دیتے مگر نہیں ؏

آنچہ ما کردیم بر خود ہیچ نابینا نہ کرد

ہماری سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب و تنگ دلی کی نذر ہوگئی، جس نے لکھا اپنے مخالف کے سارے کارناموں کو سیاہ کر دکھایا یا پانی ہی پھیر دیا۔ بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے

ل الحمد للہ احقر کا تحقیقی مقالہ بعنوان "رضا بریلوی" انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (جلد نمبر ۱۰، جز نمبر ۵) میں شائع ہو چکا ہے۔ مسعود

Marfat.com

مخالف کے بارے میں عدل و انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ کسی بھی اہم شخصیت کو نظر انداز کر دینا تاریخی دیانت کے منافی ہے اور پھر ایسی شخصیت جس کی نظر دوسری شخصیتوں پر قاہرانہ ہے، بڑی سے بڑی شخصیت جس کو مرعوب نہیں کر سکتی، وہ اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے آگے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ضروری ہے کہ ایسی شخصیت کو پرکھیں، اس کے دل کی گہرائیوں میں اتریں، اس کے خلوص و محبت کا اندازہ لگائیں، جو کچھ کہے اس کو بغور سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

بعض حضرات نے عادل و منصف بن کر بریلوی اور دیوبندی مکاتیب فکر کا تاریخی جائزہ لینے کی سعی فرمائی ہے مگر یہ حضرات جانب دیگر کچھ جھکے جھکے سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تو کچھ پھٹ پڑنے والی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً فیروز الدین روحی کی کتاب بعض حضرات نے علماء پاک و ہند کی سیاسی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے مگر ان کو فاضل بریلوی اور ان کے خلفاء و تلامذہ میں سے کوئی نظر نہیں آیا۔ مثلاً مولوی محمد میاں کی کتاب "علمائے ہند کی شاندار ماضی" اور منشی عبدالرحمٰن کی "تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی" وغیرہ۔ بعض حضرات نے فاضل بریلوی سے متعلق کتابوں پر تنقید کے بہانے دل کی بھڑاس نکالی ہے، مثلاً مولانا ظفر الدین بہاری کی تالیف حیات اعلیٰ حضرت (جلد اوّل) پر مولوی محمد سلیمان بدایونی کی تنقید جو سہ ماہی العلم (کراچی) کے شمارے ۱۳۷۸ھ / مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ فاضل تنقید نگار نے کتاب پر کم اور فاضل بریلوی کی شخصیت پر زیادہ تنقید فرمائی ہے۔ افتتاحیہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ورنہ ہم اس متعصبانہ تنقید کا تجزیہ کرتے اور یہ دکھاتے کہ کس طرح اہل علم تابناک سیرت کو داغدار بنا رہے ہیں۔

تذکرہ علمائے ہند کے مترجم نے فاضل بریلوی کے حالات کے ضمن میں حیات اعلیٰ حضرت کی طرف قارئین کو متوجہ کرتے ہوئے اس تنقید کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو حیات اعلیٰ حضرت پر

Marfat.com

پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔ جب یہ تنقید خود محتاج تنقید ہے تو اس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں۔

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا راقم السطور نے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا۔ اس میں یہ کوشش کی تھی کہ جو بات کہی جائے تعصب اور تنگ دلی سے بالاتر رہ کر کہی جائے۔ حقائق و واقعات کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ الحمد للہ علی احسانہٗ کہ اس تحریر نے پورا پورا اثر دکھایا اور جن علماء کے دلوں میں شکوک و شبہات تھے وہ اس کے مطالعہ کے بعد رفع ہو گئے اس سلسلے میں بلوچستان کے ایک عالم مولینا عبدالباقی صاحب کے مکتوب کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:۔

> جناب نے فاضل بریلوی اور ترک موالات کے موضوع پر جو زریں نکات قلم بند فرمائے ہیں اس سے حقیر کے دل میں بہت سے شکوک و اوہام کا استیصال ہوا، واقعی اعلیٰ حضرت مفتی صاحب اسی منصب کے مالک ہیں مگر بعض حاسدین نے آپ کا صحیح حلیہ اور علمی تبحر طاق نسیان میں رکھ کر آپ کے بارے میں غلط اوہام کو پھیلا دیا ہے جس کو نا آشنا قسم کے لوگ سن کر صید وحشی کی طرح متنفر ہو جاتے ہیں اور ایک مجاہد عالم دین مجدد وقت ہستی کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگ جاتے ہیں حالاں کہ علمیت میں وہ ایسے بزرگوں کے عشر عشیر بھی نہیں ہوں گے۔ مگر محترم پروفیسر صاحب کے مقالہ مذکور کے دقیق مطالعے سے انشاء اللہ غیر متعصب لوگ ضرور اپنے کئے ہوئے پر نادم ہو کر اعلیٰ حضرت کے معتقد اور حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔
>
> (مکتوب محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء از کوئٹہ)

موصوف کوئی بریلوی عالم نہیں، رب العزت نے قلب و نظر میں وسعت عطا فرمائی تو

Marfat.com

حق کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کچھ محسوس کیا صاف دلی کے ساتھ تحریر کر دیا تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

فاضل بریلوی پاک وہند کی جانی پہچانی شخصیت ہیں لیکن بعض نے تو اس کے باوجود بھی نہ جانا اور بعض نے جانا پہچانا مگر جاننے پہچاننے کا حق ادا نہ کیا۔ جاننے پہچاننے کے مختلف مدارج ہیں، سن کر جاننا، دیکھ کر جاننا، ساتھ بیٹھ کر، زندگی کے کچھ لمحات گزار کر اور پرکھ کر جاننا پہچاننا، جنہوں نے سن کر جانا ان میں ایک طبقہ ایسا ہے جو فاضل بریلوی کے متعلق صرف اِس قدر سننا چاہتا ہے کہ اس کی غلط فہمیوں کی تائید ہوتی رہے اور بس۔ زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا۔ مگر ان سننے والوں میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کو ذوق و شوق کشاں کشاں ان کے قدموں تک لے گیا، پھر انہوں نے علم الیقین سے گزر کر عین الیقین کی منزل میں قدم رکھا اور حق الیقین حاصل کیا۔ انہیں حضرات میں ایک بزرگ مولوی مفتی محمد عبدالمنان صاحب (مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد پٹنہ) ہیں۔ مولانا ظفرالدین بہاری کے نام ایک مکتوب (محررہ ۱۳۴۶ھ / ۲، دسمبر ۱۹۲۷ء) میں فاضل بریلوی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

> اعلیٰ حضرت کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ تو آفتاب شریعت ماہتاب طریقت ہیں، دنیا کا کونسا خطہ اور مقام ہے جو آپ کی علمی ضوفشانیوں سے محروم رہا ہو، دوست تو دوست دشمن کو بھی آپ کے تبحر علمی اور فضل و بزرگی کا قائل پایا، سچ ہے ؎
>
> "والفضل ما شھدت بہ الاعداء"
>
> علمائے عصر و فضلائے دہر، خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، آپ کی تحقیقات و تدقیقات کے سامنے سر تسلیم خم ہی کرتے تھے، ہندوستان تو

Marfat.com

ہندوستان، علمائے مکہ و مدینہ (زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً) و روم و شام، مصر و یمن سب ہی کو آپ کے علم و فضل کا مداح پایا، مجھ حقیر کو بھی ۱۳۲۹ھ کے موسم بہار میں زیارت کا موقع ملا۔

ظفر الدین بہاری: سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص-۲۰۵)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:-

یوں تو عرصہ دراز سے آپ کے رسائل مفیدہ و تحریراتِ انیقہ دیکھا کرتا تھا اور جزئیات فقہیہ پر اعلیٰ حضرت کو جو ید طولیٰ حاصل تھا اس کا قائل بھی تھا اور در حقیقت یہی رسائل و تحریرات نے زیارت کا ولولہ بھی اس فقیر کے دل میں پیدا کر دیا تھا۔ (ایضاً ص ۲۰۵)

ایک اور جلیل القدر عالم کا حال سنیئے جو عہد حاضر کے زبردست فقیہ ہیں یعنی مولانا سراج احمد صاحب (ولادت ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء) ستر سال درس دیا اور فتویٰ نویسی کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ مولانائے موصوف فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں یہ بات ذہن میں بٹھا دی گئی تھی کہ مولوی احمد رضا خاں کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے اور ان کی تصنیفات کو تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں۔ لوگوں سے ان کی تبحر علمی کی باتیں سن رکھی تھیں جس کو ہمارے حلقے میں مریدین و معتقدین کے غلو سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ حسن اتفاق کہ رسالہ میراث کی تالیف کے وقت ایک مسئلے میں الجھن پیدا ہو گئی، علماء دہلی، دیوبند، سہارن پور کو لکھا مگر شافی جواب نہ ملا۔ ناچار مولوی احمد رضا خاں کو بھی لکھا انہوں نے بڑا مدلل اور مشرح جواب عنایت فرمایا جس سے پوری تشفی ہو گئی اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اس جواب نے مولانا سراج احمد صاحب پر جو تاثرات قائم کئے وہ انہیں کے الفاظ میں سنیئے:-

Marfat.com

اس جواب کو دیکھنے کے بعد مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے متعلق میرا انداز فکر یکسر بدل گیا اور ان کے متعلق ذہن میں جمائے ہوئے تمام خیالات کے تار و پود بکھر گئے، ان کے رسائل اور دیگر تصانیف منگوا کر پڑھے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے سے غلط عقائد و نظریات کے سارے حجابات آہستہ آہستہ اٹھ رہے ہیں

(محمد عبد الحکیم شرف قادری: سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ ص ۳۳)

مولانا سراج احمد نے اپنے مکتوب (بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری) میں مولوی نظام الدین احمد پوری (وہابی) کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب انہوں نے فاضل بریلوی کے رسالہ "الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی" کے چند ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو انہوں نے بصد حیرت و استعجاب فرمایا:۔

"یہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے ——— افسوس ہیں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا"

پھر جب چند مسائل فقہیہ کے جوابات رسائل رضویہ سے سنائے تو فرمایا:۔

"علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں، یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں"

(ایضاً ص ۳۴)

یہ اُس عالم کے الفاظ ہیں جو معاصرین علماء دیوبند میں کسی کو اپنا ہم پلہ نہ سمجھتے تھے لیکن فاضل بریلوی کے تبحر کا علم ہوا تو فراخ دلی کے ساتھ اعتراف فرمایا:۔

جنہوں نے جاننے پہچاننے کی کوشش ہی نہ کی ان سے تو صرف یہی شکایت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا، مگر زیادہ شکایت ان حضرات سے ہو سکتی ہے جنہوں نے

Marfat.com

جاننے پہچاننے کے باوجود حق معرفت ادا نہ کیا، چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے محبوب قائد کے علمی کارناموں کو اجاگر کرتے اور ان کی شہرت کو چار چاند لگاتے، ایسا منظم طریق تعلیم رائج کرتے جس سے قابل فخر فضلاء پیدا ہوتے، شعبۂ تصنیف و تالیف میں بلند مقام حاصل کرتے۔ مدارس دینیہ اور سکولوں کالجوں میں نئی پود کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے، تاریخ و تذکرہ کی طرف خاطر خواہ توجہ دیتے۔ مختلف اطراف سے الحاد و بیدینی کے اٹھنے والے سیلاب کے استیصال کے لئے پورے نظم و ربط سے کام کرتے، مگر افسوس کہ نظم و اتحاد کے فقدان کی وجہ سے کسی طرف بھی معتدبہ کام نہ ہو سکا۔

ساٹھ سال ہوتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جیتا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا، ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی مگر نہ معلوم کیوں یہ اتنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے۔ تعمیر پاکستان کے بعد تو ایسے جواہر پارے برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے ہیں۔ مگر حقوق طباعت کی ہوس نے ہمارے بہت سے شہ پاروں کو دفن کر دیا ہے، ممکن ہے اسکے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہو خدا خدا کر کے چند سال ہوئے یہ پوری طرح منظر عام پر آیا، ایک عزیز نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمایا "ایک نیا ترجمہ شائع ہوا ہے" مترجم کوئی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔" راقم نے عرض کیا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں شائع ہو چکا تھا۔ مولانا محمود الحسن کا ترجمہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں منظر عام پر آیا مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے تراجم (مع تفاسیر قرآن) تو بہت بعد کی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ تراجم اس شان سے شائع کئے گئے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سابقین اولین پر شہرت میں سبقت لے گئے۔

ضرورت ہے کہ مشترکہ کوششوں سے ایک ایسا مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جو

Marfat.com

فاضل بریلوی کی ان تصانیف کی طرف خصوصی توجہ دے جو ان کی ہمہ گیر شخصیت و علمیت کی مظہر ہیں، کم از کم پاکستان میں یہ ممکن ہے، صرف جذبۂ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔ بعض ادارے جزوی طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور دو ایک ادارے تو بہت صاف ستھرے کام کر رہے ہیں لیکن انفرادی کوشش سے اجتماعی کوششیں بدرجہا بہتر ہیں یا مادی منافع کا خیال دل سے نکال دیا جائے اور فاضل بریلوی کے پیغام کی اشاعت کو مقصود بنایا جائے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے حضرات نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا بلکہ ان کی سوانح لکھ کر ان کی شخصیت کو بھی خوب خوب ابھارا، ان سے سبق لینا چاہیئے۔ جدید اور دور متوسط کی سوانح پر نظر ڈالی جائے تو قابل ذکر کتابیں انہیں حضرات کے ہاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً یہ کتابیں ابن عبدالوہاب (مسعود عالم ندوی)، سید احمد شہید (غلام رسول مہر) سیرت سید احمد شہید (ابوالحسن علی ندوی)، سوانح احمدی (محمد جعفر تھانیسری) شاہ اسمٰعیل (مرزا حیرت دہلوی)، انوار قاسمی (محمد انوار الحسن)، تذکرہ افغانی (عبدالحلیم اثر) جمال الدین افغانی (ضیاء الدین احمد برنی)، جمال الدین افغانی (مرزا ادیب) حیات شبلی (سید سلیمان ندوی)، حیات جاوید (الطاف حسین حالی)، اشرف السوانح (عزیز الحسن)، نقش حیات (حسین احمد مدنی) حسین احمد مدنی (قاری محمد رضوان اللہ)، امام الہند (ابو سلمان الہندی)، تذکرہ سلیمان (غلام محمد)، ابوالاعلیٰ مودودی (علی سفیان آفاقی) الغرض بیشمار کتابیں ہیں اور ان میں سے بیشتر فن سوانح نگاری کے تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف فاضل بریلوی کی سوانح پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کشکول واقعات اور مدلل مداحی کے ذیل میں آتا ہے۔ سوانح کا اطلاق اس پر مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ محققین اس طرف توجہ کریں تو اتنا مواد میسر آئے کہ سمیٹنا مشکل ہو جائے۔

~~047780~~ 87230

Marfat.com

اب ہم پیش نظر مقالے کے متعلق چند باتیں عرض کریں گے۔
موضوع کا تقاضا تو یہ تھا کہ جو کچھ کہا جاتا اسی کے متعلق ہوتا مگر مشکل یہ آپڑی کہ ہم ایک ایسی شخصیت کے تعارف کی کوشش کر رہے ہیں جس پر تہمتوں کے انبار لگے ہیں۔ ایک جماعت تعریف و توصیف تو درکنار ان کے متعلق بات سننا بھی گوارا نہیں کرتی اور شدت تنفر کا یہ عالم ہے کہ اگر ہاتف غیبی بھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہو تو معاذ اللہ ابلیس لعین سمجھ کر اس سے منہ موڑ لیں۔ اس لئے ضروری سمجھا کہ ان غلط فہمیوں اور تہمتوں کے ازالے کے لیے بعض مباحث شامل کر دیے جائیں گو براہ راست ان کا موضوع سے تعلق نہیں مگر بنیادی طور پر وہ قاری کے لئے مسکّن کا کام دیں گے۔
اس کے علاوہ بعض مخالفین نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو ہمارے موضوع سے متصادم ہیں۔ اس لیے یہ بھی ضروری سمجھا کہ مقالے کے آخر میں 'استدراک' کے عنوان سے ان کا تجزیہ پیش کر دیا جائے تاکہ حقائق مخفی نہ رہیں۔ استدراک میں ہم نے ان کتابوں کا تجزیہ کیا ہے:-

۱۔ غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول

۲۔ المہند علی المفند

۳۔ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

ہمارا خطاب ان سے نہیں جو پہلے ہی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں بلکہ ان سے ہے جو غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دانش و بینش سے نوازا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ یہ حضرات ہماری بات توجہ سے سنیں گے اور ہماری تحریر کی روشنی میں فاضل بریلوی کی شخصیت کے حقیقی خدوخال دیکھنے کی کوشش کریں گے، اگر ایسا ہوا تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری کوششیں بارآور ہوئیں اور ہم تالیف و تزکیہ قلوب کا اہم فریضہ انجام دے سکے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو!

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو   وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

Marfat.com

تجلیاتِ حرمین

(فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے

فضائل و مناقب کی ایک جھلک)

Marfat.com

تجلیاتِ حرمین

۱) عبد اللہ بن محمد صدقہ

۲) محمد مختار بن عطارد

۳) شیخ عطیہ محمود

۴) شیخ مصطفیٰ بن تارزی

۵) شیخ موسیٰ علی شامی

۶) محمد توفیق الایوبی

۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبد اللہ

۸) سید اسمٰعیل بن سید خلیل

۹) شیخ علی بن حسین

۱۰) شیخ محمد عبد الحق مہاجر مکی

۱۱) عبد الرحمٰن دھان

۱۲) شیخ محمد سعید بن محمد یمانی

Marfat.com

(۱)

شیخ عبد اللہ بن محمد صدقہ بن زینی دحلان جیلانی

مسجد حرام ، مکہ معظمہ

فسبحٰن من خص مؤلفہ بکمالات الفضائل وخباٗہ لھذا الدھر

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ص ۳۶

(ترجمہ)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کو فضائل و کمالات سے مشرف و مختص فرمایا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا (اور بالآخر وقت آنے پر ظاہر فرما دیا)

Marfat.com

(۲)

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی

مسجد حرام، مکہ معظمہ

وان المؤلف من سلطان العلماء المحققین فی ھذا الزمان وان کلامہ کلہ حق صراح فکانہ من معجزات نبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظہرہ اللہ تعالیٰ علی ید ھذا الامام الاوھر سیدنا ومولانا خاتمۃ المحققین وعمدۃ العلمآ السنّیین سیدی احمد رضاخاں متعنا اللہ ببقائہ وحماہ من جمیع من اراد بہ سوء (الفیوضات الملکیہ، ص ۷۲)

(ترجمہ)

بیشک مؤلف (مولانا احمد رضاخاں رحمۃ اللہ تعالیٰ) اس زمانے میں علماء محققین کا بادشاہ ہے اور اسکی ساری باتیں سچی ہیں، گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے دستِ مبارک پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے (یعنی) ہمارے سردار ہمارے آقا، علماء محققین کے خاتم، علمائے اہل سنّت کے پیشوا سیدی احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ ہم کو اسکی زندگی سے متمتع فرمائے اور ان سب کے خلاف اسکی حمایت فرمائے جو اس کی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہوں۔

Marfat.com

(۳)

شیخ عطیہ محمود، مدرس مسجد حرام

مکہ مکرمہ

لله درّ مؤلفٍ اهدیٰ لنا (۱) دراً لقد شرح الصدور صدوره

اهدته للا رواح راحة احمد (۲) فسما وطاب لدی الانام سروره

قد صاغ جوهره بمكة فازدهی (۳) وازداد فضلا حیث تم ظهوره

فهو اللباب المستطاب وحقه (۴) بماء التبر کتبا ان تصاغ سطوره

لاشک اَنَّ ارضَ الاله واحمدا (۵) هذا الصنیع المشرقات بدوره

یا من تروم العلم بادر واغتنم (۶) روض العلوم الفائحات زهوره

(الفیوضات الملکیه ص ۱۴۰)

(ترجمہ)

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِ بے بہا (الدولۃ المکیہ) عنایت فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد آمد نے ہمارے سینے کشادہ کر دئے۔

(۲) احمد (رضا) کے دستِ اقدس نے اعلیٰ درجہ کا تحفہ عنایت فرمایا جس کے سرور و کیف سے ارواح مست و سرشار ہوگئیں۔

(۳) اس کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا، جب ظہور پذیر ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کی سطور آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۵) بلاشبہ حرمین شریفین میں اس تحریر کے ماہتاب ضوفشاں ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستان علوم ہیں، اس گلستاں کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

Marfat.com

(۴)

شیخ مصطفیٰ بن تارزی ابن عزوز

مسجد نبوی، مدینہ منورّہ

الاستاذ الكامل الجامع الغيث الوابل النافع
لقد افاد واجاد وارشد العباد ونور البلاد
وذالك دليل على شرف وجميل سيرته
وطول باعه واخلاص طويته وطيب
سريرته وغزارة علمه وتحرير اطلاعه
(الفيوضات الملكيه ص ۱۴۶ و ۱۴۸)

(ترجمہ)

استاد کامل، برستی گھٹا، فائدہ رساں نے، اللہ کے بندوں کی خوب رہنمائی فرمائی اور آبادیوں کو منور کیا، یہ ان کی عظمت، سیرت جمیلہ، کامل دسترس، اخلاص نیت، پاکیزگی فطرت حسن کمالِ علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

Marfat.com

۵

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی علیہ الرحمہ دردیری مدنی

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ امر دینھا المؤید لنور قلوبھا ویقینھا، الشیخ احمد رضا خان بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان

(الفیوضات الملکیہ، ص ۴۶۲)

(ترجمہ)

امام الائمہ، ملّت اسلامیہ کے مجدّد، نور یقین اور نور قلب کو تقویت دینے والے یعنی شیخ احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان کو قبول و رضوان عطا فرمائے

Marfat.com

(۶)

شیخ محمّد توفیق الایوبی الانصاری المجاور بالمدینۃ المنوّرۃ

وارجو من جناب المؤلف الفاضل ان یشملنی بصالح دعواتہ فانھا مرجوۃ القبول اذھو ابقاہ اللہ تعالیٰ من خلص المحبین لھذا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (الفیوضات الملکیہ، ص ۴۲)

(ترجمہ)

فاضل مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ) سے میں التجا کرتا ہوں کہ اپنی نیک دعاؤں میں مجھے بھی شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں سزاوار اجابت وقبولیت ہیں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

(۷)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد علیہ الرحمۃ

خطیب مسجد حرام، مکہ معظمہ

فھو کنز الدقائق المنتخب مِن خزائن الذخیرۃ' وشمس المعارف المشرقۃ فی الظھیرۃ 'کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر' یحق لِکل من وقف علی فضلہ ان یقول کم ترک الاوّل للاٰخر

وانی وان کنت الاخیر زمانہ
لاٰت بمالم تستطعہ الاوائل
ولیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

(حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔ مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۷ و ۱۲۸)

(ترجمہ)

تو وہ حقائق کا خزانہ ہے اور محفوظ خزانوں کا انتخاب' معرفت کا آفتاب جو دوپہر کو چمکتا ہے' علوم کی ظاہر و باطن مشکلات کھولنے والا، جو شخص اس کے علم و فضل سے واقف ہوجائے اس کو کہنا چاہیئے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔

دنیا میں اگرچہ میں آخری زمانے میں آیا ہوں
لیکن وہ کچھ لایا ہوں جو اگلوں کو بھی میسر نہ تھا
خدا کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں کہ وہ
شخص واحد میں عالم کی تمام خوبیاں جمع کردے

Marfat.com

(۸)

شیخ اسمٰعیل بن سیّد خلیل حافظ کتب الحرام علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

واحمد اللہ تعالٰی علی ان قیّض ھذا العالم العامل والفاضل الکامل، صاحب المناقب والمفاخر، مظھر کم ترک الاوّل للاٰخر" فرید الدھر، وحید العصر، مولٰینا الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الرب المنان ——— کیف لا وقد شھد لہ عالمو مکۃ بذالک، ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذالک، بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا۔

(حسام الحرمین، ص۔ ۱۴۰ و ۱۴۲)

(ترجمہ)

میں اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس عالم با عمل، عالم فاضل، صاحب مناقب و مفاخر، جس کو دیکھ دیکھ کر یہ کہا جائے کہ "اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے" ——— یکتائے روزگار، وحید عصر مولٰینا شیخ احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا اور وہ کیوں ایسا نہ ہو کہ علما، مکہ معظمہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہی دے رہے ہیں، اگر وہ اس مقام رفیع پر متمکن نہ ہوتا تو علماء مکہ معظمہ اس کے لیے یہ گواہی نہ دیتے۔ ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ

وہ اس صدی کا مجدّد ہے

تو حق و صحیح ہے۔

Marfat.com

(۹)

شیخ علی بن حسین مالکی، علیہ الرحمہ

مدرس مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ

لمّا من اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان من سماء صفاء ملتزم الاتقان من صار محمود فعلہ، کشاف آیات فضلہ و کیف لا وھو مرکز دائرۃ المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم، عضد الموحدین وعصام المھتدین، القاطع بصارم البراھین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرۃ المولی احمد رضا خان۔

(حسام الحرمین، ص ۱۵۸)

(ترجمہ)

جب اللہ تعالےٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور آسمان صفاء کے آفتاب عرفان کی روشنی سے میرے قلب کو منور فرمایا وہ جس کے افعال حمیدہ اس کے فضل و کمال کو عالم آشکار کرتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو آج وہ دائرہ معارف کا مرکز ہے (اس کا وجود مسعود) ملّت اسلامیہ کے گھر میں آسمان علم و عرفان کے جھلملاتے تاروں کا مطلع ہے، وہ مسلمانوں کا یار و مددگار ہے، ہدایت یابوں کا نگہبان و نگران، گمراہوں اور ملحدوں کی زبانوں کو اپنے دلائل و براہین کی تلوار سے کاٹ پھینکتا ہے۔ ایمان کے مینارے کو بلند سے بلند تر کرتا ہے (کون ؟) ہمارے آقا احمد رضا خان۔

Marfat.com

(۱۰)

شیخ محمد عبد الحق، مہاجر مکی

انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین و یاتیہا من الھند الوف من العٰلمین فیہم علماء وصلحاء واتقیاء، رأیتہم یدورون فی سکک البلد لایلتفت الیہم من اھلہ احد واری العلماء والکبار العظماء الیک مھرعین باجلالک مسرعین ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء، واللہ ذوالفضل العظیم۔

(حامد رضا خاں: الاجازات المتینہ، ص ۷)

(ترجمہ)

میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں، ان میں علماء، صلحاء اور اتقیا سب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا لیکن (فاضل بریلوی کی عجیب شان ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی انکی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

Marfat.com

(۱۱)

شیخ عبد الرحمان دھان مکیؒ

الذی شھد له علماء البلد الحرام' بانه السیّد
الفرد الامام' سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا
خان البریلوی متعنا الله بحیاته والمسلمین'
ومنحنی ھدیۃ فان ھدیۃ ھدی سید المرسلین
(حسام الحرمین ، ص ۱۷۶)

(ترجمہ)

وہ جس کے متعلق مکہ معظمہ کے علماء کرام گواہی دے رہے ہیں کہ
وہ سرداروں میں یکتا و یگانہ ہے' امام وقت ' میرے سردار'
میری جائے پناہ' حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو
اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ ور فرمائے اور مجھے
اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سیّد عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روش ہے۔

Marfat.com

(۱۲)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لا نثبت فی ساحتہ نشکرھا ان قبض الشیخ الامام، والبحر الھمام، برکۃ الانام، وبقیۃ السلف الکرام واحد الائمۃ الزھاد، والکاملین العباد، احمد رضا خان -

(حسام الحرمین، ص - ۱۹۲)

(ترجمہ)

بیشک یہ اللہ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس کا شکر ادا کرنے سے ہم عاجز و قاصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام، دریائے بلند ہمت، تمام عالم کے لئے برکت و رحمت، یادگارِ سلف، زاہدوں اور کاملوں میں یکتا و یگانہ یعنی احمد رضا خاں (کو بھیجا)

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

Marfat.com

Marfat.com

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

فاضل بریلوی مولینا احمد رضاخاں علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ایک طبقے میں محتاج تعارف نہیں لیکن دوسرے طبقے میں ضرور محتاج تعارف ہے۔ غلط فہمیوں نے اس طبقے کو اس حد تک متنفر کردیا ہے کہ تعریف سننا تو درکنا فاضل بریلوی کے متعلق کچھ سننا بھی پسند نہیں، ان غلط فہمیوں کو دور کر کے حقائق کو واشگاف کرنا ایک علمی اور ملّی فریضہ ہے۔ چناں چہ راقم نے اس طرف توجہ کی اور اس سے قبل ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی اور ترک موالات" پیش کیا ۔ بحمد اللہ اس کو ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات نے پسندیدگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھا اور مختلف اخبارات ورسائل میں اس پر تبصرے بھی شائع ہوئے۔ اب اسی جذبہ کے تحت یہ دوسرا مقالہ پیش کیا جارہا ہے۔

اصولی طور پر موضوع کی حدود میں رہ کر لکھنا چاہیئے اور غیر متعلق باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے لیکن جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے متعلق کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں اور غلط فہمیوں کا شکار ہیں اس لئے مناسب سمجھا کہ یہاں بعض غلط فہمیوں کا تدارک کردیا جائے تاکہ جو کچھ کہا جائے وہ سنا جائے اور ہماری آواز صدا بصحرا ہوکر نہ رہ جائے۔

فاضل بریلوی کے متعلق جو غلط فہمیاں عوام وخواص میں شائع ہوچکی ہیں ان میں یہ چند باتیں نمایاں نظر آتی ہیں :۔

۱ : وہ بہت سخت گیر تھے، کسی کی بات نہ مانتے تھے۔

۲ : تکفیر و تفسیق مسلم میں بہت بیباک تھے۔

Marfat.com

۳ : مسلمانوں میں محرمات و منکرات کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

۴ : سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند ذوالجلال کے مساوی سمجھتے تھے۔

یہ غلط فہمیاں نہ صرف عوام بلکہ خواص کی طرف سے بھی پھیلائی گئیں چنانچہ مولینا حکیم عبدالحئی لکھنوی... فاضل بریلوی کے حالات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

شدید المعارضة، شدید الاعجاب بنفسه وعلمه، قلیل الاعتراف بمعاصریه ومخالفیه، شدید العناد والتمسک برایه[1]

ترجمہ :۔ بہت ہی جھگڑالو، اپنی ذات اور اپنے علم پر بہت ہی گھمنڈ کرنے والا، اپنے معاصرین اور مخالفین کی باتوں کو بہت ہی کم ماننے والا۔ دشمنی اور خصومت میں بہت ہی سخت۔

ایک جگہ فاضل موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

شدید المعارضة، دائم التعقب لکل حرکة اصلاحیة[2]

ترجمہ : بہت ہی جھگڑالو۔ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑجانے والا اور پیچھا نہ چھوڑنے والا۔

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزہتہ الخواطر، جلد ہشتم، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء، ص - ۳۹

[2] ایضاً، ص - ۳۹

نوٹ :۔ اس مقام پر فاضل مصنف نے فرمایا ہے کہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں کانپور میں مدرسہ فیض عام کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس میں ندوۃ العلماء قائم کیا گیا۔ اس کی غایت اولیٰ یہ تھی کہ علمائے کرام کے باہمی اختلافات کو دور کر کے اتحاد پیدا کیا جائے اور دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے اس میں شرکت کے لئے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ آپ تشریف لائے لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے اور اس کے بعد اس جمعیت کی مخالفت فرمائی اور ایک خط لکھا جس کا عنوان تھا " التحفة الحنفیه لمعارضة ندوة العلماء " اس کے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے من جملہ ان کے ایک مجموعہ فتاویٰ " الجام السنة لاهل الفتنة " شائع کیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فتویٰ " فتاوی الحرمین برجف ندوة المین " کے نام سے شائع کیا۔ مسعود

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ فاضل بریلوی کے مزاج میں شدت تھی لیکن شدت فی نفسہ مذموم نہیں۔ اس کے اسباب وعلل[1] اور پھر اس کے طریقۂ نفاذ کو دیکھ کر ہی اس کے مذموم اور محمود ہونے ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ خود فاضل بریلوی کے بیان سے اس شدت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

آپ کے صاحب زادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا، ایک صاحب نے عرض کیا،

"ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی" اس پر ارشاد فرمایا، "حدیث میں ہے

ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القران فی اجوافھم"

(قرا محاورۂ حدیث میں علما کو کہتے ہیں) یعنی میری امت کے علما کو گرمی

پیش آئے گی، قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔[2]

مولینا عبدالحیٔ لکھنوی نے فاضل بریلوی پر تکفیر مسلم میں تعجیل کا بھی الزام لگایا ہے جہاں عوام وخواص میں اب یہ بات عام ہو گئی اور اس پر اس طرح یقین کیا جاتا ہے گویا اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت ہی نہیں۔ مولانائے موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

---

[1] شدت مزاج میں بہت سے محرکات کام کرتے ہیں، مثلاً نسبی تعلق، خاندانی رجحانات، خاندانی مخالفت علمی، مالی اور منصبی مسابقت، ذاتی رنجش اور چپقلش، ماحول کے اثرات، مطالعہ ومشاہدہ، تحقیق وتدقیق، مختلف تحریکات کا عمل اور ردعمل، لسانی یا علاقائی عصبیت، مذہبی اور دینی عصبیت، شارع اسلام سے محبت وانسیت، اسرار ومعارف شریعت میں کمال فہم وبصیرت، ملت اسلامیہ کا درد وسوز وغیرہ وغیرہ اور پھر محرکات کی مناسبت سے شدت کے مدارج اور کیفیت ونوعیت میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔

[2] الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۹

نوٹ :۔ ایک حدیث میں آتا ہے الحدۃ تعتری خیار امتی (ترجمہ) حدت میری امت کے بہتر لوگوں کو مجلی بنا دیتی ہے۔ (سیوطی : الدرر المنتشرہ، ص۔ ۴۶)

Marfat.com

مسارعا فی التکفیر فقد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الهندیة فی العصر الاخیر [1]

ترجمہ: تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے۔ زمانۂ اخیر میں اسی نے دیار ہند میں تکفیر و تفریق کا علم بلند کیا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

وکان لا یتسامع ولا یسمع بتاویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدته و تحقیقه او من یری فیه انحرافا عن مسلکه و مسلک آبائه [2]

(ترجمہ) ایسی تاویل کفر نہ سننے دیتا اور نہ سنتا جو اس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے یا جس میں اس کے آباء اور اس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی تکفیر مسلم میں بیحد محتاط تھے۔ چناں چہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے یہ جواب مرحمت فرمایا :۔

بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا، اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر۔ [3]

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزھۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص۔ ۲۹

[2] ایضاً، ص۔ ۲۹

نوٹ :۔ اس الزام کا فاضل بریلوی نے مسکت اور معقول جواب دیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں :

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ (حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۰)

[3] الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۱۲

Marfat.com

فاضل بریلوی کی احتیاط تکفیر کا عملی طور پر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض عبارات پر سخت گرفت کی اور اس سلسلے میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا :-

"سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" (۱۳۰۷ھ)

لیکن بالآخر یہی تحریر فرمایا :-

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں، یہی صواب ہے۔[1]

اسی طرح ایک رسالہ" الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ" کے نام سے تصنیف فرمایا۔ اس میں مولوی اسمٰعیل موصوف اور اس کے متبعین کے افکار و خیالات کا رد فرمایا ہے۔ لیکن آخر میں یہی تحریر فرمایا :-

ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب۔[2]

ایک اور رسالہ اسی موضوع پر اس نام سے تصنیف فرمایا :-

"سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ" (۱۳۱۲ھ)

اس میں اور مذکورہ بالا دونوں رسائل میں ایسے شرعی دلائل پیش کئے ہیں جو ثبوت کفر کے لئے کافی ہیں لیکن بایں ہمہ تحریر فرماتے ہیں :-

لزوم و التزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔[3]

---

[1] احمد رضا خان : سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، مطبوعہ مطبع انوار احمدی، لکھنؤ، ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

[2] احمد رضا خان : الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، مطبوعہ مطبع تحفۂ حنفیہ عظیم آباد ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء

[3] احمد رضا خان : سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیہ، مطبوعہ عظیم آباد، ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء

Marfat.com

ایک رسالے "ازالۃ العار لحجر الکرائم عن کلاب النار" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں سے جو کسی ضروریات دین کا منکر نہیں نہ ضروریاتِ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے[1]

مخالفین کی طرف سے فاضل بریلوی پر جو تکفیر مسلم کا الزام لگایا گیا۔ اس پر آپ نے بڑے دلچسپ انداز سے اس طرح تبصرہ فرمایا ہے:۔

ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہدیا، مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہدیا ــــــ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوتی ہے وہ اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداداللہ صاحب کو کہدیا اور مولانا شاہ فضل الرحمان صاحب کو کہدیا یا پھر جو پورے ہی حد حیا سے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذ باللہ عیاذاً باللہ، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہدیا ــــــ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہدیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگواروں نے مولینا مولوی شاہ محمد حسین الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑ دی کہ معاذاللہ، معاذاللہ، معاذاللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ

---

[1] احمد رضا خان: ازالۃ العار لحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء

Marfat.com

کو کافر کہدیا، مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیۂ کریمہ "ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا" پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ

"انجاء البری عن وسواس المفتری"

لکھ کر ارسال ہوا۔[1]

فاضل بریلوی نے چیدہ چیدہ واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ان کے مخالفین ان حدود سے تجاوز کر گئے ہیں، چنانچہ مولوی عبدالرزاق بلیح آبادی نے لکھا ہے:-

یاد رہے مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔[2]

ایک اور فاضل جناب رئیس احمد ندوی نے فاضل بریلوی کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے:-

مولینا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی کے خلاف ۷۲ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں۔ اگر ان کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہذا مولینا عبدالباری اکافر۔[3]

---

[1] احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ص ۴۲

[2] عبدالرزاق بلیح آبادی: ذکر آزاد ص ۱۲۱

[3] رئیس احمد ندوی: آزادیٔ ہند، ص۔ ۱۸۹ (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت مؤلفہ علامہ بدرالدین، ص ۲۴۷)

نوٹ:۔ اس میں شک نہیں کہ جب خلافت کمیٹی اور اس کے لیڈروں کی حمایت میں مولانا عبدالباری نے قولاً و تحریراً خلاف شرع باتیں کہیں تو فاضل بریلوی نے بذریعہ مراسلت ان کو آگاہ فرمایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(بقیہ حاشیہ صہ ۴۸ پر)

Marfat.com

مختلف واقعات کے مطالعہ اور تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ فاضل بریلوی بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہ کہتے تھے، وجوہ کفر ہوتے ہوئے بھی مراسلت کے ذریعہ تحقیق فرماتے اور اتمام حجت کے طور پر مراسلت فرماتے، مخاطب راہ راست پر آگیا تو فبہا ورنہ پھر شرعی ذمہ داریاں پوری فرماتے۔ ایک عالم کی تصانیف کی بعض تحریرات شرعی طور پر سخت قابل اعتراض تھیں۔ چنانچہ حکم تکفیر سے پہلے ان کو بار بار متوجہ اور متنبہ کیا اور آخر میں تحریر فرمایا:۔

یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آیندہ کسی کے غوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم[۱]

فاضل بریلوی کو جن کتابوں کی عبارات[۲] پر اعتراض تھا، انتباہ کے باوجود ان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ "مولوی عبد الباری صاحب سے میرا کچھ مکاتبہ ہو رہا ہے، باذنہٖ تعالیٰ اس کا نتیجہ حسب مراد ہوا تو ان کو بلاؤں گا یا بعونہٖ تعالیٰ تحریر ہی کافی ہوگی۔"

(ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی، ج۔ ا، ص۔ ۲۰۲)

اس مراسلت و مکاتبت کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور مولانا نے تحریری طور پر اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کی۔ جو اخبار ہمدم (۲۰ رمئی ۱۹۲۰ء) میں شائع کر دی گئی۔ مسعود

۱؎ محمد صابر قادری: مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء، ص۔ ۱۸۶

۲؎ ان عبارات پر علمائے عرب نے بھی تعجب کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ مولینا یوسف خیاط مکی نے ایک جگہ لکھا ہے:۔

التی فی غایۃ الغرابۃ (حسام الحرمین، ص۔ ۱۰۶)

"جو بہت ہی اچنبے میں ڈالنے والی ہیں"۔

فی الحقیقت جو خالی الذہن مسلمان ان عبارات کو پڑھتا ہے، سخت حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ آخر ایسی عبارات لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی، نہ لکھی جاتیں تو کیا نقصان ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ اور وہ دینی فائدہ۔ مسعود

Marfat.com

مصنفین نے کوئی توجہ نہیں دی بلکہ من وعن شائع کراتے رہے۔ دس بیس برس گزر جانے اور اتمام حجت کے بعد فاضل بریلوی نے قلم اٹھایا اور ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند سامنے آئی۔ احتیاط تکفیر اور اتمام حجت کے بعد تکفیر کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ —— جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی؟ —— حاش للہ، مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت خدا و رسول ہے [1]

فاضل بریلوی کی اسی صداقت شعاری وحق گوئی اور حزم واحتیاط کو دیکھتے ہوئے مدینہ منورہ کے ایک عالم حضرت شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی (مدرس حرم طیبہ) تحریر فرماتے ہیں:۔

لم تسلکه سادا تنا العلماء الا بنور الاثبات، والاعتماد علی قواطع براهین الائمة الاثبات، لا بمجرد تخمین واخبار، حذرتقبین یوماً تشخص فیه الابصار۔ [2]

ہمارے سردار علماء (مولینا احمد رضا خاں) نے اس وقت تکفیر کی راہ چلی جب کہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ محض اندازے اور خبر کی بنیاد پر، اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مخالفین علماء کرام نے فاضل بریلوی کی معقول باتوں کی

---

[1] حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۴۶ [2] ایضاً ص ۲۵۵

Marfat.com

طرف بالکل توجہ نہیں کی اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے متبعین اس خاموشی کو مستحسن خیال فرماتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیت منطبق فرماتے ہیں واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً " جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر آگے نکل جاتے ہیں"۔ لیکن یہاں متکلم کوئی جاہل نہ تھا بلکہ وہ شخصیت تھی جس کی فقاہت اور علمیت کے دوست اور دشمن سب معترف ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں فوری توجہ کی ضرورت تھی اور فاضل بریلوی کی تنقیدات کی روشنی میں اپنا احتساب کیا جاتا مگر کچھ یوں نظر آتا ہے کہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع نظر عزت نفس کا پاس ولحاظ زیادہ رکھا گیا اور اس طرح بات بڑھتی چلی گئی حالاں کہ انسانی اقوال کوئی حدیث وقرآن نہیں جو ان مٹ ہوں بلکہ اس میں کسی بھی وقت ترمیم کی جا سکتی ہے خصوصاً اس وقت جب اس میں تنقیص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہو۔

بات ذرا اور آگے بڑھی تو اپنے مخدومین کی ان تحریرات کو نذر آتش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جس سے فاضل بریلوی کے مسلک کی تائید ہوتی ہو۔ اس عمل سے ایک خاص قسم کی نفسیاتی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے جو اصلاح حال کیلئے ہرگز مناسب نہیں۔

ایک مستند اطلاع کے مطابق خواجہ حسن نظامی جب مدرسہ دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو مولینا رشید احمد گنگوہی نے اپنے مخدوم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور رسالہ " فیصلۂ ھفت مسئلہ " کی کاپیاں نذر آتش کرنے کیلئے خواجہ صاحب کو مرحمت فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے پڑھ کر دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ استاد کے حکم کے احترام میں آدھی کاپیاں تو جلا دیں اور آدھی محفوظ رکھ لیں۔ جس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے دو آم بطور انعام دیئے۔ اس وقت مولوی اشرف علی تھانوی متقدمین کے مسلک پر قائم تھے اور رسالے کے مندرجات سے پوری طرح متفق اور کاربند تھے۔ یہ پورا واقعہ خواجہ صاحب نے ماہنامہ منادی دنئی دہلی، جلد ۳۹ شمارہ ۱۲ ص ۲۲ پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ محرمات و منکرات شرعیہ کی ترویج فرماتے ہیں بلکہ آج کل عرفِ عام میں بریلوی اس کو کہا جاتا ہے جو ان امور کا مرتکب ہو مثلاً میّت کے گھر جا کر فاتحہ کے نام پر پکنے والے کھانے خوب کھائے، نہ ملے تو لڑ مرے، اونچی اونچی قبریں بنائے عرس کے بہانے میلے لگائے اور میلوں ٹھیلوں کو خوب خوب رونق دے، قبروں پر عورتوں کے گروہ در گروہ لے جائے، قبروں کے آگے مرد و عورت دونوں کو دل کھول کر سجدہ کروائے وغیرہ وغیرہ لیکن جب فاضل بریلوی کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان غیر شرعی امور کا ان سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا بلکہ ایسی تحریرات نظر آتی ہیں جن میں ان کا رد فرمایا ہے اور ان امور سے مسلمانوں کو روکا ہے مثلاً میت کے گھر شادیوں کی طرح احباب اور دوستوں کے اجتماعات اور دعوتوں کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

> اے مسلمان یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا کیا ؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔[1]

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

> میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔[2]

میت کی طرف سے کھانا تیار کرنے میں اس حزم و احتیاط کی تلقین فرماتے ہیں :-

> اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔[3]

اسی طرح اونچی اور شاندار قبروں کی تعمیر کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

---

[1] احمد رضا خاں : جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور ص ۲
[2] ایضاً، ص۔ ۳   [3] ایضاً، ص۔ ۴

Marfat.com

خلاف سنت ہے' میرے والد ماجد' میری والدہ ماجدہ' میرے بھائی کی
قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔ [1]

لیکن اس خیال کے ساتھ ساتھ اس کے قائل نہیں کہ بنے ہوئے مقابر کو منہدم کر دیا جائے آپ کی نظر میں انہدام مقابر غیر معقول اور ناشائستہ حرکت ہے۔ جماعتی تعصبات سے بالاتر رہ کر دیکھا جائے تو یہ حرکت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔

سرزمین حجاز میں تحریک وہابیت کے زیر اثر جو مقابر منہدم کئے گئے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

نجدی حکومت نے ان مزارات کی عظیم الشان تاریخی عمارات کو گرا کر نہایت بے سمجھی کا ثبوت دیا ہے۔ ورنہ کوئی صحیح العقل مسلم بغیر فاتحہ اور ایصال ثواب کے دوسرا کوئی بھی غیر اسلامی کام نہیں کر سکتا، بالفرض اگر کوئی غیر اسلامی حرکت کرتا تو سپاہی روک سکتا تھا، یادگار عمارتوں کو نہ مٹانا چاہئے تھا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن   تا بماند نام نیکت برقرار [2]

عرس کے جواز میں اگرچہ فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے لیکن اس کو شرعی حدود و قیود سے اتنا مقید کر دیا ہے کہ اس کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اس کی مخالفت میں کوئی معقولیت نہیں معلوم ہوتی۔ عرس کے بارے میں ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

عرس متعارف مذکور فی السوال کہ ہجوم زناں و تماشائے مرداں، آثار شرکیہ، وارتکاب معاصی، نظارۂ اجنبیہ ولہو و لعب و طوائفان رقاصاں وآلات مزامیر وغیرہ سے خالی ہو بلاشبہ جائز و درست ہے۔ [3]

---

[1] احمد رضا خان: الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۲

[2] احمد رضا خان: انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ، (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور، ص۔ ۱۰۳

[3] احمد رضا خان: مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

Marfat.com

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

فی الواقع عرس اولیاء کرام کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بیشک جائز و مستحسن ہے اور رقص، فواحش، مزامیر محرمہ کا، جس طرح جہاں میں شائع قبیح و مستہجن ہے، اس پر اصرار فسق و جہالت ہے۔[1]

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعراس میں بالعموم افعال شرکیہ کا ارتکاب اس کثرت سے ہونے لگا کہ عرس کے نام سے بعض حضرات کو چڑ سی ہو گئی اور جب انہوں نے اپنے بزرگوں کا عرس کرنا چاہا تو اس عرس کو سالانہ فاتحہ یا سالانہ اجتماع، جیسے ناموں سے یاد فرما کر آرزوئے دل پوری کی۔ بہر حال فاضل بریلوی کے نزدیک اس قسم کے اعراس قطعاً ناجائز ہیں جن میں امور شرکیہ و محرمہ کا ارتکاب کیا جائے۔

عام طور پر بریلوی حضرات کو مخالفین "قبر پرست" کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اس شرک صریح کو حضرات اہل سنت و جماعت کی طرف منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ فاضل بریلوی نے نہ صرف یہ کہ قبر پرستی اور قبروں کے آگے سجدہ ریزی کی ممانعت فرمائی بلکہ اسکے رد میں رسائل بھی تصنیف فرمائے سجدۂ تعظیمی کی حرمت کے بارے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

مسلمان! اے مسلمان! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور

---

[1] : احمد رضا خاں : مواهب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

نوٹ :- عورتیں، عام طور قبروں پر بہت جاتی ہیں، عرس کے موقع پر تو ان کی بہار ہے۔ بہت کم میں جو استفاضہ روحانی کے لئے جاتی ہیں۔ نمائش بینوں کی کثرت ہوتی ہے۔ ایسی عورتوں کے لئے فاضل بریلوی فرماتے ہیں:-

اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے کو جاتی ہیں ان کو زیارت القبور کو جانا حرام ہے۔"

(جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲)

Marfat.com

یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس
کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحیت
حرام و گناہ کبیرہ بالیقین - اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے
دین، ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پہ
محمول ——— ہاں مثل صنم، صلیب و شمس و قمر کے لیے سجدے
مطلقاً اکفار ——— ان کے سوائے مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز
نہ جائز نہ مباح ——— بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشا، [1]

مندرجہ بالا حقائق سے قارئین کرام پر یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ فاضل بریلوی پہ جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں، وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں یا تنگ نظری پہ۔ غلط فہمی کا ازالہ مطالعہ و مشاہدے سے ہو سکتا ہے اور تلاش حق میں اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے، ہاں تنگ نظری کا علاج بہت مشکل ہے وہ مولیٰ تعالیٰ کی ہدایت پہ منحصر ہے۔

فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ کے مساوی سمجھتے تھے۔ اس الزام کا سب سے بڑا سبب "مسئلہ علم غیب کے متعلق فاضل بریلوی کی فکر خیز تصریحات ہیں جس کا ذکر ہم نے مناسب مقام پر کر دیا۔ فاضل بریلوی کی تصانیف سے چند اقتباسات یہاں بھی پیش کئے جاتے ہیں تاکہ فی الوقت اس الزام کی حقیقت منکشف ہو جائے:۔

(۱) علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب، یہ ممکن۔ وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق۔ یہ مخلوق۔ وہ نامقدور، یہ مقدور۔

---

[1] احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور ص ۷

Marfat.com

وہ ضروری البقاء، یہ جائز الفناء۔ وہ ممتنع التغیّر، یہ ممکن التبدل[1]

(۲) ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی، بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع —— اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے، مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب[2]

(۳) علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:۔

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔

(ترجمہ) تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں"۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لئے ثابت ہے اور اس سے مخصوص ہے —— علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع، بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو رب عزوجل فرماتا ہے:۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء[3]

دوسرا بڑا سبب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی والہانہ محبت

---

[1] احمد رضا خاں: ابناء المصطفٰے بحال سرّ و اخفٰی (۱۳۱۸ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۲۸

[2] ": خالص الاعتقاد (۱۳۲۸ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

[3] ": خالص الاعتقاد، ص ۳۳ و ۳۴

کی گفتگو ہے۔ یہاں عقل محض کی بات کرنے والا آداب محبت سے بیگانہ ہے بلکہ سرے سے محبت ہی سے نا آشنا ہے۔ مجازی محبت میں عقل گم ہو جاتی ہے، یہ تو حقیقی اور سچی محبت ہے۔ یہاں عقل و شعور کا کہاں گزر؟ فاضل بریلوی قوت عشق کے سہارے قدم بڑھاتے ہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہیں تو آداب محبت پیش نظر ہوتے ہیں۔

اجل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر دیکھنا ہو تو وصال شریف کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والہانہ کیفیت کا اندازہ لگاؤ، خبر وصال کیا ملی، ایک بجلی سی گری، جذب و مستی میں جو کچھ کہا اس کو سنو!

ایک طرف فاضل بریلوی پر اس افراط کا الزام کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے مساوی سمجھتے تھے اور دوسری طرف یہ عالم کہ اس پیکر ناز نین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مساوی ٹھہرا دیا اور اس تفریط کا احساس تک نہ ہوا، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اس الزام افراط اور کیفیت تفریط کا مولینا محمد انوار اللہ قادری چشتی حیدر آبادی نے بڑے دلنشیں انداز سے تجزیہ فرمایا ہے[1]۔ وہ فرماتے ہیں:-

---

[1] فضیلت جنگ بہادر، صدر المہام امور مذہبی سرکار عالی دکن، مولانا محمد انوار اللہ قادری نے فضائل محمدی (المعروف بہ انوار احمدی) کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کا مسودہ جب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرط مسرت سے فرمایا:-

جاء بالنور فوق نور   المصنف کاسمہ انوار
ارجو ان تنفع دلائلہ   تطمئن القلوب بالاذکار

اس کے ساتھ ہی عربی میں تقریظ تحریر فرمائی جس کے یہ کلمات قابل توجہ ہیں:-

انی سمعت ھذا الکتاب من اولہ الی آخرہ مبحث الادب ووجدتہ موافقاً للسنۃ السنیۃ فسمیتہ بالانوار الاحمدیہ وانما ھذا مذھبی وعلیہ مدار مشربی۔

(فضائل محمدی۔ مطبوعہ کراچی، ص ۲)

Marfat.com

افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخری زمانے کے بعض مسلمانوں کے سروں میں سمایا اور گویا، یہ فکر شروع ہوئی کہ وہ سب باتیں تازہ ہو جائیں۔ کبھی " انما انا بشر مثلکم " میں غوص ہوتا ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت نے بھائی کہا ہے تو اس لیئے حضرت بڑے بھائی ہیں۔ اب اس خیال نے یہاں تک پہنچا دیا کہ وہ آیات و احادیث منتخب کی جاتی ہیں جن سے ان کے زعم میں منقصت شان ہو اور وہ احادیث جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ تواضع کچھ فرمایا ہے اپنی دانست میں ان کو کسر شان کے باب میں قرار دے کر شائع کی جاتی ہیں۔

ہم نے مانا کہ نقلاً و عقلاً ہر طرح سے اس مسئلے میں زور لگایا جائے گا لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ انتہا اسکی کہاں ہو گی۔ ہم بہ یقین سمجھتے ہیں کہ آخر یہ حضرات بھی مسلمان ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو اس سے تو ہرگز کم نہ بیان کریں گے کہ جس قدر کفار سمجھتے تھے یعنی بشر مثلنا مگر معلوم نہیں کہ اس سعی کا کیا نتیجہ ہو گا؟

اتنی بات تو کافروں سے پوچھنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں نہ تو قرآن کی ضرورت ہے، نہ حدیث کی۔ اب اسکے ساتھ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ہم لوگ جو آیات و احادیث سے استدلال کر کے بیان عظمت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبالغہ کرتے ہیں، انتہا اس کی کہاں ہو گی؟

یہ بات ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ حضرت مخلوق اور بشر ہیں اور حق تعالیٰ الخالق ہے اب انتہا اس مبالغے کی یہی ہو گی کہ حضرت کا مرتبہ قریب مرتبۂ مسجودیت کے سمجھا جائیگا وہ بھی اس وجہ سے کہ ایک عالم آپ کو سجدہ کیا کرتا تھا اور صحابہ بھی سجدہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے۔ غرض اس مبالغے کی حد وہ ہو گی جو صحابہ کی حسن عقیدت تھی۔ اب ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس راہ کو صحابہ مدت العمر طے کیا کئے اور جس مقام پر عمر بھر سر لگائے رہے جہاں سے انہیں فتحیابی

Marfat.com

ہوئی، اس مقام کو چھوڑ دیں اور اس راہ میں رجعت القہقری کر کے وہ راستہ چلیں جو کفار کی حد اعتقاد کو یعنی ان انتم الا بشر مثلنا کو پہنچا دے جہاں سے کفار بڑھ نہیں سکتے۔ ہے[1]

نرسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خدا اور رسول علیہ السلام کو مساوی درجہ دیتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہیں، ان کی محبت کا حال سنیئے اور دیکھئے کہ وہ محبت کے کیسے رمز شناس ہیں۔ مال و دولت اور اہل وعیال کے ساتھ لوگوں کی محبت انہیں کیلئے ہوتی ہے، خدا کیلئے ان سے کون محبت کرتا ہے مگر اس رمز شناس محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ مال و دولت اور اہل وعیال سے محض اللہ کیلئے محبت کرتا ہے، اس میں کوئی ریا نہیں کہ جو کچھ کہا خلوت میں کہا جہاں انسان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس کے خیالات کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

ایک استفسار کے جواب میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں :۔

الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی، صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے۔ اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے[2]

اقبال نے کیا خوب کہا ہے :۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

---

[1] محمد انوار اللہ : فضائل محمدی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۲ - ۱۸۴

[2] احمد رضا خاں : الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶

Marfat.com

اب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر ملاحظہ فرمائیں۔ ایک سوال کیا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا؟ جواب مرحمت فرمایا "نہیں" —— پھر عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے؟ ارشاد فرمایا "نہیں" —— پھر عرض کیا گیا کیا بے ادبی ہے؟ فرمایا "ہاں"[1]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت عالی ہے جن ذرات عالیہ کو آپ سے نسبی نسبت ہے ان کا وہ ادب و احترام ہے کہ بایدو شاید۔ اس استفسار کے جواب میں کہ کیا سید کے لڑکے کو استاد تادیبا مار سکتا ہے —— فرماتے ہیں :-

قاضی جو حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔[2]

یہ تو تھا نسبتوں کے ساتھ ادب کا حال اب اس دربار فیض بار میں ادب و احترام کا حال سنئے —— زمانہ قدیم میں ذرائع حمل و نقل مسدود تھے اور راستے پر خطر، اس لئے جو حضرات حج کے لئے جاتے ان کو بعض حضرات زیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رکھنے کی کوشش کرتے، ایسا وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہو —— فاضل بریلوی اس راہ سے گزر چکے تھے اس لئے حجاج کو خطاب فرماتے ہیں :-

زیارت اقدس قریب الواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں" راہ میں خطرہ ہے"، "وہاں بیماری ہے" —— خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے

---

[1] احمد رضا خاں : الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵

[2] ایضاً : " " لاہور، ص ۷۱

Marfat.com

اس سے کیا بہتر ہے کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایے میں آرام پہنچاتے ہیں۔ کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ والحمد للہ [1]

غالباً اسی جذبہ کے تحت فاضل بریلوی نے فرمایا تھا ؎

آستاں پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو

پھر تو اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

آپ نے دیکھا کہ عاشق صادق کو کشاں کشاں کیسے دامن محبوب سے لپٹا رہے ہیں لیکن جب وہ قریب جاتا ہے اور فرطِ محبت سے لپٹنا چاہتا ہے، اچانک آواز دیتے ہیں :۔

خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے، والحمد للہ۔ [2]

محبت کا اندازہ سطحی آرزؤں سے نہیں ہوتا بلکہ ٹھوس تمناؤں سے ہوتا ہے، آجکل زائرین کا حال یہ ہے کہ حاضری کے وقت بھی وطن کی یاد ستاتی رہتی ہے، بہت کم ہیں کہ اس دیار میں مرنے کی تمنا لیکر جاتے ہیں، یہ دعا بھی نہیں کرتے کہیں قبول نہ ہو جائے، لیکن اس عاشق صادق کا حال کیا پوچھتے ہو جو یہ فرما رہا ہے :۔

وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں

---

[1] احمد رضا خاں : انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ ۔ مطبوعہ، لاہور، ص ۶۶

[2] ایضاً ، ، ، ص ۷۰

Marfat.com

خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ [1]

وہ محبت رسول علیہ السلام میں فنا ہے۔ دوسروں کی ناپختہ محبت دیکھ دیکھ کر کڑھتا ہے۔ ایک طرف محبوب کی عنایتوں کو دیکھتا ہے تو دوسری طرف چاہنے والوں کی بے اعتنائیوں کو دیکھتا ہے اور بچشم اشکبار و سینہ فگار پکار اٹھتا ہے، اس کی پکار ادب کا ایک شہ پارہ ہے جس میں جلال قرآنی جھلمل جھلمل کر رہا ہے ـــ سنیئے :-

آہ! آہ! آہ! اے اسلام کیا ہوئی تیری عزت؟ تیرے نام لیواؤں کی نگاہ سے کدھر گئی؟ ـــ کیا ہوئی تیری حلاوت؟ ـــ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اے اپنی جان پر ظلمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟ ارے وہ اللہ قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا جس نے تمہیں آنکھ، کان، دل، ہاتھ، پاؤں ـــ لاکھوں نعمتیں دیں، جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا اور ایک اکیلے "تنہا" بے یار و بے وکیل اس کے دربار میں کھڑے ہو کر روبکاری ہونا ہے ـ اس کی عظمت، اس کی محبت، ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں فلاں کو اس پر ترجیح دے لی؟ ـــ ارے اس کی عظمت، اس کے احسان، اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے احسانات اگر یاد کرو تو وہ واللہ العظیم، باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسانات جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑویں حصے کو نہ پہنچ سکیں ـــ ارے وہ، وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری ہی یاد تھی ـــ دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور، نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارا، اللہ نور السمٰوٰت والارض کا نور، شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک، حزیں آواز سے کہہ رہا ہے :-

---

[1] ظفر الدین : سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱۶
(مکتوب گرامی بنام مولوی عرفان علی، محررہ ۱۰ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء)

Marfat.com

ربّ امتی امتی!

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ — ایسا درد رکھا؟ حاشا للہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ اس پیارے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو جب قبر انور میں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں فضل یا قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے کان لگا کر سنا ہے، آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں:۔

رب امتی امتی!

اے رب میرے! میری امت، میری امت!

سبحان اللہ! پیدا ہوئے تو تمہاری یاد، دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد:۔

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ تم چادر تان کر، شام سے خراٹے بھرتے صبح کی خبر لاتے ہو، تمہارے درد ہو، کرب ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو — ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست، آشنا، دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے، آخر تھک تھک جا پڑے اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں — اور وہ پیارا بے گناہ، بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں جاگا کیا، تم سوتے اور وہ زار زار رو رہا ہے، روتے روتے صبح کر دی ہے کہ:۔

رب امتی امتی!

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا، ایسا درد رکھا؟ — حاشا للہ!

Marfat.com

اے ہاں ہاں، درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبت کا کیا جا پچنا کہ ان میں تمہاری خطا نہ ماں باپ پر جفا۔ یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے ہمیشہ نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، سو سو کہیں اور ایک نہ مانو، ماں سے برے باپ سے بڑے، رات دن بُرے، ہر وقت برے ——— دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے لگاتے ہیں؟ ——— مگر وہ پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن راحت ہے کہ تمہاری لاکھ لاکھ نافرمانیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہگاریاں پائے اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، ترک نہ فرمائے ——— سنو وہ کیا فرما رہا ہے دیکھو تو ——— وہ فرماتا ہے :-

هَلُمَّ اِلَیَّ ، هَلُمَّ اِلَیَّ

(ارے میری طرف آؤ ، ارے میری طرف آؤ)

مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ ——— دیکھو وہ فرماتا ہے "تم پروانے کی طرح آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں" ——— کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ——— ایسا درد رکھا؟ ——— استغفر اللہ!

ارے دنیا کی ساعت، تیرہے آنکھ بند کئے سویرا ہے، قیامت بہت جلد آنے والی ہے، جانتا ہے قیامت کیا ہے؟ ——— یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ۙ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ——— جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، جورو، بیٹوں سب سے، ہر ایک آج، دن اپنے ہی حال میں غلطاں و پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا ——— اس دن جانیں کہ فلاں فلاں تیرے کام آسکیں؟ حاشا للہ! ——— واللہ العظیم اس دن وہی پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کام آئے گا اور اس کے سوا باقی انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

کوئی مجال عرض ہوگی نہیں ، سب نفسی نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے ؟ ہاں وہ پیارا ، وہ بیکسوں کا سہارا ، وہ بے یاروں کا یار ، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا ، وہ محبوب محشر آرا ، وہ رؤف رحیم ہمارا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمائے گا کہ :۔

انا لہا ، انا لہا

میں ہوں شفاعت کے لئے ، میں ہوں شفاعت کے لئے ۔

—— للہ انصاف ! ان کے احسانوں میں جہان میں کسی کے احسانوں کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے ؟ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ جو ان کی شان میں بدگوئی کرے ، تمہارے دل میں اس کی وقعت ، اس کی محبت ، اس کا لحاظ ، اس کا پاس نام کو بھی باقی رہے ع

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی !

الہیٰ کلمہ گویوں کو سچا اسلام عطا کر ، صدقہ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجاہت کا ! لہ

نوٹ :۔ فاضل بریلوی کی تیغ تکفیر کے مقتول بھی آپ کی محبت اور عشق رسول کے دل سے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ مخالفت کا اصل سبب ناموس رسول علیہ السلام کی حفاظت ہے ، چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں :۔

"میرے دل میں احمد رضا کے لئے بیحد احترام ہے ، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بناء پر کہتا ہے ، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا ۔"

(اختر شاہجہاں پوری ، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام ، مطبوعہ لاہور ، ۱۹۷۱ء)

لہ حسام الحرمین ، (خلاصہ فوائد فتویٰ) ، مطبوعہ لاہور ، ص ۔ ۷۴ ۔ ۷۸

Marfat.com

حیات مبارک

Marfat.com

Marfat.com

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) بلند پایہ عالم اور صاحب دل تھے[1]۔ فاضل بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان میں ان دونوں بزرگوں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے ع

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا[2]

فاضل بریلوی کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو-پی) میں ہوئی[3]۔ خود فاضل بریلوی نے اس آیہ کریمہ سے اپنا سنہ ولادت نکالا ہے۔

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ[4]

(ترجمہ) وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔

فاضل بریلوی کا اسم گرامی "محمد" رکھا گیا اور تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) لیکن جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے "احمد رضا" تجویز فرمایا، بعد میں فاضل بریلوی

---

[1] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی (۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) ص ۵۸، ۱۹۳، ۵۳۱

[2] احمد رضا خاں: حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

[3] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸

[4] بدرالدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۸۵

Marfat.com

خود اس اسم شریف کے ساتھ "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمایا، چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے [1]

فاضل بریلوی نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ مہینے اور ۵ دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی، ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں :-

وذالک لمنتصف شعبان سنہ ۱۲۸۶ھ الف ومأتین وست وثمانین

وانا اذ ذاک ابن ثلثہ عشر عاما وعشرۃ اشھر وخمسۃ ایام

وفی ھذا التاریخ فرضت علیّ الصلوۃ وتوجھت الی الاحکام [2]

(ترجمہ) وسط شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کا ایک نو عمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شرعی کی طرف متوجہ ہوا۔

علوم عربیہ سے فراغت کے بعد ہی آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کر دیں اور اس چھوٹی سی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب میں خود تحریر فرماتے ہیں :-

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور ۷ دن اور زندگی بالخیر ہے تو دس شعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء کو اس فقیر کو

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش ، حصہ اوّل ، مطبوعہ کراچی ص ۸۰

[2] احمد رضا خاں : الاجازۃ الرضویہ مکۃ البہیۃ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

Marfat.com

فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔[1]

○

فاضل بریلوی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم و فنون میں تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد ۵۴ ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ علم قرآن ۲۔ علم حدیث[2] ۳۔ اصول حدیث ۴۔ فقہ (جملہ مذاہب) ۵۔ اصول فقہ
۶۔ جدل ۷۔ تفسیر ۸۔ عقائد ۹۔ کلام ۱۰۔ نحو ۱۱۔ صرف
۱۲۔ معانی ۱۳۔ بیان ۱۴۔ بدیع ۱۵۔ منطق ۱۶۔ مناظرہ ۱۷۔ فلسفہ
۱۸۔ تکسیر ۱۹۔ ہیأۃ ۲۰۔ حساب ۲۱۔ ہندسہ[3] ۲۲۔ قراءۃ ۲۳۔ تجوید
۲۴۔ تصوف ۲۵۔ سلوک ۲۶۔ اخلاق ۲۷۔ اسماء الرجال ۲۸۔ سیر ۲۹۔ تاریخ
۳۰۔ لغت ۳۱۔ ادب[4] ۳۲۔ ارثماطیقی ۳۳۔ جبر و مقابلہ ۳۴۔ حساب سینی ۳۵۔ لوگارثمات

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۲۸۰، مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری محررہ ۷ رشعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء)

[2] فاضل بریلوی نے سند حدیث مسلسل تین واسطوں سے حاصل کی جس کا موصوف نے الاجازۃ الرضویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے (ص۔ ۵۸ تا ۶۲) دو واسطے قابل ذکر ہیں، ایک حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور دوسرا حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہے۔

[3] ان ۲۱ علوم و فنون کے متعلق فاضل بریلوی نے یہ صراحت کی ہے:۔

فہذہ احدی وعشرون علمًا اخذت جلها بل کلها عن امام العلما خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد۔ (الاجازات المتینہ، ص ۳۲)

یہ ۲۱ علوم میں نے اپنے والد ماجد (مولانا نقی علی خان) سے حاصل کیے (ترجمہ و تلخیص)

[4] نمبر شمار ۲۲ سے ۳۱ تک کے علوم و فنون کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ ان اساتذہ سے حاصل کیے:۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۹ء) (۲) مولانا محمد نقی علی خان (م ۱۲۹۷ھ، ۱۸۷۹ء)
(۳) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (م ۱۲۹۹ھ، ۱۸۸۱ء) (۴) شیخ عبد الرحمٰن مکی (م ۱۳۰۱ھ، ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ، ۱۸۸۴ء) (۶) شاہ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء)

Marfat.com

۳۶- توفیت ۳۷- مناظر و مرایا ۳۸- اکر ۳۹- زیجات ۴۰- مثلث کروی
۴۱- مثلث مسطح ۴۲- ھیأۃ جدیدہ ۴۳- مربعات ۴۴- جفر ۴۵- زائرجہ [1]

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم و نثر فارسی، نثر و نظم ہندی، خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ اس طرح فاضل بریلوی نے جن علوم و فنون پر دسترس حاصل کی، ان کی تعداد ۴۵ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم و فنون پر دستگاہ رکھتا ہو۔

پھر یہی نہیں کہ فاضل بریلوی نے ان علوم کی تحصیل کی بلکہ ہر ایک علم و فن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی، خود تحریر فرماتے ہیں:۔

ولی فی کلھا او جلھا تحریرات و تعلیقات من زمن طلبی الی ھذا الحین [2] (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

ہم تصانیف کے ذیل میں مختصراً اس پر روشنی ڈالیں گے۔

○

جن علوم و فنون کا اوپر ذکر کیا گیا ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی نے خود ترک فرما دیا اور بعض کو اپنایا۔ اس ترک و قبول پر موصوف نے خود روشنی ڈالی ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں:۔

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ لعلما بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ) ص ۳۵، ۳۹

نوٹ:۔ فاضل بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خان نے قیام حرمین شریفین کے زمانے (۱۳۲۳-۲۴ھ) میں فاضل بریلوی کی سندات اجازت (جو علمائے حرمین کو عنایت فرمائیں)، علمائے عرب کے مکتوبات (جو فاضل بریلوی کو ارسال کئے گئے) اس کے علاوہ دیگر تفصیلات کو الاجازت المتینہ میں جمع کر دیا ہے۔ یہ مجموعہ سوانحی حیثیت سے بہت اہم ہے۔

[2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۳۶ (قلمی)

Marfat.com

فمنذ ذالك ترکت الفلسفة الاولی لانی لم ار فیها الا زخرفة
ورأیت ظلمتها تاتی بالرین وتجلب الشین وتسلب الدین
فخفت منها علی الدین خوف الدین اعقل من ثقل الدین
واشتغالی بالھیأة والھندسة والزیج واللوغارثمات وفنون
الریاضی لیس لیکون فیہ ارتیاضی بل انما التوجہ ترویحًا
للقلب علی جھة التفکہ نعم ربما اقصدھا لعلم التاقیت و
تحدید الاوقات نفعًا للمسلمین فی الصوم والصلوٰة ۔
اما فنونی التی انا بھا ولھا ورزقت لحبھا شغفا وولھا
فاحد ثلثة ——— حمایة جانب سید المرسلین
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین من اطالة
لسان کل وھابی مھین بکلام مُھین وھذا وھو حسبی ان
یتقبل ربی وھذا ھو ظنی رحمة ربی وقد قال انا عند ظن عبدی بی،
ثم نکایة بقیة المبتدعین ممن یدعی الدین وما ھم الا
المفسدین، ثم الافتاء بقدر الطاقة علی المذھب الحنفی
المتین المبین [۱]

(ترجمہ و تلخیص) میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا ۔ میں نے محسوس کیا کہ اس میں

---

[۱] احمد رضا خان : الاجازة الرضویہ لمبجل المکة البہیة ، (قلمی)، ص ۳۷، ۳۸

نوٹ :۔ الاجازة الرضویہ الخ الاجازات المتینہ (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں) میں شامل دوسری سند کا تاریخی نام ہے جو شیخ اسماعیل خلیل وغیرہم کو فاضل بریلوی نے عنایت فرمائی تھی۔ الاجازات المتینہ کا ایک قلمی نسخہ مرتبہ محمد صدیق اکبر صاحب جو جناب مفتی اعجاز ولی صاحب (لاہور) کے نسخہ پر مبنی ہے، جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی عنایت سے ملا ہے جس کے لئے ان کا تشکر گزار ہوں۔ مسعود

Marfat.com

سوائے ملمع کاری کے کچھ نہیں۔ اس کی ظلمت اور زنگ ایسا چھاتا ہے کہ دین سلب کر لیتا ہے اور اس ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی دینی ذمہ داریوں پر غور کیا ــــــ اور ہیئت، ہندسہ، نجوم، لوگارثمات اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لئے نہیں کہ اس میں مجھے مزید مشق حاصل ہو بلکہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کیلئے ہے اس کے علاوہ اس سے وقت کی تعیین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے جس سے مسلمانوں کو نماز روزے میں فائدہ پہنچتا ہے۔

مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے تفصیل یہ ہے:۔

(۱) سید المرسلین صلوۃ اللہ تعالیٰ وسلام علیہ وعلیہم اجمعین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل وہابی آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے، ــــــ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میں میرا یہی ظن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے:۔

میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن
کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں۔

(۲) ان کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی بیخکنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفسد محض ہیں۔

(۳) حسب استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی۔

فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہو کر اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے ــــ فاضل بریلوی نے اپنے دیوان میں اپنے مرشد طریقت کی شان میں ایک منقبت لکھی ہے جس کا مطلع ہے:۔

Marfat.com

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسول

خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسول [1]

فاضل بریلوی کو جن سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی اس کی تفصیل خود موصوف نے اس طرح لکھی ہے:-

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اھدلیہ (۴) قادریہ رزاقیہ

(۵) قادریہ منوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ

(۹) سہروردیہ فضلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعیہ

(۱۳) علویہ منامیہ [2] وغیرہ وغیرہ

مندرجہ بالا سلاسل میں اجازت کے علاوہ فاضل بریلوی کو مصافحات اربعہ کی سندات بھی ملیں جس کی تفصیل موصوف نے اس طرح تحریر فرمائی ہے:-

(۱) مصافحۃ الجنیّہ (۲) مصافحۃ الخضریہ

(۳) مصافحۃ المعمریّہ (۴) مصافحۃ المنامیّہ [3]

ان مصافحات و اجازات کے علاوہ مختلف اذکار، اشغال و اعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی مثلاً خواص القرآن، اسماء الٰہیّہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، حزب البر، حزب النصر، حرز الامیرین، حرز الیمانی، دعاء مغنی، دعاء حیدری، دعاء عزرائیلی، دعاء سریانی قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرار، قصیدہ بردہ وغیرہ وغیرہ۔

○

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فاضل بریلوی اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی معیت

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲۵

[2] حامد رضا خاں : الاجازات المتینہ، ص ۴۰ و ۴۱

[3] ایضاً : " ، ص ۴۲

Marfat.com

میں زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات و کیفیات قلبیہ کی آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے۔ اس نظم کا مطلع ہے:

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبہ کا کعبہ دیکھو [1]

اس سفر مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علما مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان (م ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء) اور مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء) وغیرہم سے حدیث، تفسیر فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں نماز مغرب کے بعد ایک روز امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء) بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں، فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہتے ہیں اور جوشِ عقیدت میں فرماتے ہیں:-

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین [2]

بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔

شیخ حسین بن صالح موصوف نے فاضل بریلوی کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے دستخطِ خاص سے عنایت فرمائی، اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

○

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی دوسری بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کیلئے

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۵۷

[2] رحمان علی : تذکرۂ علمائے ہند ص ۹۹

نوٹ: مولانا رحمان علی نے اس سفر حج کے واقعات و حالات کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ ہم نے یہ تمام تفصیلات اس کتاب میں مناسب جگہ درج کر دی ہیں۔

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر ایک نظم لکھی تھی جو ان کے نعتیہ دیوان میں شامل ہے اور جس کا مطلع ہے:-

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے [1]

اس سفر مبارک میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی جس کا بخوبی اندازہ حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) الدولۃ المکیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) اور کفل الفقیہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) وغیرہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہماری کتاب کا موضوع ہے اس لئے ہم نے اصل کتاب میں اس پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہاں مختصراً کچھ عرض کرتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں فاضل بریلوی کی جو قدر و منزلت ہوئی اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ اسماعیل خلیل علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اہل مکہ جوق در جوق آپ کے اردگرد جمع ہو گئے، بہت سے حضرات نے آپ سے التجا کی کہ ان کو سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا۔

مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس سفر میں فاضل بریلوی کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے الاجازات المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کے لئے سب سے پہلے مولانا سید عبدالحئی مکی (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء) تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم بھی تھے۔ دونوں حضرات کو سندات اجازت مرحمت فرمائیں۔ ان کے بعد مولانا شیخ صالح کمال (م ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) اور بعض دوسرے اہل علم آئے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ پھر مولانا سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۹ء) تشریف لائے چنانچہ موصوف کو اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کو اجازت سے نوازا گیا۔ ان کے بعد شیخ احمد خضراوی تشریف لائے پھر اور لوگ بھی آنے لگے سب کو اجازت سے مشرف فرمایا۔ بعض حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول ص ۹۲

Marfat.com

ارسال کردی جائیں گی۔ قیام مکہ ہی کے زمانے میں شیخ عبدالقادر کردی (م ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) اور ان کے صاحب زادے شیخ فرید (م ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء) اور سید محمد عمر وغیرہم کو بھی اجازت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد فاضل بریلوی دربار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لےگئے جہاں جس اکرام و اعزاز سے نوازا گیا اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) کی زبانی سنئے۔ وہ اپنے ذاتی تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

انّی مقیم بالمدینۃ المنورۃ منذ سنین ویاتیہا من الہند الوف من العلمین۔ فیہم علماء وصلحاء و اتقیاء رأیتھم یدورون فی سکک البلد لا یلتفت الیہم من اھلہ احد و اری العلماء الکبار العظماء الیک مھرعین و باجلا لک مسرعین ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم [1]

(ترجمہ تلخیص) میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں، ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحاء، اتقیاء، سب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی بھی ان کو مڑکر نہیں دیکھتا، لیکن فاضل بریلوی (کی شان عجیب ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق درجوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصد تعجیل کوشاں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں بھی فاضل بریلوی سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی، بہت سوں کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی اور بعض حضرات سے وعدہ کیا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات ارسال کردی جائیں گی مثلاً شیخ عمر بن حمدان المحرسی، سید مامون البری، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ ، ص ۷

Marfat.com

وغیرہم۔ چنانچہ جب وطن واپسی کے بعد سندات کی ترسیل میں تاخیر ہوئی تو ان حضرات نے یاد دہانی کرائی
سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) اسی قسم کے ایک وعدے کی یاد دہانی اپنے مکتوب
محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں اس طرح کراتے ہیں :-

وو عدتم الحقیر و اخاہ بارسال الاجازۃ بمرویاتکم فلم
تأت فکان اقرب الناس الیکم ابعدھم اوکنا نسیاً منسیاً [1]

(ترجمہ) آپ نے حقیر اور اس کے بھائی سے اپنی مرویات کی اجازت بھیجنے کا وعدہ فرمایا
تھا، لیکن ابھی تک اجازت موصول نہیں ہوئی جو آپ سے زیادہ قریب تھا
وہ بہت دور ہو گیا، یا ہمیں بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے؟

اسی طرح سید مامون البری مدنی اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
میں اس طرح یاد دہانی کراتے ہیں :-

وقد وقع منکم الوعد عند وصولکم الی المدینۃ الطیبۃ
بان تمنحوا من فضلکم الاجازۃ فی علوم الحدیث والتفسیر
وغیرھا للفقیر، والفقیر منتظر انجاز ذالک الوعد وکتابتہ
وارسالہ الخیر خیر ما وعد [2]

(تلخیص) مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ علوم حدیث اور تفسیر
وغیرہ میں حقیر کو سند اجازت تحریر فرما کر ارسال کریں گے۔ فقیر ایفائے وعدہ
کا منتظر ہے۔

○

وطن عزیز واپسی کے بعد فاضل بریلوی کی خدمت میں علمائے عرب نے جو خطوط ارسال

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ، ص ۹ و ۱۰
[2] ایضاً : " ، ص ۱۳ و ۱۴

Marfat.com

فرمائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں محبت و عظمت راسخ ہو چکی تھی۔ چنانچہ سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام اپنے ایک مکتوب محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں فاضل بریلوی کے مکتوب گرامی موصول ہونے پر اپنی مسرت و انبساط کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

وصلنا عزیز مشرفکم علی طراز نقار علماء المدینۃ المنورۃ علی صاحبها افضل الصلٰوۃ والسلام فقرأناہ والسرور والحبور منزا یدات وتلوناہ والدموع والزافرات متتابعات۔ فما علمنا هل ذالك لشدۃ الاشتیاق ام لعدم حصول الوصال والتلاق [1]

(ترجمہ و تلخیص) ہمیں آپ کا گرامی نامہ ملا، اس کو پڑھا تو خوشی پر خوشی میسر آئی اور آگے پڑھا تو آنسو بہنے لگے اور آہوں سے ہچکیاں بندھ گئیں۔ نہ معلوم یہ کیفیت شدت اشتیاق کی وجہ سے پیدا ہوئی یا وصل و ملاقات سے حرماں نصیبی کی وجہ سے!

اسی طرح ایک مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ شیخ الاسلام بلامدافع، وحید العصر بلامنازع، شیخنا واستاذنا وملاذنا وقدوتنا وعمدتنا یومنا ومعادنا المولوی احمد رضا خان سلمہ اللہ الحنان المنان [2]

(ترجمہ و تلخیص) تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو یکتا ہے اور درود و سلام اس مقدس ہستی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں، بے بدل شیخ الاسلام، بلا تردید یکتائے روزگار ——— ہمارے محبوب شیخ اور آقا، ہمارے پسندیدہ قائد اور دین و دنیا میں ہمارا سہارا مولوی احمد رضا خاں ——— خدائے حنان و منان انہیں سلامت رکھے!

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۱۱ [2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۹

Marfat.com

اسی طرح مولانا سید مامون البری المدنی علیہ الرحمہ اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں، اس تحریر کے حرف حرف سے جوش عقیدت و محبت نمایاں ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ الی الاستاذ العلامۃ البادع والملاذ الفھامۃ اللامع، صاحب القلم السمار والکلم الفائق لطفھا نعیم الاسمار" ذا الکمالات العالیۃ التی لا تنتصور کنھھا برسم وحد، فھوا لحقیق بان یقال انہ فی عصرہ اوحد، کیف وفضلہ اشھر من نار علی علم، والمنیر علی عالی ھممہ عند الامم ـــــــ اعنی بہ حضرۃ الجناب المکرم المحترم وحید الاوان الشیخ سیدی احمد رضا خان ابقی اللہ عزہ وجلالہ عن الزوال ماھونا وعن آفات الدھری مصٓونا آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم [1]

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ

بنام نامی استاذ العلامہ، جو شیریں بیاں، خوش فکر، روشن ضمیر اور صاحب تقریر و تحریر ہیں۔ ان کی حلاوتِ بیان شب خیز واعظین کی تاثیر رکھتی ہے۔ (ان کی)، تحریریں بلند کمالات کی آئینہ دار ہیں، بادی النظر میں ہم ان کے کمالات عالیہ کے حقائق کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ حقیقت میں یوں کہنا چاہیے، کہ موصوف اپنے زمانے میں یکتا ہیں اور ان کا علم و فضل مشہور رہے اور وہ اقوام کے نزدیک اپنی عالی ہمتی کی وجہ سے معروف ہیں۔ (کون؟) اس سے میرا اشارہ حضرت جناب مکرم و محترم یکتائے روزگار، سیدی احمد رضا خاں کی طرف

---

[1] حامد رضا خان : الاجازۃ المتینہ، ص ۱۳

Marfat.com

ہے۔ اللہ عزوجل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل انہیں زوال و نکبت اور آفات زمانہ سے بچائے رکھے (آمین)

فاضل بریلوی کی علمیت و فقاہت اور روحانی عظمت سے عرب و عجم کے بیشتر علماء متاثر تھے۔ ہم نے ان تمام تاثرات کو آیندہ اوراق میں قلم بند کیا ہے۔

○

فاضل بریلوی نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک دوپہر دو بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔۔ مولانا حسنین رضا خاں جنہوں نے اس الوداعی سفر کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا' عرض کیا گیا۔" اس وقت ۱ بج کر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں" فرمایا "گھڑی رکھ دو" ۔۔ یکایک ارشاد فرمایا" تصاویر ہٹا دو" ۔۔ حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا" یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ" ۔۔ پھر ذرا وقفے سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا" وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ" ۔۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفٰے رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا" اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورہ یٰسٓ شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو" ۔۔

اب آپ کی عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں، ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی، یا سبقت زبان سے زیر و زبر میں اس وقت فرق ہوا، خود تلاوت فرما کر بتا دی ۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا، ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا "جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔[1]

مولانا عبد العزیز محدث مراد آبادی (استاذ دار العلوم اشرفیہ، اعظم گڑھ) درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول صاحب کے عم محترم علیہ الرحمہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے فاضل بریلوی کی ساعت وصال کی حقیقی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، راوی معتبر ہے اور بات خواب کی ہے، اس لئے تنگ دلی یا تعصب سے کسی کا جھٹلانا نامناسب اور غیر معقول ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت قلبی سے نوازا ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

فاضل موصوف فرماتے ہیں :۔

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پاکر، ان سے ملاقات کی، بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا ہی استغنا تھا، مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے، ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے، نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں

---

[1] بدر الدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ص ۳۶۱ و ۳۶۲

Marfat.com

کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں، مجھے ضرورت نہیں، ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا، عرض کیا "حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟" ـــ فرمایا "مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔"

"واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں، لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے، قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے، میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا "فداک ابی وامی! کس کا انتظار ہے؟" ـــ ارشاد فرمایا "احمد رضا کا انتظار ہے۔" میں نے عرض کیا "احمد رضا کون ہیں؟" ـــ فرمایا "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔" بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی، معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا، بریلی پہنچا، معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔[۱]

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم، ہمہ حرماں رفتم

شہر بریلی محلہ سوداگران میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پرشکوہ عمارت

---

[۱] بدرالدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ (بحوالہ ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد (شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

Marfat.com

میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۴ اور ۲۵ صفر کو ہوا کرتا ہے اور اکناف ہند کے علماء و مشائخ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

○

فاضل بریلوی کی باقیات صالحات میں ان کی تعداد تصانیف[1] قابل ذکر ہیں — ایک اندازے کے مطابق یہ تصانیف و تعلیقات پچاس مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار کے قریب ہیں[2]۔ مولانا رحمان علی نے اپنی تالیف "تذکرہ علمائے ہند" میں (جو ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں لکھنی شروع کی)، فاضل بریلوی کی پچاس تصانیف کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے :-

تصانیف وے تا ایں زماں ہفتاد و پنج مجلد رسیدہ اند[3]

اس وقت فاضل بریلوی کی عمر شریف تقریباً ۳۱ سال ہو گی اور چودہ برس کی عمر میں فتوے نویسی کا آغاز فرما کر علمی دنیا میں قدم رکھا، اس طرح یہ ۷۵ تصانیف تقریباً ۱۸ سال کی کاوش کا نتیجہ ہیں، اس کے بعد ۳۵ سال حیات رہے جب ابتدا کا یہ عالم ہے تو انتہا کیسی شاندار ہو گی۔

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں جب کہ آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اپنی تصانیف کی تعداد دو سو[4] تحریر فرمائی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۱ سال ہو گی۔ اس قدر تصانیف کے علاوہ فاضل بریلوی نے مختلف علوم و فنون کی تقریباً اسی کتابوں

---

[1] یوسف الیان سرکیس نے معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ میں "الشیخ احمد رضا" کے ذیل میں مندرجہ ذیل دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ غالباً یہ بھی فاضل بریلوی کی تصانیف ہیں :-
(ا) ھدایۃ المعلمین الی ما یجب فی الدین (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)
(ب) العراقیات (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)
(معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر۔ ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء جلد اول ص ۹۳۹)

[2] ضمیمہ المعتقد المنتقد (مع المعتمد المستند) مطبوعہ لاہور (از مفتی محمد اعجاز ولی خاں) ص – ۲۴۶

[3] رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء، ص – ۱۸
(ب) نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، جلد اول، ص ۶۶

[4] اختر نے ان کا شمار ڈیڑھ سو تک پیش کیا ہے۔ (اختر)

Marfat.com

پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے اور اس سارے علمی سرمایہ کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جس کا پورا نام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ" ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۴ء تک فاضل بریلوی نے اس کی سات مجلدات کا ذکر فرمایا ہے جو بعد میں بارہ مجلدات تک پہنچ گئیں اور جن میں پانچ شائع بھی ہو گئیں۔ ہر ایک جلد جہازی سائز کے ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

فاضل بریلوی نے اس کے چند اوراق بطور نمونہ مکہ معظمہ کے فاضل سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرام کو ارسال فرمائے تھے۔ موصوف نے اپنے مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں ان اوراق فتاویٰ پر اس طرح تبصرہ فرمایا ہے:-

تفضل علینا سیدنا بعدۃ اوراق من فتاویہ انموذجۃ نرجو اللہ عزشانہ ان یسھل ویقارب لکم الاوقات لاتمامھا فی اقرب حین فانھا حریۃ بان یعتنیٰ بھا جعلھا اللہ تعالیٰ لکم ذخرا یوم المعاد و واللہ اقول والحق اقول انہ لو راٰھا ابو حنیفۃ النعمان لأقرت عینہ و یجعل مولفھا من جملۃ الاصحاب [1]

(ترجمہ) ہمارے آقا نے فتاویٰ پر مشتمل ہمیں نمونے کے طور پر چند اوراق عنایت فرمائے ہیں۔ ہمیں اللہ عزشانہ سے امید ہے کہ وہ ان کی تکمیل کے لئے آپ کے اوقات میں آسانی اور جلدی کے مواقع عطا فرمائے گا۔ چوں کہ وہ خالص علمیت پر مبنی ہیں۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں سرخروئی عطا فرمائیگا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے (اجلہ) تلامذہ میں شامل فرماتے۔

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازات المتینۃ، ص - ۹

Marfat.com

○

دوسرا علمی شاہکار قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے جو "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ اور جلیل القدر عالم مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے خزائن العرفان کے نام سے اس پر تفسیری حواشی تحریر فرمائے۔[۵] قرآن کریم کے اردو میں بیشمار ترجمے ہوئے ہیں گو اولیت شاہ عبدالقادر علیہ الرحمہ کے ترجمہ موضح قرآن (۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) کو حاصل ہے لیکن نگاہ عشق و مستی سے اگر دیکھا جائے تو فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور اپنی مثال آپ ہے۔

فاضل بریلوی کی تصانیف اور تعلیقات کی روشنی کے متعلق تفصیلات مختلف کتابوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔[۶] ان کی تصانیف کا تعارف بجائے خود ایک تحقیقی مقالے کا محتاج ہے۔

○

فاضل بریلوی متبحر عالم اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ سخن فہمی و سخن سنجی اور سخن گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ نے نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا اور اس

---

۵ مولوی سرفراز گکھڑوی نے ان حواشی پر چند اعتراضات وارد کئے ہیں جن کا مسکت جواب مولانا غلام رسول سعیدی نے توضیح البیان لخزائن العرفان کے نام سے تحریر کیا ہے۔

۶ تفصیلات کے لئے ان مآخذ کی طرف رجوع کیا جائے :-

(ا) رحمان علی : "تذکرہ علمائے ہند" ص ۱۶ و ۱۷

(ب) "قاموس الکتب اردو" جلد اول۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱، ۱۴۶، ۲۱۸، ۳۸۲، ۴۶۳، ۸۸۳، ۹۱۰، ۹۲۳، ۹۲۴، ۱۰۶۳

(ج) بدرالدین احمد : "سوانح اعلیٰ حضرت" ص ۳۶۹ تا ۳۸۱

(د) ظفرالدین بہاری : المجمل المعدد لتالیفات المجدد، ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء

میدان میں خوب خوب دادِ سخن دی۔[1] آپ کی نعتیں جذبات قلبیہ کا بے سروپا اظہار نہیں بلکہ آدابِ عشق و محبت کی آئینہ دار ہیں، اس حیثیت سے اردو ادب میں آپ نعت گو شعراء کے سرتاج ہیں ؎

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ھدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضاؔ کی قسم

فاضل بریلوی کی وسعتِ علمی کے سامنے شعرگوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن یہاں اس پہلو پر مجملاً اس لئے روشنی ڈالی گئی کہ شعرگوئی میں نعت گوئی اپنا ایک مخصوص مقام رکھتی ہے اور وہ ایک عالم کے شایانِ شان بھی ہے بشرطیکہ حدود ادب کے اندر رہ کر کی جائے۔ فاضل بریلوی کا کمالِ نعت گوئی دیکھنا ہو تو یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں جس کا راوی ایک صاحب نسبت بزرگ ہے:۔

پشاور سے راقم کے ایک کرم فرما محترم تاج محمد صدیقی القادری دام عنایتہٗ نے اپنے مرشد طریقت حضرت حافظ سید احمد شاہ صاحب قادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نبوی کے باہر ایک مجلس جمی ہے، سب روضۂ مبارک کی طرف متوجہ بیٹھے ہیں۔ نواب رام پور بھی ہیں، ایک نعت خواں فاضل بریلوی کی یہ نعت پڑھ رہا ہے جس کا مطلع ہے ؎

حاجیو! آؤ، شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

ایک کیف و سرور کا عالم ہے، مجلس پر رقت طاری ہے۔

علماءِ مدینہ فاضل بریلوی کی معجز کلامی کو دیکھ کر بیساختہ پکار اٹھے:۔

کان صاحب المشاھدۃ وصاحب مقام الفنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(ماخوذ از مکتوب محررہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۱ء، پشاور)

---

[1] ملک شیر محمد خاں اعوان کا ایک مقالہ بعنوان "مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری" مرکزی مجلس رضا نے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء میں لاہور سے شائع کر دیا ہے ـــــ ماہنامہ فاران (کراچی)، ستمبر ۱۹۷۳ء میں (ص ۴۴ تا ۴۸) اس مقالے پر تبصرہ (باندازِ تنقیص و تنقید) پڑھ کر افسوس ہوا، صرف خامیوں پر نظر رکھنا اور خوبیوں کو نظر انداز کر دینا اہلِ دانش کو زیب نہیں دیتا۔ مسعود

Marfat.com

اولادِ امجاد

فاضل بریلوی کے یہاں دو صاحب زادے اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۸) دونوں صاحبزادگان اپنے وقت کے عالم جلیل ہوئے ــ بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، محمد نام رکھا گیا دوسرا نام حامد رضا تجویز کیا گیا، کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں ۔ ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی ادب پر بڑا عبور حاصل تھا چنانچہ رسالہ الاجازة المتینہ کا عربی مقدمہ اس حقیقت پر شاہد ہے ۔ اس کے علاوہ رسالہ الدولة المکیہ اور الفیوضات المکیہ کا کامیاب اردو ترجمہ کیا ہے ــ ۷۰ برس کی طویل عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے برسہا برس دار العلوم منظر اسلام میں درس حدیث دیا، علم و فضل میں اپنے والد ماجد کا آئینہ تھے فاضل بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے ۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں " حامد منی انا من حامد "

مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے، مسئلہ ختم نبوت پر رسالہ الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی، مسئلہ اذان پر سد الفرار طبع ہو چکے ہیں رسالہ ملا جلال کا حاشیہ قلمی صورت میں محفوظ ہے، نعتیہ دیوان اور مجموعہ فتاویٰ حال ہی میں شائع ہو چکے ہیں ۔

مولانا حامد رضا خاں نے ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو عین حالت نماز میں وصال فرمایا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دوسرے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے ان کا نام محمد رکھا گیا اور عرفی نام مصطفےٰ رضا تجویز کیا گیا ۔ ابتداءً میں برادر بزرگ سے تعلیم حاصل کی، پھر مولانا شاہ رحیم الٰہی منگلوری سے خاص طور پر مستفید ہوئے [1] اس کے بعد والد ماجد سے علوم دینیہ کی تکمیل کی ۔

---

[1] محمود احمد قادری : " تذکرہ علماء اہل سنت " مطبوعہ اسلام آباد ۔ بھوانی پور (مظفر پور) ص ۲۲۳

Marfat.com

مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے اشاعت و تبلیغ اسلام اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا چنانچہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں شردھانند کی فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا اور تبلیغی مشن میں مقیم رہے۔ ۱۳۶۶ھ / اپریل ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کی حمایت کے سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنس (جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ) کے اجلاس میں شریک ہوئے اور اسلامی حکومت کے لائحہ عمل کی تشکیل کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ایک اہم رکن تھے[1]

مولانا مصطفےٰ رضا خاں ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء سے بریلی میں اپنے والد کے جانشین ہیں۔ اور فتویٰ نویسی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں الفتاوی المصطفویہ آپ کی علمی یادگار ہے۔

○

فاضل بریلوی کے بیشمار خلفا تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے ہوئے تھے ——

الاجازات المتینہ کے مطالعہ سے حرمین شریفین میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے سات مختلف سندیں تحریر فرمائیں جو صاحب اجازت کے نام اور مرتبے کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

(۱) پہلی سند شیخ محمد عبدالحئی ابن الشیخ الکبیر السید عبدالکبیر الکتانی الحسنی کو عنایت فرمائی۔

(ب) دوسری سند شیخ اسماعیل خلیل کے لئے مرحمت فرمائی۔ پھر معمولی ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو مرحمت فرمائی۔

(۲) شیخ مصطفےٰ خلیل (۳) شیخ مامون البری المدنی (۴) شیخ اسعد الدھان
(۵) شیخ عبدالرحمان (۶) شیخ عابد بن حسین مفتی مالکیہ (۷) شیخ علی بن حسین
(۸) شیخ جمال بن محمد الامیر (۹) شیخ عبداللہ بن ابی الخیر (۱۰) شیخ عبداللہ دحلان
(۱۱) شیخ بکر رفیع (۱۲) شیخ ابی حسین مرزوقی (۱۳) شیخ حسن العجمی

---

[1] غلام معین الدین نعیمی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۰ و ۱۹۰

Marfat.com

(۱۴) شیخ الدلائل سید محمد سعید (۱۵) شیخ عمر المحروسی (۱۶) شیخ عمر بن حمدان

(ج) تیسری سند شیخ احمد خضراوی المکی کو عنایت فرمائی

(د) چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو عنایت فرمائی۔

(۱۸) شیخ ابو الحسن محمد المرزوقی (۱۹) شیخ حسین المالکی (۲۰) شیخ علی بن حسین

(۲۱) شیخ محمد جمال (۲۲) شیخ صالح کمال (۲۳) شیخ عبد اللہ میرداد

(۲۴) شیخ احمد ابی الخیر میرداد (۲۵) سید سالم بن عیدروس (۲۶) سید علوی بن حسن

(۲۷) سید ابو بکر بن سالم (۲۸) شیخ محمد بن عثمان دحلان (۲۹) شیخ محمد یوسف۔

(ھ) پانچویں سند شیخ عبد القادر کردی کو عنایت فرمائی

(و) چھٹی سند شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔

(ز) ساتویں سند شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

یہ وہ علماء حرمین ہیں جن کو تحریری اجازت نامے عنایت فرمائے، بہت سے حضرات کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی کہ ان کی تعداد کا علم نہیں۔

○

حرمین شریفین کے علاوہ پاک و ہند میں بھی فاضل بریلوی کے بکثرت خلفاء ہیں جن حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:۔

(۱) مولانا حامد رضا خاں (۲) مولانا مصطفےٰ رضا خاں (۳) مولانا محمد ظفر الدین بہاری

(۴) مولانا سید دیدار علی شاہ (۵) مولانا امجد علی اعظمی (۶) مولانا نعیم الدین مراد آبادی

(۷) مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی (۸) مولانا احمد مختار صدیقی (۹) مولانا عبد الاحد قادری

(۱۰) مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی (۱۱) مولانا محمد رحیم بخش آروی (۱۲) مولینا لعل محمد خاں مدراسی

(۱۳) مولانا عمر بن ابوبکر (۱۴) مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی (۱۵) مولینا محمد شفیع بیسلپوری

(۱۶) مولانا محمد حسنین رضا خاں (۱۷) مولینا محمد شریف کوٹلی لوہاراں (۱۸) مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں

Marfat.com

(۱۹) مولینا مفتی غلام جان ہزاروی (۲۰) مولانا احمد حسین امروہوی (۲۱) مولینا عبدالسلام جبل پوری
(۲۲) مولانا عبدالباقی (۲۳) مولانا برہان الحق جبل پوری (۲۴) سید فتح علی شاہ[1]
(۲۵) مولینا ابوالبرکات (۲۶) مولانا حبیب الرحمن میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری)
سید احمد قادری (۲۷) مولانا عمر الدین ہزاروی وغیرہ وغیرہ

○

فاضل بریلوی کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ بیشتر تلامذہ پاک و ہند میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ملک کے طول و عرض میں پھیل کر فاضل بریلوی کے پیغام کو دور دور پہنچایا۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ کے تلامذہ نے مثبت اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ کسی فاضل کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ فاضل بریلوی کے جن تلامذہ کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں :-

(۱) مولانا حسن رضا خاں (۲) مولینا محمد رضا خاں (۳) مولینا حامد رضا خاں
(۴) مولینا سید احمد اشرف کچھوچھوی (۵) مولینا سید محمد جیلانی کچھوچھوی (۶) مولینا ظفر الدین بہاری
(۷) مولینا عبدالواحد پیلی بھیتی (۸) مولینا حسنین رضا خاں (۹) مولینا سلطان احمد خاں
(۱۰) مولینا سید امیر احمد (۱۱) مولینا حافظ یقین الدین (۱۲) مولینا حافظ عبدالکریم
(۱۳) مولینا سید نور احمد چاٹگامی (۱۴) مولینا منور حسین (۱۵) مولینا واعظ الدین
(۱۶) مولینا عبدالرشید عظیم آبادی (۱۷) مولینا شاہ غلام محمد بہاری (۱۸) مولینا حکیم عزیز غوث
(۱۹) مولینا نواب مرزا وغیرہ وغیرہ

○

---

[1] یہاں تک تمام تفصیلات مولانا بدرالدین احمد کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت (ص ۔ ۳۰۶) سے ماخوذ ہیں۔ مسعود

Marfat.com

فاضل بریلوی

علماء حجاز کی نظر میں

Marfat.com

Marfat.com

حرمین شریفین میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں حج بیت اللہ تشریف لے گئے تو اس قدر و منزلت کا آغاز ہو چکا تھا جس کی تفصیل مولانا رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند میں[1] اور مولینا محمد ادریس نگرامی نے تذکرۂ علمائے حال میں[2] بیان کی ہے۔ مولینا رحمان علی تحریر فرماتے ہیں :-

۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ وہاں کے اکابر علماء یعنی سید احمد دحلان (مفتی شافعیہ) اور عبدالرحمن سراج (مفتی حنفیہ) سے حدیث، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے علوم کی سند حاصل کی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے، دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا:-

انی لا اجد نور اللہ من ھذا الجبین

بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں،

---

[1] مولینا رحمان علی (۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء تا ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) نے تذکرہ علمائے ہند نامی کتاب ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷-۸ء میں لکھنی شروع کی۔ غالباً ۱۳۰۷-۸ھ/ ۱۸۹۰-۹۱ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی اور اس کا پہلا اڈیشن ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

[2] محمد ادریس نگرامی تطبیب الاخوان بذکر علمائے الزمان (ملقب بہ تذکرہ علمائے حال) مؤلفہ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء مطبوعہ ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء ص ۱۰-۱۱

Marfat.com

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا :-

تمہارا نام ضیاءالدین احمد ہے ۔

سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں، مکہ معظمہ میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایماء سے رسالہ جوہرۃ مضیئہ کی شرح، جو مناسک حج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے، دو دن میں کی، یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے مولوی احمد رضا خان اس کا نام

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیئہ

رکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں تحسین و آفریں فرمائی [1]

ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) کے ایک خصوصی شمارے میں فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے واقعات وحالات کو ذرا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ مذکور میں مولوی شاہ محمود جان قادری نے ذکر رضا (منظوم) کے حاشیے میں شرح جوہرۂ مضیہ کا اس طرح تعارف کرایا ہے:۔

فاضل بریلوی نے پہلے ابیات کا ترجمہ فرمایا۔ پھر شرح میں پہلے مطلب پھر اختلاف مذاہب شافعیہ وحنفیہ اور بیان مذہب حنفیہ میں اختیار راجح و ترک مرجوح وغیرہ کے ساتھ متصف فرمایا اور بروز دوشنبہ ۷، ذی الحجہ سال مذکور (۱۲۹۶ھ ۱۸۷۸ء) کو ختم فرما کر

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ

سے ملقب فرمایا

پھر اس پر بعض تعلیقات وحواشی تحریر فرمائے جن میں فوائد لطیفہ و توضیح مسائل و تخریج احادیث وغیرہ کی گئی ہے یہ تعلیق بھی ایک رسالہ ہو گئی جس کا

---

[1] رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸-۹۹

Marfat.com

نام ـــــ الطرۃ الرضیہ علی النیرۃ الوضیہ
رکھا گیا، یہ کتاب قابل دید اور مسائل حج میں بے نظیر ہے، مطبع انوار احمدی
لکھنؤ میں ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء میں طبع ہوئی۔ [1]

○

ان بیانات سے ایک طرف تو فاضل بریلوی کی علمی اور روحانی برتری اور تفوق کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسری طرف عربی زبان پر مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے، ایسی مہارت جس پر خود اہل عرب رشک کریں، یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، فاضل بریلوی کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین مدنی مدظلہ العالی نے علامہ حافظ محمد احسان الحق (گوجرانوالہ) سے بیان فرمایا :-

ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علماء کرام کے اجتماع میں میں نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا مندرجہ ذیل قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا کہ یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان، عربی النسل عالم دین کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے، میں نے بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہیں، علماء مصر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ یہ ہے :-

الحمد للمتوحد ... بجلاله المتفرد
وصلوته دوماً علی ... خیر الانام محمد

---

[1] شاہ محمود جان : ذکر رضا، مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ۱۳۸۲ھ/ جون ۱۹۶۲ء، مجدد اعظم نمبر ص ۸ (یہ کتاب عنقریب مکتبہ رضویہ لاہور کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے)۔

نوٹ : اس رسالے کے صفحہ ۲۶ پر مولینا حبیب الاسلام صاحب نسیم اعظمی نے تعارف کے عنوان سے علمائے حرمین شریفین کے اعزازی کلمات کو مختصراً پیش کیا ہے۔ مسعود

Marfat.com

والآل والاصحاب ھم ... ماوای عند شدائد

فالی العظیم توسلی ... بکتابہ وباحمد

وبمن اتی بکلامہ ... وبمن ھدٰی وبمن ھُدِی

وبطیبۃ وبمن حوت ... وبمنبر وبمسجد

وبکل من وجد الرضا ... من عند ربّ واحد [۱]

○

پہلی بار زیارت حرمین شریف کے موقعہ پر فاضل بریلوی کی جو عزت افزائی ہوئی اس کا مختصر حال اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں جب دوسری بار تشریف لے گئے تو وہ اعزاز و اکرام ہوا کہ اہل پاک و ہند کو جس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔

پہلی بار سفر حج کے بعد علمائے حرمین کے سامنے فاضل بریلوی کے بعض فتوے پیش کیے گئے جس سے ان کے دلوں پر آپ کی فضیلت علمی اور تحقیق و استدلال کا سکہ بیٹھ گیا۔ تعارف تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ من جملہ ان فتاوی کے فتاویٰ موسومہ

"الجام السنۃ لاھل الفتنۃ"

تھا جس کا موضوع ندوہ کے علماء کی تردید تھا۔[۲] ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا اور اس پر ان کی تصدیقات حاصل کر کے ۱۳۱۷ھ میں بہ تصدیقات

"فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین"

---

[۱] محمد احسان الحق: "عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو" مطبوعہ ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" (گوجرانوالہ) ۱۳۹۱ھ/ اپریل ۱۹۷۱ء ص ۳

نوٹ: قصیدہ عربیہ طویل ہے یہاں بخوف طوالت چند اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ مسعود

[۲] علماء ندوہ صلح کل کے داعی تھے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے تھے خواہ اسکے عقائد کچھ ہی کیوں نہ ہوں گویا وہ اجمال کے قائل تھے تفصیل سے سرکار نہ رکھتے تھے، ممکن ہے کہ اس زمانے کے سیاسی حالات نے ان کو یہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر مجبور کیا ہو۔ فاضل بریلوی اس نہج و اضع فکری اور علمی تحریک کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے اور اسکے سخت مخالف تھے

(باقی صفحہ ۹۷ کے نیچے)

Marfat.com

کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ ساری تفصیل مولوی عبد الحئ لکھنوی نے نزھتہ الخواطر (جلد ہشتم) میں دی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:-

انعقدت حفلة "مدرسة فیض عام" سنة احدی عشرة و ثلاث مائة والف فی کانفور، وحضرها اکثر العلماء النابھین وھی الحفلة التی تاسست فیھا ندوة العلماء، ومن اکبر اغراضھا توحید کلمة المسلمین واصلاح ذات البین بین علماء الطوائف واصلاح التعلیم الدینی، و حضرھا المفتی احمد رضا المترجم وخرج منھا وقد قرر محاربة ھذہ الجمعیة، فاصدر صحیفة اسماھا

"التحفة الحنفیة"

لمعارضة ندوة العلماء، والف نحو مأة رسالة و کتاب فی الرد علیھا، واخذ فتاوی العلماء فی انحاء الھند و توقیعاتھم فی تکفیر علماء الندوة، وجمعھا فی کتاب سماہ۔

الجام السنة لاھل الفتنة

واخذ علی ذالک توثیق علماء الحرمین ونشر فی مجموعة سماھا

"فتاوی الحرمین برجف ندوة المین"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) علماء دیوبند بھی اس تحریک اور اس کے بانی کو مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے، چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتوے (مطبوعہ تحفہ ہندیہ پریس دہلی ۱۳۳۲ھ) میں دار الندوہ کے روح رواں مولوی شبلی نعمانی پر سخت تنقید کی ہے اور اس کو معتزلہ اور ملاحدہ میں شمار کیا ہے، اسی طرح مولانا انور شاہ کشمیری نے بھی مقدمہ مشکلات القرآن (ص ۳۲) میں مولوی شبلی کے لئے بہت سخت جملے استعمال کئے ہیں (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت ص ۵۵-۵۶)

Marfat.com

فی سنة سبع عشرة وثلاث مأة الف[1]

(ترجمہ) ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) میں کانپور "مدرسۂ فیض عام" میں ایک اجتماع منعقد ہوا، اس میں بہت سے علماء کرام تشریف لائے، یہ وہی اجتماع ہے جس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد ڈالی گئی جس کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ مسلمانوں کو متحد کیا جائے، ان کی اصلاح کی جائے، علماء کے مختلف طبقوں کو قریب لایا جائے، دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے، اس ادارے میں مفتی احمد رضا خاں بھی آئے لیکن پھر علیحدہ ہوگئے اور اس جمعیت سے آمادۂ پیکار ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے "ندوۃ العلماء" کی مخالفت میں ایک رسالہ "التحفة الحنفیه" جاری کیا، اس کے علاوہ علماء ندوہ کے خلاف سو (۱۰۰) رسالے لکھے اور ہندوستان کے علماء سے انکی تکفیر کے فتوے لیے، اس پر تقریظیں حاصل کیں اور ان سب کو یکجا کر کے کتابی شکل دی اور اس کا نام "الجام السنه لاهل الفتنه" رکھا اور پھر اس پر علمائے حرمین کی توثیقات حاصل کیں اور ان سب کو ایک مجموعے کی شکل میں ۱۳۱۷ھ/ (۱۸۹۹ء) میں شائع کیا۔ اس مجموعے کا نام تھا:-

فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

○

فاضل بریلوی کے پہلے سفر حج کے دوران علماء حرمین کافی متاثر ہو چکے تھے، پھر جب علماء کے سامنے آپ کے فتوے پیش کئے گئے تو ان کو آپ کے تبحر علمی اور قوت استدلال کا اندا
ہوا اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ چنانچہ جب دوسری بار سفر حج پر تشریف

---

[1] عبدالحی لکھنوی: نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، الجزء الثامن، مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۴۰

Marfat.com

لے گئے، تو غیر معمولی اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ غالباً مخالفین کو اس کا پہلے سے اندازہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا کام شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا خلیل احمد انبیٹھی بھی وہاں تشریف لے گئے۔ فاضل بریلوی کے زمانۂ قیام میں موصوف کا وہاں جانا معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے ان کی موجودگی کا اس طرح ذکر کیا ہے:۔

اور یہ تمہیں یاد رہے کہ یہ کتاب براھین قاطعہ جو خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حرف کو صحیح بتایا، ہمارے سردار علماء حرمین شریفین اس کا ردّ فرما چکے ہیں [1]

غالباً مولوی خلیل احمد کے ایما پر براھین قاطعہ کا سہارا لے کر جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ابلیس لعین کے علم سے کم تر بتایا ہے، مسئلہ علم غیب کے بارے میں ایک بحث چھیڑی گئی اور حکومتِ وقت کو بھی اس میں ملوث کیا گیا۔ مگر فاضل بریلوی نے اس کا مسکت جواب دیا اور اس فاضلانہ، عارفانہ اور محققانہ جواب کو "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ" (۱۳۲۳ھ) کے تاریخی نام سے معنون کیا اور پھر اس پر علمائے حجاز کی تصدیقات حاصل کر کے ان تصدیقات کو الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ) کے نام سے شائع کیا گیا۔ ان تصدیقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے عرب فاضل بریلوی کی شخصیت و علمیت سے

---

[1] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیۃ، ص - ۲۹۷

Marfat.com

بیحد متاثر تھے۔ الدولۃ المکیۃ کے تفصیلی تعارف کے بعد ہم ان تصدیقات کے اقتباسات پیش کریں گے تاکہ قارئین کرام خود پڑھ کر فاضل بریلوی کی ہمہ گیر مقبولیت و محبوبیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکیں۔

Marfat.com

پہلا باب

الدّولة المکیّة بالمادة الغَیْبیّة

Marfat.com

Marfat.com

الدولۃ المکیہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں جو نسبتاً ضخیم ہے مسئلہ علم غیب[1] پر فاضلانہ اور محققانہ بحث فرمائی ہے بعض مباحث جن کا تعلق علم ریاضی و علم منطق و فلسفہ سے ہے، عامۃ الناس بلکہ اب تو خواص کے فہم سے بھی بالاتر ہوں گے۔

دوسرے حصے میں دوسرے چار سوالات کے جوابات پیش کئے گئے ہیں جن کا تعلق مولانا شاہ سلامت اللہ کی کتاب اعلام الاذکیاء (مطبوعہ ہند) کے آخر میں واقع ایک عبارت سے ہے اور ایک سوال کا تعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے خطبہ مدارج النبوۃ سے ہے۔ یہ کتاب ۲۶ اور ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو دو نشستوں میں صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں تصنیف فرمائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں خود صراحت فرمائی ہے۔

الدولۃ المکیہ کے دیباچے میں فاضل بریلوی نے وہ تمام تفصیلات دی ہیں جو اس کتاب کی تدوین و ترتیب کے محرکات میں شامل ہیں۔ اور جو اہمیت سے خالی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب پر کئی رسائل تصنیف فرمائے۔ منجملہ ان کے سات رسائل یہ ہیں:۔

(ا) ازاحۃ الغیب ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء (ھ) مالی الجیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

(ب) الجلاء الکامل ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء (و) اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون

(ج) ابراء المجنون ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

(د) حبل الوراۃ (ز) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

Marfat.com

میرے پاس علم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ایک سوال آیا اور میرے گمان میں ان بعض وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے جنہوں نے دل کھول کر اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہندوستان میں اس کی کتابیں شائع کیں، یہ اس لئے کہ یہاں اگر کسی سنّی کو کسی مسئلے کی حاجت ہو علماء سے دریافت کرنے کی تو یہ اللہ کا امان والا شہر ہے، بحمد اللہ علم و علماءؐ سے بھرا ہوا ہے[1]

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

اور انہوں نے جانا کہ میں مکہ معظمہ میں اپنی کتابوں سے جدا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت میں مشغول اور اپنے مولیٰ و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر کی جانب جانے کی جلدی ہے، تو انہوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی اور اس دھیان میں دل کا لگا ہونا اور کتابیں پاس نہ ہونا، مجھے اظہار جواب سے روک دے گا تو اس میں ان کو عید و خوشی ہو جائیگی ——— اور نہ جانا کہ یہ دین متین امان میں ہے اور جو کوئی اس کی مدد کرے منصور و محفوظ ہے[2]

مولینا شیخ اسمٰعیل بن خلیل (مدینہ منورہ) نے بھی اپنی تقریظ میں ان واقعات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :۔

شیخنا العلامۃ المجدد، شیخ الاساتذہ علی الاطلاق المولوی شیخ احمد رضا خاں جب

---

[1] مولانا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء ص ۱۶۸ – ۱۶۹

نوٹ : فاضل بریلوی نے مخالفین کی تردید میں بکثرت تصانیف تحریر فرمائیں جس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں :۔

میں نے دو سَو سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں (یعنی مخالفین کے ردّ میں) اور ان کے بڑوں کو دو چار نہیں بلکہ بکثرت دعوت مناظرہ دی توان میں سے کسی نے لوٹ کر جواب نہ دیا۔ (الدولۃ المکیہ ص ۱۶۹) مسعود

[2] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، ص ۱۷۱

سنہ ۱۳۲۳ھ میں حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لائے بعض فاسقوں کی مدد سے چند بدنصیبوں نے اس وقت کے شریف مکہ کے یہاں ضرر پہنچانے میں کوشش کی اور ان کے ساتھ مکر کرنا چاہا۔ چنانچہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انکے پاس سوال بھیجا اور گمان کیا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے کہ سفر کی تیاری میں ہیں اور یہاں ان کے پاس کوئی کتاب بھی نہیں تو مولینا نے اللہ ان کی تائید کرے اس سوال پر وہ جواب لکھا جس سے ہر مسلمان کی آنکھ ٹھنڈی کی اور ہر کافر د فاسق و گمراہ بے نور کو ذلیل و خوار کیا۔[۱] (ترجمہ)

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

"ہمارے شیخ مذکور حضرت احمد رضا خاں جب تحریر جواب سے فارغ ہوئے شریف مکہ نے شیخ صالح کمال (سابق مفتی مکہ) کو حکم دیا کہ رسالہ ان کے دربار میں برملا پڑھیں، چنانچہ رسالہ پڑھا گیا، سرکش گروہ کے افراد وہاں موجود تھے سن سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور ذلیل و خوار ہوئے۔ اس وقت شریف مکہ پر ظاہر ہو گیا کہ مولینا احمد رضا خاں حق پر ہیں اور مخالفین گمراہ ہیں ——

یہاں تک کہ بعض ثقہ لوگوں نے مجھے خبر دی کہ شریف مکہ کے ایک ملازم نے درخواست کی کہ حق شیخ میں ایک گونہ اہانت جاری کرنے کی اجازت دیں تو شریف مکہ نے انکار کر دیا اور فرمایا :۔

کیف یکون اجرا' مثل ھذا الامر والعلما کلھم قاطبۃ قائمون وقائلون بقولہ وانا کلنا مرجعنا الیھم والاستفادۃ منھم[۲]

---

[۱] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ تالیف سنہ ۱۳۲۶ھ/سنہ ۱۹۰۸ء مطبوعہ کراچی ص ۶

[۲] ایضاً 〃 〃 〃 ص ۱۴

(ترجمہ) "ایسے امر کا اجرا کیوں کر ہو سکتا ہے حالاں کہ تمام علما اس کی مدد پر قائم ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں جو وہ کہتا ہے اور ہم سب کا رجوع علما ہی کی طرف ہے اور انہیں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔" (ترجمہ از مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ)

اس کے بعد فاضل بریلوی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کو شیخ ممدوح بڑے مؤثر انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

فاعز الله مولینا الشیخ احمد المذکور علی رغم انوفهم واکتنفه العلماء والطلبة فمن سائل مستفید و من مقدم سوالا للاستفسار علی القول السدید ومن طالب اجازة ومن منتظر اشارة هذا حاله وهو بمکة.[1]

(ترجمہ) "علماء اور طلبہ علم نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا[2] تو کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کوئی سوال کرتا اور کوئی قول صحیح دریافت کرنے کے لئے کوئی مسئلہ پیش کرتا ہے اور کوئی اجازت مانگتا ہے اور کوئی اشارہ کا انتظار کرتا ہے، یہ ان کا حال تھا جب مکہ میں تھے۔"

یہ ایک جلیل القدر مکی عالم کا بیان ہے جس کو تعصب کی نگاہ سے دیکھنا مناسب نہیں

ع چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

○

---

[1] الفیوضات الملکیه لمحب الدولة المکیه (تالیف ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۱۴

[2] حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی یہ مقبولیت حیرت انگیز ہے، حرمین تو بجائے خود مسلمانانِ عالم کے لیے مرکزِ نگاہ ہیں، وہاں کسی کی طرف نگاہوں کا پھر جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ نگاہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہے، اسی مقبولیت نے اس کو مقام محبوبیت تک پہنچایا ہے، آیہ کریمہ یحببکم الله میں اسی طرف تو اشارہ ہے۔ مسعود

Marfat.com

فاضل بریلوی کے صاحب زادے حضرت مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ بھی رفیق سفر تھے۔ موصوف نے فاضل بریلوی کے رسالے کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) کے دیباچے میں کچھ روشنی ڈالی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

سال گزشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہو گئے[1] مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت و توقیر کی گئی۔ وہاں علماء و فضلا اور مشاہیر بڑے اعزاز و اکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی، حدیث کی کتابوں صحاح و سنن و مسانید و معاجیم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور یہ تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد، علماء اور اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ (۱۳۲۳ھ) نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ برپا کر دیا۔ یہ کتاب مجموعی طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی۔ اس رسالے سے وہاں کے علماء کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم معقول و منقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہو گیا[2]

مولینا حکیم عبد الحئی لکھنوی نے بھی سرزمین حجاز میں آپ کی تالیفات اور سرعت تحریر کا ذکر کیا۔ وہ لکھتے ہیں :-

وسافر الی الحرمین الشریفین عدۃ مرات، وذاکر علماء الحجاز

---

[1] فاضل بریلوی کے سوانح نگار مولانا بدر الدین احمد رضوی قادری نے اپنی تالیف "سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی" کے صفحات ۲۶۱ تا ۲۷۹ میں شرح و بسط کے ساتھ فاضل بریلوی کے سفر حجاز اور متعلقہ حالات و واقعات کا ذکر کیا ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو قارئین کرام اس طرف رجوع فرمائیں۔

[2] مولانا احمد رضا خاں : کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) مقدمہ از مولانا حامد رضا خاں بریلوی، ص ۴-۶

فی بعض المسائل الفقهیّة والکلامیّة والّف بعض الرسائل اثناء اقامته بالحرمین واجاب عن بعض المسائل التی عرضت علی علماء الحرمین، واعجبوا بغزارة علمه وسعة اطلاعه علی المتون الفقهیّة والمسائل الخلافیّة وسرعة تحریره وذکائه[2]

(ترجمہ) کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علماء حجاز سے بعض مسائل فقہیہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے[1] اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے۔ متون فقیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔

○

---

[1] حرمین شریفین کے زمانۂ قیام میں فاضل بریلوی نے یہ رسائل تصنیف فرمائے:۔

(۱) النیرة الوضیة فی شرح الجوهرة المضیّة (۱۲۹۵ھ)

(۲) الدولة المکیة بالمادة الغیبیّة (۱۳۲۳ھ)

(۳) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (۱۳۲۳ھ)

(۴) الاجازة الرضویة لمبجل مکة البهیة (۱۳۲۴ھ)

[2] عبدالحئی لکھنوی: نزهة الخواطر (الجزء الثامن)، ص ۳۹

نوٹ: فاضل بریلوی کی اس سرعت تحریر و تصنیف و تالیف اور وسعت علم کو دیکھ کر خطیب مسجد حرام (مکہ معظمہ) شیخ محمد صالح علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:۔

ورأس المؤلفین فی زمانه (الفیوضات الملکیه، ص ۷۵)

وامام المصنفین بحکم اقرانه (ایضاً)

(ترجمہ) اپنے زمانے میں تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے۔

Marfat.com

فاضل بریلوی کے متعلق عوام وخواص کو یہ باور کرایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو "علم کلی" تصور فرماتے ہیں اور اس طرح شرک کے مرتکب ہیں ، چنانچہ مولانا عبدالحئی لکھنوی جیسا فاضل انسان اپنی تصنیف نزہتہ الخواطر میں تحریر کرتا ہے :۔

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعلم الغیب علما کلیاً [1]

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل مکی نے اس تہمت کی سختی سے تردید فرمائی چنانچہ الدولتہ المکیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں :۔

بلکہ ایک اور نے اپنی تحریر میں یہ جھوٹ باندھا اور بہتان لگایا کہ حضرت احمد رضا نے اپنے رسالے میں جو اس سوال کے جواب میں لکھا یہ حکم لگایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر متناہی بالفعل سے متعلق ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مثل علم الٰہی کے ہے ، ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ۔ حاشا للہ ہمارے شیخ مذکور نے ان میں سے کوئی بات کہی ہو اور کیسے یقین کیا جا سکتا ہے جب کہ رسالہ خود ہمارے ہاتھ میں ہے [2]

○

ہمارا موضوع تو صرف یہ دکھانا ہے کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کو کیسے اعزاز و اکرام سے نوازا گیا تھا لیکن چونکہ ان تمام محامد و محاسن کا تعلق ان تقاریظ سے ہے جو مسئلہ غیب یا علمائے دیوبند کی بعض دوسری تحریرات کے رد میں فاضل بریلوی کے رسائل پر علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمائیں ، اس لئے مناسب سمجھا کہ ان رسائل کے مندرجات کا مختصر تعارف کرا دیا جائے تاکہ مخالف یہ کہہ کر فارغ نہ ہو جائے کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ان کا موضوع تو ہمارے اسلاف کی تکفیر و تذلیل ہے یا یہ

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزہتہ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰

[2] الدولتہ المکیہ (۱۳۲۶ھ) ص ۸

Marfat.com

تاثر دینے کی کوشش کرے کہ علمائے عرب نے فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا[1] بلکہ وہ ٹھنڈے دل سے تعصب سے بالاتر رہ کر مسئلے کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور پھر علمائے حرمین کی تصدیقات کو غور و فکر کے ساتھ پڑھے اور یہ سوچے کہ دیار بعید میں جو علم و حکمت کا گہوارہ ہے ایک عجمی عالم کی اتنی قدر و منزلت کیوں کی گئی اور علماء کی ایک کثیر جماعت اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور پھر اگر خدا توفیق دے تو اس مرد کامل کی طرف سے اپنی بدگمانیوں کو دور کر کے صراط مستقیم اختیار کرے۔

○

جیسا کہ عرض کیا گیا الدولۃ المکیہ کے حصہ اوّل کا موضوع مسئلہ علم غیب ہے، فاضل بریلوی پر یہ تہمت تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مماثل قرار دیتے ہیں مگر کتاب مذکور کے مندرجات سے اس خیال خام کی پرزور تردید ہوتی ہے۔ ہم قارئین کرام کی تطہیر و تزئین قلب و نظر کے لئے بعض ضروری اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱)

جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقاً ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں، وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی

---

[1] چنانچہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی نے حسام الحرمین اور المعتقد المنتقد کے جواب میں المھند علی المفند تحریر فرمائی جو ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی (علمائے اہل سنت کی طرف سے اس کا رد "رادا لمھند" کے نام سے شائع ہوا) اسی طرح مولینا حسین احمد مدنی نے رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب تحریر فرمایا جو دیوبند سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء سے شائع ہوا۔ دونوں رسائل میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی نے جو کہا غلط ہے اور اس پر علمائے عرب نے جو تصدیقات تحریر فرمائیں محض غلط فہمی کی بنا پر ہیں۔ راقم نے اس قسم کے رسائل کا اس کتاب کے آخر میں اسنند داک کے تحت جائزہ لیا ہے۔ تفصیلات وہاں ملاحظہ کریں۔ مسعود

Marfat.com

فرمانی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لانا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا[۱]

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے، جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو، اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو، یوں کہ غیر کی عطا سے ہو نہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے ——— اور یا عطائی ہے جب کہ غیر کی عطا سے ہو۔

پہلی قسم مولی سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کے غیر کیلئے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لئے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرّے سے کم سے کم تر، وہ یقیناً مشرک ہے۔

اور **دوسری قسم** مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے، اللہ کے لئے ممکن نہیں اور جو اس کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرے وہ کافر ہے اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و شنیع ہے اس لئے مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے اور اس نے غیر خدا کو خدا سے برتر سمجھا کہ اس نے اپنے علم و خیر کا فیض خدا کو پہنچا دیا[۲]

(۲)

جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر دیئے جائیں تو ان کے مجموعے کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے، اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور دریائے ذخائر بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اسلئے

---

[۱] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۵
[۲] ایضاً : " " " ، ص ۱۷۷ – ۱۸۱

Marfat.com

کہ ہم بوند کے اس حصے کے برابر یکے بعد دیگرے ان سمندروں میں سے پانی پیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کی امثال پیتے چلے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر[1]

(۳۲)

اللہ سبحانہ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیوں کر کرے گا؟ اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیوں کر لائے گا؟ تو ثابت ہوا کہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی ——— تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی (علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی جو تمام معلومات الٰہیہ کو حقیقی طور پر محیط ہو) مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے ——— بیشک اللہ سبحانہ نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی ہے کہ فرماتا ہے:۔

ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری دی

اور فرمایا:۔

ہم نے خضر کو علم لدنّی عطا کیا

اور فرمایا:۔

اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے[2]

---

[1] مولانا احمد رضا خاں: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ۱۳۲۳ھ مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۷

[2] ایضاً " " " " ، ص ۲۰۷

Marfat.com

(۴)

وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے[1]۔ اگرچہ خدا کی عطا سے ہو، تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ثابت فرمائی ہے اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زیاں کار ہونے کے لئے کافی ہے[2]

تمام وکمال جملہ مخلوقات کے مجموعۂ علوم کی ہمارے رب العالمین کے علوم سے برابری کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گزرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی۔ اور اللہ کا علم اس کی ذات کے لئے واجب ہے اور خلق کا علم اس کے لئے ممکن، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی، قدیم، حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث اس لئے کہ تمام مخلوقات حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہوسکتی، اور اللہ سبحانہٗ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کے زیر دست ہے۔ علم الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن، علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا[3]

---

[1] ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں دہلی سے فاضل بریلوی کے پاس ایک استفتاء آیا تھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ اپنے خاتمہ کا حال جانتے تھے اور نہ امت کے خاتمہ کا جیسا کہ بعض علماء وہابیہ نے تحریر کیا ہے۔ اس کے جواب میں رسالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ" لکھا گیا۔

[2] ایضاً ۔ الدولۃ المکیہ، ص ۳۰۹

[3] ایضاً ، " ، ص ۲۱۳

Marfat.com

(۵)

ایک بادشاہ جبّار تمام وکمال دنیا کا مالک ہؤا اور ہر چھوٹا بڑا خزانہ سب اسی کی ملک میں تھا اور اس کے کچھ نواب سردار تھے جنہیں ایک ایک ضلع کے خزانے پر اس نے مسلّط کیا تاکہ محتاجوں کی اعانت کریں اور مسکینوں کو خیرات دیں اور سب پر ایک نائب اعظم کو سردار کیا جس کے اوپر سب سے زیادہ عزت والے بادشاہ کے سوا کوئی نہیں تو بادشاہ نے اپنے تمام خزانے اس کے دستِ اختیار میں دے دیئے اور خاص اپنی ذات کے سوا سب کے معاملات اس کے سپرد کر دیئے تو وہ نائب اعظم سب نوابوں اور سرداروں پر تقسیم کرتا ہے اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں پر بانٹتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ تقسیم فقیروں تک پہنچتی ہے تو ہر ایک کو اس کا نصیب ملتا ہے اور ان محتاجوں میں ایک بدبخت مطرود، گندہ مردود ہے جو بادشاہ اور اس کے نوابوں سے جھگڑتا ہے نو نہ ان کی عقیدت رکھے اور نہ ان کی تعظیم کرے نہ انہیں اپنے سے کچھ بڑھ کر سمجھے اور وہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے، فقیر آفت زدہ مسکین، مفلس، اسے امیروں کی تقسیم سے صرف ایک پیسہ پہنچا، کھوٹا اور وہ کہتا ہے کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں اس لئے کہ اگر تمام اموال کی ملک مراد لی جائے تو وہ خلیفہ کو بھی حاصل نہیں اور اگر بعض کی ملک مراد ہے تو اس میں خلیفہ کی خصوصیت کیا ہے کہ بعض کا میں بھی مالک ہوں۔ کیا یہ کالا کھوٹا پیسہ میری ملک میں نہیں؟

تو اس بدبخت بڑے ناشکرے محتاج، مغرور، بدکنے والے نے نہ تو عطائے خلیفہ کا حق مانا اور نہ منصب خلافت کی تعظیم کی اور ایک کھوٹے پیسے اور معمور خزانوں میں جو شرق سے غرب تک زمین کو بھرے ہوئے ہیں کچھ فرق نہ کیا۔

بلکہ اس بادشاہ جبار ہی کی قدر جیسی چاہیئے نہ پہچانی [1]

(۶)

اور ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ جانتے ہیں کہ روز اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل جو ہم نے ذکر کی وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل رب العزت کا یہ ارشاد ہے:۔

اس نے بتا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے [2]

---

[1] احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ، ص ۲۳۹-۲۴۱

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت میں فاضل بریلوی نے علمائے دیوبندیہ کی بعض قابل اعتراض عبارات کا تمثیلی انداز میں رد فرمایا ہے مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالے حفظ الایمان میں تحریر کیا:۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

(حفظ الایمان مؤلفہ ۸ محرم ۱۳۱۹ھ، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی، ص ۷)

اس ناشائستہ عبارت پر علمی حلقوں میں بڑی ناراضگی کا اظہار کیا گیا چنانچہ مولانا اشرف علی نے اپنی تحریر کی صفائی میں ایک بیان دیا جو مقصود رڑکوی نے "بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان" کے نام سے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا، مگر علماء کرام اس صفائی سے مطمئن نہیں ہوئے چنانچہ ۱۷ صفر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۲ء کو حیدرآباد دکن کے ایک عالم نے خط لکھا اور مولانا کو ترمیم کا مشورہ دیا۔ مولانا نے اس طرح ترمیم کی:۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے"

(تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳)

[2] " " : الدولۃ المکیہ، ص ۲۵۱

Marfat.com

(۷)

اگر تو اپنی تمنا پوری ہوئے بغیر نہ مانے تو تجھے کافی ہے صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے، یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے، سب احوال کی ہمیں خبر دے دی[۱]

اور صحیح مسلم کی حدیث عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صبح سے غروب تک خطبہ فرمانا مذکور ہے اس میں یہ لفظ ہے :۔

تو جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دی، ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا[۲]

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرما دیا[۳]

اور ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا[۴]

۱؎ " " ، الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵۹

۲؎ " " ، " " ۲۵۹

۳؎ " " ، " " ۲۵۹

۴؎ " " ، " " ۲۶۱

Marfat.com

نیز ترمذی کی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا۔[1]

اور دوسری روایت میں ہے :۔

جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہو گیا۔[2]

صحیحین میں سورج گرہن کی حدیث میں ہے :۔

جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے مقام میں دیکھ لی۔[3]

(۸)

یہ ہے ہمارے رب کا کلام، فیصلے کی بات اور عدالت والا حاکم فرماتا ہے اور اس کا فرمانا حق ہے:

"ہم نے تم پر قرآن اتارا، ہر چیز کا روشن بیان"

اور فرماتا ہے :۔

"قرآن بناوٹ کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے"

اور فرماتا ہے :۔

"ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی"

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی باقی نہ رکھے کہ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے ایک بیان کرنے والا چاہیئے، وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا، ہمارے سردار

---

[1] " " ، الدولۃ المکیہ ، ص ۲۶۱

[2] " " ، " ، ۲۶۱

[3] " " ، " ، ۲۶۱

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اور اہل سنت کے نزدیک "شئے" ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے ——— اور انہیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے تو ضرور ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اس حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا لکھا ہوا ہے ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے : ——— "ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے"[۱]

(۹)

جب کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شئے کی تفصیل ہونا بہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا، جب کوئی سورۃ یا آیت اترتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا[۲]

تعجب وحیرت ہے کہ علم غیب کے متعلق ان واضح ارشادات کے باوجود عوام تو عوام علماء کے ایک طبقے میں یہ خیال راسخ ہو گیا کہ فاضل بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم کلی تصور فرماتے تھے جیسا کہ مولینا عبدالحئی لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے :۔

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعلم الغیب علما کلیا[۳]

---

[۱] " " : الدولۃ المکیہ ، ص ۲۷۵

[۲] " " : " ، ص ۲۹۱

[۳] عبدالحئی لکھنوی : نزہتہ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰

رسالہ الدولۃ المکیہ جو کہ مکۂ مکرمہ میں قلم برداشتہ تحریر فرمایا اور جو فاضل بریلوی کی علمیت، ذہانت، فطانت اور فقاہت پر شاہد عادل ہے جب علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنی تصدیقات اور تقاریظ سے اس کو مزین فرمایا، ایک دو عالم نہیں ایک کثیر جماعت علماء نے تصدیق فرمائی اور ان فضائل و مناقب سے نوازا شاید کسی عجمی عالم کو اس طرح نہ نوازا ہو گا۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان مفصل و مبسوط تصدیقات و تقاریظ سے بالترتیب چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے علمائے عرب کی نظر میں فاضل بریلوی کی جلالت شان کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔[1]

جن علمائے عرب نے رسالہ مذکور کی تصدیق فرمائی اور اپنی تقاریظ سے نوازا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ ان علماء کے اسماء گرامی اس فہرست میں شامل نہیں جن کی تقاریظ ابھی تک شائع نہ ہو سکیں۔

اسماء گرامی علماء حرمین شریفین و بلاد اسلامیہ

علماءِ مکۂ معظمہ

(۱) سید اسماعیل بن خلیل

(۲) شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل، مفتی شافعیہ

(۳) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ محمد عابد، مفتی مالکیہ

(۵) شیخ عبداللہ بن حمید، مفتی حنابلہ

(۶) شیخ محمد صالح بن شیخ صدیق کمال، سابق مفتی حنفیہ

(۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد، رئیس الخطباء والائمہ بالمسجد الحرام

---

[1] بہت سی تقاریظ ابھی تک اشاعت پذیر نہ ہو سکیں اور مہتمم مکتبہ رضویہ (کراچی) کے پاس محفوظ ہیں، افسوس ہم ان غیر مطبوعہ تقاریظ سے استفادہ نہ کر سکے۔ مسعود

Marfat.com

(۸) شیخ محمد علی بن شیخ صدیق کمال حنفی، مدرس مسجد حرام

(۹) شیخ عبداللہ بن محمد صدقہ مدرس مسجد حرام

(۱۰) شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مدرس مسجد حرام

(۱۱) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل امام شافعیہ مسجد حرام

(۱۲) شیخ ابوحسین محمد مرزوقی مدرس مسجد حرام

(۱۳) شیخ محمد علی بن حسین، امام مالکیہ مسجد حرام

(۱۴) شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین مفتی مالکیہ

(۱۵) شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس مسجد حرام

(۱۶) شیخ عبدالرحمٰن بن احمد دہان

(۱۷) شیخ محمد بن یوسف خیّاط

(۱۸) شیخ عطیہ محمود، مدرس حرم شریف

(۱۹) شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی مسجد حرام

(۲۰) شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی، مدرس حرم شریف

علماء مدینہ منورّہ

(۲۱) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ

(۲۲) شیخ احمد جزائری ابن سید احمد مدنی، مفتی مالکیہ مدینہ منورہ

(۲۳) شیخ محمد تاج الدین بن محمد مصطفےٰ الیاس حنفی، مفتی مدینہ منورّہ

(۲۴) شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی مدرس مسجد نبوی

(۲۵) سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہہ حسین علوی مفتی شافعیہ

(۲۶) شیخ عبداللہ نابلسی حنبلی، مسجد نبوی

(۲۷) شیخ محمد عبدالباری بن سید محمد امین رضوان مسجد نبوی

(۲۸) شیخ عباس بن سید محمد رضوان، مسجد نبوی

(۲۹) شیخ احمد بن سید احمد حسینی، شیخ مالکیہ مسجد نبوی

(۳۰) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الادریسی القادری مسجد نبوی

(۳۱) سید احمد علی ہندی رام پوری مہاجر مدنی مسجد نبوی

(۳۲) شیخ علی بن احمد مسجد نبوی

(۳۳) شیخ احمد اسعد گیلانی حسنی وحسینی، حمّا شریف

(۳۴) شیخ غلام محمد برہان الدین بن شیخ نور الحسن،

(۳۵) شیخ عبدالقادر بن سودہ القرشی، مسجد نبوی

(۳۶) شیخ محمد عبدالوہاب بن محمد یوسف نقشبندی خالدی ضیائی۔ مسجد نبوی

(۳۷) شیخ مصطفےٰ بن نازی بن غرزہ مالکی مسجد نبوی

Marfat.com

(۳۸) شیخ احمد بن محمد خبر السناری عباسی (۳۹) شیخ محمد کریم اللہ مہاجر مدنی

(۴۰) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری دردیری مدنی (۴۱) شیخ محمد یعقوب بن شیخ رجب مدرس مسجد نبوی

(۴۲) شیخ آلیس الخیاری، مسجد نبوی (۴۳) شیخ محمد آلیس بن سعید، مسجد نبوی

(۴۴) شیخ عبدالرحمٰن ودیدار المصری، (۴۵) شیخ حسین بن محمد

مدرس مسجد نبوی (۴۶) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الحسینی الاویسی القادری

(۴۷) شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری، مجاور مدینہ منورہ (۴۸) شیخ علی الرحمانی، مدینہ منورہ

(۴۹) شیخ عبدالوہاب مدینہ منورہ

دیگر بلاد اسلامیہ

(۵۰) شیخ ابراہیم عبدالمعلی السقا، (۵۱) شیخ عبدالرحمٰن احمد حنفی، مدرس جامعہ ازہر مصر

مدرس جامعہ ازہر مصر (۵۲) شیخ محمد الجامع الازہری الدمشقی، قسطنطینی

(۵۳) شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی (بیروت) (۵۴) شیخ محمود بن صبغۃ اللہ مدراسی (مہاجر مدنی؟)

(۵۵) شیخ محمد سعید بن عبدالقادر (۵۶) شیخ عبدالحمید بن محمد ادیب عطار

نقشبندی بغدادی شافعی دمشقی

(۵۷) شیخ محمد یحییٰ المکتبی الحسینی (۵۸) شیخ یوسف عطا، مدرس درگاہ قادریہ

دمشقی بغداد شریف؟

(۵۹) شیخ عثمان قادری، حیدرآبادی

(۶۰) شیخ محمد امین دمشقی

(۶۱) شیخ حمدان وینسی، قسطنطینی الجزائری

اب ہم مندرجہ بالا علماء کرام کی تقاریظ سے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

Marfat.com

۱

شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ (بیروت)

(صاحب جواہر البحار، حجۃ اللہ علی العالمین، شواہد الحق، سعادۃ الدارین)

میں نے اس کو (الدولۃ المکیہ) شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر علامۂ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں، اللہ راضی رہے اس رسالے کے مصنف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور انکی تمام پاکیزہ امیدوں کو بر لائے[1]

۲

شیخ العلماء، مفتی شافعیہ محمد سعید بن محمد بابصیل علیہ الرحمہ مکّۃ معظمہ

فاضل کامل سیدی احمد رضا خاں کے رسالہ مسمیٰ بہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کا مطالعہ کیا میرے نزدیک اس کا مصنف اور یہ رسالہ تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق ہے:۔

(۱) وجہ اول یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سردار ہے اور شریعت کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے۔

(۲) وجہ دوم یہ کہ وہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حسن تعظیم و آداب کے ساتھ رہنے کی مکمل کوشش کرتا ہے خصوصاً ان علوم غیب میں جو اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کو کرامت کئے۔

(۳) وجہ سوم یہ کہ رسالہ مذکورہ اپنی شان میں عظمت والا ہے حالانکہ اسے زمانۂ حج ۱۳۲۳ھ میں قلیل مدت میں لکھا ہے۔

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۷

حتیٰ انہا وقعت عند علماء الحرمین موقعا جلیلا و قرضوا لہ علیہا واجادوا فیما افاموا بہ لہ وھو قلیل من قدرہ [1]

یہاں تک کہ وہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا اور ان علماء کرام نے مصنف کے لئے رسالے پر تقریظیں لکھیں اور انہوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنف کی قدر سے کم ہے۔

۳

مفتی حنفیہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن سراج علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

اس رسالہ الدولتہ المکیہ کا مصنف وہ کہ جس میں میں نے اپنی نظر کو دوڑایا تو دیکھا کہ اسرار معانی اس میں جھلک رہے ہیں اور بیشک اس کا مصنف کھری بات لایا اور ہدایت و رشد کا راستہ واضح کر دیا۔ ہر جمع کرنے والا مؤلف نہیں ہوتا اور اِدھر اُدھر سے بہت سی نقلیں لے آنے والا مصنف نہیں ہوتا، یہ تو عطائیں ہیں کہ مولیٰ جسے چاہے دیتا ہے اور اسے اولیٰ بناتا ہے [2]

۴

مفتی حنابلہ شیخ عبد اللہ بن حمید علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

مَیں نے یہ رسالہ دیکھا جسے ہر سردار نے قبول کے ساتھ لیا، تو مَیں نے اس کے دلائل یقینیہ کے آفتابوں کو پایا کہ انہوں نے ہر تاریکی دور کر دی اور اس کی

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولتہ المکیہ ، ص ۱۶-۱۸

[2] ایضاً ، ص ۲۱

ہدایت کے نور اس امت پر چمکے تو اس رسالے پر یہ قول صادق آیا ؎

ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم
بھن فلول من قراع الکتائب

تو اس کے دندان تبسم ریز کا بوسہ دینے وقت میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ایک ہزار دس حمدیں کیں اور اگر اس وقت مجھے وضو ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر میں گرتا کہ اس نے ہم پر اس عالم محقق مدقق سے احسان کیا۔ زمانے کی بقا تک اس کے علم کا درخت بڑھتا رہے۔ [1]

۵

سابق مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال رحمہما اللہ تعالیٰ

خطیب و امام مسجد حرام ، مکہ معظمہ

رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ ان باتوں سے خالی ہے جو اس کے مؤلف پر جھوٹے مفتریوں نے ادعا کیں کہ مؤلف نے علم الٰہی سے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا ...... کیا اس پر باز نہیں آئے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی [2]

۶

رئیس الخطباء والائمۃ والمدرس بالمسجد الحرام شیخ احمد ابوالخیر بن عبد اللہ میرداد علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

میں نے یہ رسالہ تدقیق اور غور کامل کی نگاہ سے دیکھا تو میں نے اسے نہایت حسن تحقیق و استحکام میں پایا، بیشک اس کے بیان سے دل کشادہ ہوئے اور

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵
[2] ایضاً ، ص ۲۷-۲۹

Marfat.com

آسمان تحقیق میں اس کی یقینی دلیلیں بلند ہوئیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ اس کی تصنیف ہے جو علامہ عقیل، ذکی، بلند ہمت ہے اور اپنے زمانے کے تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے تو جو اس رسالے کو غور سے دیکھے گا وہ کہنے والے کی اس بات کو جھوٹا جانے گا اور اس قول کی تکذیب کرے گا کہ شیخ نے اپنے رسالے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات خالق زمین و آسمان کے علم کے برابر کر دیا ہے [۱]

۷

شیخ عبد اللہ بن صدقہ بن زینی دحلان جیلانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

پاکی ہے اسے جس نے اس کے مؤلف کو کمالات و فضائل سے خاص کیا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا [۲]

بعض علمائے مدینہ نے اس رسالے کا ایک نسخہ مانگا تھا اس امید پر کہ انہیں حقیقت معلوم ہو۔ ان افتراؤں کی جو بعض گمراہوں نے اس رسالے کی طرف نسبت کر کے ان سے کہے [۳]۔ یہاں تک کہ بعض علما رسالے کے رد کی طرف متوجہ ہوئے لہذا اکرم و مکرم جناب سید حسین طرابلسی مدنی (ابن سید علامہ عبد القادر طرابلسی مدنی) نے اس رسالے کو اپنی قلم سے نقل کیا اور یہ اس وقت جب کہ میں استاذ مشار الیہ کے مکان میں فروکش ہوا۔ آخر جمادی الآخر میں اور میں نے اس نقل کا مقابلہ اصل سے کیا

---

[۱] الفیوضاۃ الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۱

[۲] ایضاً ، ص ۳۶

[۳] فاضل تقریظ نگار کا اشارہ مولانا حسین احمد مدنی وغیرہم کی طرف ہے جو اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔

جس پر مدینہ منورہ کے دو مفتیان مرحوم کی تقریظیں لکھی تھیں۔ ایک علامہ شیخ عثمان داغستانی دوسرے شیخ محمد تاج الدین الیاسی[1]

۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء

۸

شیخ محمد صالح بن شیخ محمد بافضل علیہ الرحمہ امام شافعیہ فی المسجد الحرام مکۃ معظمہ

فبالله هى من جنة علم قطوفها دانية، لاتسمع فيها لاغية[2]

خدا کی قسم رسالہ کیا ہے علم کی بہشت ہے جس کے خوشے نزدیک ہیں تو اس میں کوئی لغویات نہ سنے گا۔

فلعمری ان هذا لهو التاليف الذى يفتخر به العالمون۔[3]

مجھے اپنی جان کی قسم بیشک یہی وہ تصنیف ہے جس پر علماء فخر کریں۔

۹

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مسجد حرام مکہ معظمہ

"میں نے اس رسالے الدولۃ المکیہ میں اپنی نظر کو جولان دیا جو امام معظم اور ایسے بلند ہمت کی تصنیف ہے جسے کمال میں تفضیل ہے، گراں بہا حمائل کے بیچ کا جوہر وہ فاضل کہ دانشمندی کی روایت داہنے سے لیتا ہے، میرے سردار

ؔ۱ الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۹

ؔ۲ ایضاً ، ص ۴۴

ؔ۳ ایضاً ، ص ۴۶

Marfat.com

اور میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت احمد رضا خاں"

نوٹ : چوں کہ بلیغ عربی عبارت کا ترجمہ بلیغ اردو میں بہت مشکل ہے اس لئے یہ ترجمہ ذرا گنجلک معلوم ہوتا ہے۔ عربی کی اصل عبارت یہ ہے :۔

فقد سرحت نظری فی الرسالۃ المسماۃ بالدولۃ المکیۃ لمؤلفها الامام المبجل والهمام الذی هو بالکمال مفضل واسطۃ العقد الثمین الفاضل الذی یتلقی روایۃ الدرایۃ بالیمین سیدی وشیخی وقدوتی الشیخ احمد رضا خان[1]

۱۰

شیخ سید محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ

مدینہ طیبہ

میں نے مطالعہ کیا کتاب منتطاب الدولۃ المکیہ کا جس کے مصنف فخر ہندوستان حضرت عالم علامہ شیخ احمد رضا خاں صاحب ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوں (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء) تو یہ رسالہ مجھے بے انتہا پسند آیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جو عطا فرماتا ہے حکمت جس کو چاہے اور ارادہ کرے اور کچھ جائے تعجب نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں[2]

۱۰

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

بیشک مصنف علام اس زمانے کے علما محققین کا بادشاہ ہے اور اس کا کلام

---

[1] ایضاً ، ص ۵۶

[2] ایضاً ، ص ۶۵ ـ ۶۷

Marfat.com

مبارک حق صریح ہے اور گویا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے ہاتھ پر اللہ نے ظاہر فرمایا اور حضرت مولینا احمد رضاخاں صاحب ہمارے سردار اور ہمارے مولا خاتم المحققین اور سنی علماء کے پیشوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بقا سے مسلمانوں کو متمتع رکھے اور ان کی حمایت فرمائے اور انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے [۱] (۲۳ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

۱۲

مفتی مالکیہ شیخ احمد الجزائری بن السید احمد المدنی علیہ الرحمہ

مدینہ منورہ

علامۃ الزمان و فرید الاوان و منبع العرفان و ملحظ انظار سید عدنان، جناب حضرت مولینا الشیخ احمد رضا خان اطال اللہ عمرہ ینتفع بہ کل موفق فہیم و یرتدع بہ کل افاک اثیم۔ [۲]

علامۂ زماں، یکتائے روزگار سرچشمۂ معرفت، عدنان کے سردار کی نظروں کے مرکز حضرت مولینا شیخ احمد رضاخاں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے، ہر صاحب توفیق سمجھدار اس سے نفع حاصل کرے گا اور لرزہ براندام ہوگا اس سے ہر گنہ گار و بدکار۔

۱۳

سید حسین بن علامہ سید عبد القادر طرابلسی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد نبوی۔ مدینہ منورہ

امابعد لما ان من اللہ علی عبیدہ بالتشرف باعتاب العلامۃ

۱؎ ایضاً ، ص ۷۳

۲؎ ایضاً ، ص ۷۵-۷۶

Marfat.com

النحریر والفهامة الشهیر حامی الملة المحمدیة الطاهرة و

مجدد المائة الحاضرة استاذی وقدوتی مولانا الشیخ

احمد رضاخاں[۱]

بعد حمد و نعت کے حب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس چھوٹے سے بندے پر یہ احسان فرمایا کہ میں ان کے آستانے سے شرف یاب ہوا جو علامہ ماہر کامل اور فہامہ مشہور ہیں۔ حامی ملت محمدیہ طاہرہ، مجدد مائتہ حاضرہ، میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت مولینا احمد رضاخاں۔

۱۴

مفتی شافعیہ شیخ سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہ حسینی علوی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ

افضل الفضلاء انبل النبلاء، فخر السلف، قدوة الخلف الشیخ

احمد رضاخاں البریلوی عامله الله بلطفه الخفی[۲]

فاضلوں سے افضل، سب عاقلوں سے زیادہ دانشمند، اگلوں کا فخر، پچھلوں کا پیشوا، حضرت احمد رضاخاں بریلوی۔ اللہ اپنے پوشیدہ لطف سے اسکے ساتھ معاملہ کرے۔

رسالہ الدولتہ المکیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وانها لجدیرة بان تکتب بالتبر بدل المداد والحبر۔

اور وہ بیشک اس لائق ہے کہ سیاہی اور روشنائی کے بدلے سونے سے لکھی جائے

۱۵

شیخ حمدان ونیسی قسطنطینی الجزائری علیہ الرحمہ

فانی لما اطلعت علی الرسالة المسماة بالدولة المکیة

---

[۱] ایضاً، ص ۸۲
[۲] ایضاً، ص ۹۲

Marfat.com

لاوحد جہابذۃ الہند العلامۃ النحریر الامام الشہیر المفسر المحدث الاصولی الفقیہ اللغوی الجدلی المناظری الشیخ احمد رضا خان الہندی دام مجدہ وعلاہ [1]

درحقیقت ہیں نے رسالہ دولت مکیہ کے مصنف یگانہ اساتذہ زمانہ ہندی علامہ کامل، ماہر امام، نادر، مفسر، محدّث، اصولی، فقیہ، عالم لغت و علم جدل مہذب مناظر استاد احمد رضا خاں ہندی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی اور برتری دائم رکھے۔

١٦

شیخ عبد اللہ نابلسی علیہ الرحمہ — مسجد نبوی، مدینہ منورہ

وھولنا درۃ ھذا الزمان وغرۃ ھذا الدھر والاوان، العالم العامل والھمام الفاضل محرر المسائل وعویصات الاحکام و محکم بروج الادلۃ بمزید اتقان وزیادۃ احکام سید الشیوخ والفضلاء الکرام، یتیمۃ الدھر بلاتوان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان متعنی اللہ بحیاتہ وافاض علیّ وعلی المسلمین من برکاتہ [2]

(ترجمہ) وہ نادر روزگار، اس وقت اور زمانے کا نور، عالم باعمل، بلند ہمت فاضل مسائل اور مشکل احکام کی تنقیح کرنے والا، اور دلائل و براہین سے ان کو مستحکم سے مستحکم تر کرنے والا، معزز مشائخ اور فضلا کا سردار، بلا تامل وہ زمانے کا گوہر یکتا، (کون؟) قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔ خدا ان کی زندگی سے ہم کو منتفع فرمائے اور ہم پر اور سارے مسلمانوں پر ان کا فیض جاری وساری رکھے۔ آمین۔

---

[1] ایضاً، ص۔ ٨٨

[2] ایضاً، ص۔ ٩٥-٩٦

Marfat.com

۱۷

شیخ عباس ابن سید محمد رضوان علیہما الرحمہ ۔ مسجد نبوی، مدینہ منورہ

الشهم الكامل، العالم العامل، بهجة المحافل، من نال المنة بنصر السنة وقمع البدع وحج من لها انتج بلسانه العضب وبيانه العذب، ذى الفضل والعرفان المولوى احمد رضا خان [۱]

(ترجمہ) کامل بزرگ، عالم وعامل، مجلس کی رونق، زینت اور مسرت، وہ جس نے سنت کی مدد کر کے نعمت پائی، اور بدعتوں کو اکھاڑ پھینکا، جو اپنی زبان کی تیغ براں اور بیان شیریں سے بدمذہبوں پر غالب آیا، صاحب فضیلت ومعرفت مولوی احمد رضا خاں۔

۱۸

شیخ احمد اسعد گیلانی حسنی حسینی علیہ الرحمہ

ساکن حما شریف وارد مدینہ منورہ

اور اللہ کے شہر مدینہ طیبہ میں دو صالح، سچے عادل شخصوں سے ملا اور انہیں مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) سے ملاقات ومعرفت ہے تو انہوں نے مجھ سے اچھا خلق اور کمال نروصف بیان کیا اور جب ان دونوں نے ان کے حال کی شرح کی اور محبت صادقہ حضور سید الانبیاء اور مودت خالصہ ان کے صاحبزادے سلطان الاولیاء کی بیان کی تو مجھے گنجائش نہ رہی مگر لوجہ اللہ ان کی محبت کی کیوں کہ میرے نزدیک جو محبوب کو محبوب رکھے وہ محبوب ہے اور یہ محبت خالصہ ہے ذات کریمٔ الٰہی کے لیے جو حاصل ہوئی مجھ کو سن کر قبل حصول ملاقات ــــ اور بلاشک ان دونوں سچے مخبروں یعنی سید احمد علی اور شیخ کریم اللہ مولیٰ تعالیٰ ان دونوں کو صلاح دین ودنیا کی توفیق دے [۲]

---

[۱] ایضاً ، ص - ۱۰۲
[۲] ایضاً ، ص - ۱۱۵

Marfat.com

۱۹

شیخ غلام محمد برہان الدین ابن سید نور الحسن علیہ الرحمہ

مدینہ منورہ

مصنف کے مناقب اس کتاب کے نام سے آشکارا ہو گئے کیوں کہ ان میں ملکی قوت قدسیہ اور غیبی تائیدوں اور الہامات الٰہیہ سے بڑی عظیم دولت حاصل ہوئی کیوں کہ مصنف نے باوجود فقدان سامان ضروری اس کتاب کو تصنیف کیا کیوں نہ ہو کہ انہیں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے دولت ابدی حاصل ہوئی۔ اور مصنف نے اس دولت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ اپنی کثیر تصانیف کی اشاعت فرما کر اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی مرضی تلاش کی ——— پس اے بھائیو! اس دولت کی طرف جلدی کرو اور اس فاضل مصنف کی تصانیف کے مطالعہ میں کوشش کرو اور حضور سید عالم حبیب رب العالمین کی محبت میں اس علامہ کا اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلو کہ یہ سیدھے راستے اور صراط مستقیم پر ہیں [1]

۲۰

شیخ عبد القادر بن شیخ سودۃ القرشی علیہ الرحمہ

مسجد نبوی، مدینہ منوّرہ

اصولی الزمان، وعلامۃ الاوان، المتکلم النظار، والمفسر الذی علیہ المدار، یتیمہ الدھر بلاتوان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان [2]

(ترجمہ) اصولیٔ زمان، علامۂ دوران، متکلمِ مناظر، وہ مفسر جس پر مدار کار نادر زمانہ، قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔

---

[1] ایضاً ، ص ۱۲۵
[2] ایضاً ، ص ۱۲۸

Marfat.com

۲۱

شیخ عطیہ محمود علیہ الرحمہ مدرس بالحرم الشریف مکہ مکرمہ

للہ در مؤلف اھدیٰ لنا — دراً لقد شرح الصدور صدورہ

اھدتہ للارواح راحۃ احمد — فسما وطاب لدی الانام سرورہ

قد صاغ جوھرہ بمکۃ فازدھیٰ — وازداد فضلاً حیث تم ظہورہ

فھو اللباب المستطاب وحقہ — بالتبر کتبا ان تصاغ سطورہ

لاشک انّ ارض الالہ واحمدا — ھذا الصنیع المشرقات بدورہ

یامن تروم العلم بادر واغتنم — روض العلوم الفائحات زھورہ[1]

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِّ بے بہا عطا فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد نے ہمارے سینے کشادہ کردیے۔

(۲) احمد رضا کی عنایت نے اعلیٰ درجہ کا ہدیہ عنایت فرمایا جس کے سرور و کیف سے ارواح مست و سرشار ہوگئیں۔

(۳) اس ہدیہ کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا اور جب کہ اس کا ظہور تام ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کے سطور آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

(۵) اور بلاشبہ اللہ و مصطفےٰ (جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اس زمین پر احمد رضا کی تحریروں کے یہ چمکتے دمکتے ماہتاب ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستانِ علوم ہیں۔ اس گلستان کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

---

[1] ایضاً، ص ۔ ۱۴۰

Marfat.com

۲۲

شیخ مصطفیٰ بن تارزی ابن عزوز علیہ الرحمہ ۔ مسجد نبوی، مدینہ منورہ

وللہ در ھذا المؤلف الاستاذ الکامل الجامع، الغیث الوابل النافع، لقد افاد واجاد وارشد العباد ونور البلاد وذلک دلیل علی شرفہ وجمیل سیرتہ وطول باعہ واخلاص طویتہ وطیب سریرتہ وغزارۃ علمہ وتحریر اطلاعہ [۱]

اللہ ہی کے لئے مصنف استاد کامل، بارندہ ابر نافع کی خوبی ہے جنہوں نے فائدہ پہنچایا اور بہت خوب اللہ کے بندوں کی رہنمائی کی اور آبادیوں کو منور کیا یہ ان کی عظمت کی دلیل اور سیرت جمیل کی نشانی ہے مہارت، اخلاص نیت اور حسن کمال علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

۲۳

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی دردیری علیہ الرحمہ

امام الائمۃ، المجدد لھٰذہ الامۃ امر دینھا المؤید لنور قلوبھا ویقینھا الشیخ احمد رضا خاں بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان ۔ [۲]

یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

---

[۱] ایضاً، ص ۱۴۶ ۔ ۱۴۸

[۲] ایضاً، ص ۲۶۲

نوٹ: مولانا عبد الحیٔ لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے:۔

یغلو کثیر من الناس فی شانہ فیعتقدون انہ کان مجدد المأۃ الرابعۃ عشرۃ

(ترجمہ) اکثر لوگ ان کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد تھے۔

(نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۱)

لیکن شیخ موسیٰ علی شامی، شیخ حسن بن عبد القادر، اور سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ علماء حجاز نے (باقی ص ۱۳۵ کے نیچے)

Marfat.com

اماموں کے امام اس امت کے دین کے مجدد اور جو لیفین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں یعنی شیخ احمد رضا خاں اور ان کو دونوں جہانوں میں قبول و رضوان عطا فرمائے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴

آپکو مجدد لکھا ہے۔ اس لئے عامۃ الناس کی طرف اس خیال کو منسوب کرنا علمی خیانت ہے۔

مولوی حکیم عبدالحیٰ کی نظر میں فاضل بریلوی کے لئے لفظ "مجدد" کا استعمال مبالغہ ہے حالانکہ ان کے معتقدین نے پہل نہیں کی بلکہ علماء حجاز نے اس لقب سے نوازا ہے۔ دوسرے علماء کیلئے جو ان کے متبعین یا معتقدین نے یہ لقب اختیار کیا ہے وہ کیوں مبالغہ نہیں؟ — مثلاً شارح ابوداؤد شریف اپنی شرح عون المعبود میں تیرھویں صدی ہجری کے مجددین میں ان حضرات کے نام تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتوی (۲) سید نذیر حسین دہلوی (۳) قاضی حسین بن محسن القاری

اس کے بعد لکھتے ہیں: —— ھذا ھو ظنی فی ھٰؤلاء الاکابر الثلاثۃ انھم من المجددین علی راس المائۃ الثالثۃ عشرۃ (جلد چہارم ص ۱۸۲)

مجدد کا اندازہ اس کی بے داغ سیرت، اصلاحی کارناموں اور ہمہ گیر مقبولیت اور شہرت سے لگایا جا سکتا ہے، اس سے قطع نظر کر لیا جائے تو پھر ہر عالم مجدد نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر کئی کئی مجدد نظر آتے ہیں۔ اس حدیث پاک کی رو سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد ہونا چاہیئے ؎

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا"

(سنن ابی داؤد شریف)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے۔

لیکن بعض علماء اس حدیث میں عمومیت کے قائل نظر آتے ہیں یعنی یہ کہ ضروری نہیں کہ ہر صدی کے شروع میں صرف ایک ہی مجدد ہو، ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے عون الودود میں اس کی صراحت کی ہے۔ (محمد صابر: مجدد اسلام، ص ۱۷۰)

مگر عمومیت کے باوجود نہایت حزم و احتیاط کی ضرورت ہے، ہر کس و ناکس کو مجدد کہنا حدیث پاک کی تحقیر ہے۔ مسعود

Marfat.com

۲۴

شیخ یٰسٓ احمد الخیاری علیہ الرحمہ ——— مسجد نبوی - مدینہ منوّرہ

فالفیتہ قاموسا لتحقیق مسائل شریفۃ، وناموسا لتدقیق لطائف منیفۃ ——— کیف لا وھو امام المحدثین وحسام فی رقاب الملحدین، وحید الزمان و فرید الأوان مولانا الکامل السیّد احمد رضا خان لازال رافلا فی حلل العرفان [۱]

یہ کتاب مسائل شریفہ کی تحقیق کے لئے ایک قاموس ہے، بزرگ اور بلند معارف کی تفتیش کے لئے ایک حصار ہے ——— کیوں نہ ہو کہ وہ محدثین کے امام ہیں [۲]، ملحدین کی گردنوں کے لئے تلوار ہیں، یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ ہیں یعنی مولانا شیخ کامل بزرگ سردار احمد رضا خاں ہمیشہ لباس معرفت میں جلوہ گر رہیں۔

۲۵

شیخ حسین بن محمد علیہ الرحمہ ——— مدینہ منوّرہ

اللہ سے دعا ہے کہ مصنف کتاب شیخ احمد رضا خاں جیسی ہستیاں زیادہ ہوں [۳]

(صفر الخیر ۱۳۳۲ھ)

۲۶

شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری علیہ الرحمہ المجاورۃ بالمدینۃ المنوّرہ

فاضل مصنف سے میری درخواست ہے کہ اپنی اچھی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں قبولیت کی سزاوار ہیں کیوں کہ وہ (اللہ انہیں

---

۱ ایضاً ، ص ۷۰

۲ لیکن نہ معلوم مولانا عبد الحئی لکھنوی نے یہ کیوں لکھ دیا۔
قلیل البضاعت فی الحدیث والتفسیر (نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص - ۴۱)

۳ ایضاً ، ص ۸۰

Marfat.com

زندہ رکھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلص محبت رکھنے والے ہیں[۱]

۲۷

شیخ علی بن علی الرحمانی علیہ الرحمہ ـــ حرم شریف، مدینہ منورہ

شیخ موصوف نے اپنی تقریظ کے آخر میں رسالہ الدولتہ المکیہ کی تاریخ کہی ہے جس کے بعض اشعار سے کمال محبت و عقیدت مترشح ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

(۱) اسرت بہ کل القلو ... ب فقلبنا الیوم الاسیر

(۲) فوجدتہ اِلّا بثنّی ... فھو مفقود النظیر

(۳) سبق الاولی سبقوا وجا ... ء بما شفی اللب الکبیر[۲]

(حرم شریف ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

(۱) لوگوں کے دل اس کے گرفتار ہیں اور آج ہمارا دل بھی اس کا اسیر ہے۔

(۲) اس تالیف کی نظیر نہیں ماسوائے اس کے مثنیٰ (یعنی دوسری نقل مطابق اصل) کے

(۳) اگلوں سے بھی آگے نکل گئے۔ مصنف نے اس میں شکستہ عقلوں کے لیے سامانِ شفا مہیا کر دیا ہے۔

۲۸

شیخ عثمان قادری علیہ الرحمہ ـــ مدینہ منورہ

ومارأیت مثلہ فی مسئلہ علم الغیب لنبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محکما من النصوص القرآنیہ والاحادیث الصحیحہ واقوال العلماء المجتہدین المتقدمین۔ کیف لاو مصنفہ فرید الدھر ووحید العصر الفاضل الکامل العالم العامل قامع البدعۃ ناصر السنۃ المحقق المدقق الامام الھمام لھذا الزمان المولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خان القادری البریلوی[۳]

---

[۱] ایضاً، ص ۹۴م

[۲] ایضاً، ص ۹۹م [۳] ایضاً ص ۵۲۲

(ترجمہ) مسئلہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق میں نے کبھی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو آیات قرآنی احادیث صحیحہ، مجتہدین و متقدمین کے اقوال سے ایسی محکم ہو۔ کیوں نہ ہو اس کا مصنف یکتائے زمانہ، یگانۂ روزگار، فاضل و کامل، عالم و عامل، قامع بدعت، ناصر سنت، محقق و مدقق، سردار وقت، پیشوائے زمانہ مولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی ہیں۔

۲۹

شیخ محمد امین سوید دمشقی علیہ الرحمہ — وارد مدینہ منورہ

فقد سرحت نظری فی ہذہ الرسالۃ الموسومہ بالدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیّۃ لمؤلفھا العلامۃ الکبیر والفھامۃ الشھیر الألمعی المحقق اللوذعی المدقق الشیخ احمد رضا خان فوجدتھا دوحۃ جمعت خلاصۃ مذھب اھل الاسلام[1]

(ترجمہ) میں نے اس رسالے موسوم الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیّہ پر نظر ڈالی جو علامہ کبیر، فہامہ شہیر محقق و مدقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے۔ میں نے اسے ایسا عظیم الشان درخت پایا جو مذہب اہل اسلام کے نچوڑ پر مشتمل ہے۔

۳۰

شیخ عبدالرحمٰن حنفی علیہ الرحمہ — مدرس جامعہ ازہر مصر

ولعمری لقد جمع فیھا من الادلۃ ما بہ الکفایۃ ولا ینفع الحسود تطویل العبارۃ[2]

مجھے اپنی عمر کی قسم مؤلف نے رسالے میں کافی دلائل ذکر فرمائے ہیں اور حاسد کے لئے تو طویل عبارتیں بھی کافی نہیں۔

---

[1] ایضاً ، ص ۵۳۲

[2] ایضاً ، ص ۵۴۱

Marfat.com

دوسرا باب

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

Marfat.com

Marfat.com

قارئین کرام رسالہ الدولتہ المکیہ کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے واقعی یہ تقاریظ تھکا دینے والی ہیں، ابھی تو تقاریظ لکھنے والے معدودے چند علما و فضلا، کا ذکر کیا ہے بہت سے رہے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے الفیوضات الملکیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

اب ہم ایک دوسری تصنیف "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین"[1] (۱۳۲۴ھ) کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمتہ کی تصنیف المعتقد المنتقد

---

[1] حسام الحرمین کا سلیس اردو ترجمہ "مبین احکام و تصدیقات اعلام" کے نام سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع کیا گیا۔

[2] مولوی فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ/ ۹ - ۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ مروجہ دینی کتابوں کی تکمیل و تحصیل مولوی نور الحق فرنگی محلی سے کی جو بحر العلوم ملا عبد العلی کے شاگرد مولوی انوار الحق کے صاحب زادے تھے، علم طب حکیم ببر علی موہانی سے سیکھا اور علم حدیث و تفسیر شیخ المکہ عبد اللہ سراج اور شیخ المدینہ عابد مدنی سے اور علم تصوف اپنے والد ماجد شاہ عین الحق عبد المجید علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت حاصل کی، کئی بار زیارت حرمین اور حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، ایک عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے۔ آپ کے تلامذہ میں مشہور علما پیدا ہوئے۔ مولانا محب الرسول عبد القادر بدایونی آپ کے صاحبزادے تھے۔

مولانا فضل رسول علیہ الرحمہ نے ۲ رجمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

تصانیف میں بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، سیف الجبار، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ ملا جلال، طب الغریب اور متفرق رسائل یادگار ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند۔ (اردو)، ص ۳۸۰ و ۳۸۱، المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ضمیمہ ترجمہ از مفتی محمد اعجاز ولی خان، ص۔ ۲۶۵)

Marfat.com

(۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) پر تعلیقات وحواشی کا اضافہ فرمایا اور اس کا نام المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) رکھا۔ اسی زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علمائے حجاز کی خدمت میں تصدیقات کیلئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے اس کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔ خود فاضل بریلوی نے ان تقاریظ و تصدیقات کو مرتب فرما کر حسام الحرمین نام رکھا۔ مفید اضافے کئے اور شائع کیا۔

فاضل بریلوی نے جن اشخاص اور فرقوں کے اقوال و اعمال پر سخت تنقید کی ہے ان کو مندرجہ ذیل پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے :۔

(ل) انجاس قادیانی

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے والے۔

(ب) ارجاس شیطانی

شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت ماننے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم کا انکار کرنے والے۔

(ج) تکذیب رحمانی

خداوند تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر ماننے والے

(د) نبوت ستانی

یہ عقیدہ رکھنے والے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کا مبعوث ہونا مستبعد نہیں۔

(ھ) جنون سگانی [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے مماثل قرار دینے والے۔

---

[1] احمد رضا خان : حسام الحرمین ، ص ۔ ۷۱-۷۲

Marfat.com

مندرجہ بالا طبقات پنجگانہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے ان کی بعض کتابوں سے مفصل حوالے دیئے ہیں۔ چند کتابیں یہ ہیں :۔

(۱) اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲) ازالۃ الاوہام (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳) فتاویٰ رشیدیہ (مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۴) براہین قاطعہ (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

(۵) حفظ الایمان (مولوی اشرف علی تھانوی)

مندرجہ بالا تفصیلات کو حسام الحرمین کا مختصر تعارف سمجھنا چاہیئے۔ ان افکار و خیالات کی روشنی میں فاضل بریلوی نے اپنا فتویٰ خلاصہ کی صورت میں ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تھا جس پر الدولۃ المکیہ کی طرح علماء نے دل کھول کر تقاریظ لکھیں اور اپنی تصدیقات سے نوازا۔ ان تصدیقات اور تقاریظ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء حرمین فاضل بریلوی کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جن علماء کرام نے یہ تقاریظ تحریر فرمائی ہیں ان کے اسماء گرامی تحریر کئے جاتے ہیں :۔

اسماء گرامی علماء حرمین شریفین

عُلمائے مکّۂ معظّمہ

(۱) شیخ محمد سعید بابصیل، مفتی شافعیہ

(۲) شیخ احمد ابو الخیر بن عبداللہ میرداد، خطیب مسجد حرام

(۳) شیخ صالح کمال، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ علی بن صدیق کمال حنفی، سابق مفتی مکہ

(۵) شیخ عبدالحق مہاجر مدنی

(۶) سید اسماعیل بن خلیل، حافظ کتب الحرام

(۷) سید مرزوقی ابو حسین

(۸) شیخ عمر بن ابی بکر جنید

(۹) شیخ عابد بن حسین، مفتی مالکیہ

(۱۰) شیخ علی بن حسین مالکی، مدرس مسجد حرام

Marfat.com

(۱۱) شیخ محمد علی بن حسین مکی (۱۲) شیخ جمال بن محمد بن حسین

(۱۳) شیخ اسعد ابن احمد دہان، مدرس حرم شریف (۱۴) شیخ عبدالرحمٰن دہان

(۱۵) مولانا محمد یوسف افغانی مہاجر مکی، مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف (۱۶) مولینا شیخ احمد مکی (خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف

(۱۷) شیخ محمد یوسف خیاط (۱۸) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل

(۱۹) شیخ عبدالکریم ناجی داغستانی (۲۰) شیخ محمد سعید بن محمد یمانی، مدرس مسجد حرام

(۲۱) شیخ احمد محمد جداوی

علماء مدینہ منوّرہ

(۲۲) شیخ تاج الدین الیاس بن شیخ مصطفٰے الیاس، مفتی مدینہ (۲۳) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی مدینہ

(۲۴) سید احمد جزائری، شیخ مالکیہ (۲۵) شیخ خلیل بن ابراہیم خربوتی

(۲۶) شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی شیخ الدلائل (۲۷) شیخ محمد بن احمد عمری

(۲۸) سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان، شیخ الدلائل

(۲۹) شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری

(۳۰) سید محمد بن محمد حبیب مدنی دیداری (۳۱) شیخ محمد بن موسیٰ خیاری، مدرس حرم طیبہ

(۳۲) سید شریف احمد برزنجی، مفتی شافعیہ (۳۳) شیخ محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی

(۳۴) شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی، مدرس حرم طیبہ

اب ہم بعض علماء کرام کی تقاریظ کے اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

Marfat.com

(۱)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد ۔ رحمۃ اللہ علیہما
خطیب مسجد الحرام ۔ مکہ معظمہ

فھو کنز الدقائق المنتخب من خزائن الذخیرۃ ، وشمس المعارف المشرقۃ فی الظھیرۃ ، کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر یحق لکل من وقف علیٰ فضلہ ان یقول کم ترک الاول للاٰخر [۱]

وانی وان کنت الاخیر زمانہ لاٰتٍ بما لم تستطعہ الاوائل

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد [۱]

تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے، محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا۔ اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے، علوم کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا ہے جو اس کے فضل پر آگاہ ہوا اسے سزاوار ہے کہ کہے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے ۔

میں اگرچہ اخیر زمانے میں آیا ہوں مگر وہ چیز لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھی۔

خداوند تعالیٰ سے یہ بات غیر ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص میں ایک جہان سمودے۔

(۲)

علامہ شیخ صالح کمال علیہ الرحمہ ـــــــ مفتی حنفیہ ، مکہ معظمہ

لاسیما العالم العلامۃ بحر الفضائل وقرۃ عیون العلماء الاماثل مولانا الشیخ المحقق ، برکۃ الزمان احمد رضا خان البریلوی حفظہ اللہ وابقاہ ۔ [۲]

بالخصوص اس عالم دین پر (رحمتیں نازل فرما) کہ جو فضائل کا دریا ہے اور علما اماثل کی

---

[۱] مولانا احمد رضا خاں : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مع ترجمہ اردو مبین احکام وتصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۷-۱۲۸

[۲] ایضاً ، ص ۱۳۰

Marfat.com

آنکھوں کی ٹھنڈک، حضرت مولائے محقق، زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے۔

(۳)

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل علیہ الرحمۃ — حافظ کتب الحرام، مکہ معظمہ

واحمد اللہ تعالیٰ علیٰ ان قیض ھذا العالم العامل والفاضل الکامل صاحب المناقب والمفاخر مظھر، کم ترک الاوّل للاٰخر، فرید الدھر، وحید العصر، مولانا الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الرب المنان لابطال حججھم الداحضۃ بالاٰیات والاحادیث القاطعۃ، کیف لا وقد شھد لہ علماء مکۃ بذالک ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذالک بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا[1]

اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے، مناقب و مفاخر والا، اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے تاکہ وہ (مخالفین کی) بے ثبات حجتوں کا آیات قرآنیہ اور قطعی احادیث سے ردّ فرماتے رہیں اور وہ ایسا کیوں نہ ہو کہ علماء مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر

---

[1] ایضاً ص ۱۴۱ - ۱۴۲

نوٹ: مولانا حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کے عقائد کو غلام احمد قادیانی سے تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے "البتہ مرزا قادیانی کے عقاید میں بریلوی شریک ہے اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں!" (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ۳۹) شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ کی تقریظ (محولۂ متن) کی روشنی میں یہ تحریر سراسر بہتان معلوم ہوتی ہے۔ مسعود

Marfat.com

اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بیشک حق و صحیح ہے۔

(۴)

علامہ ابو حسین محمد مرزوقی علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظمہ

بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا اور اسی کے لئے حمد و شکر ہے کہ میں حضرت عالم علامہ سے ملا جو زبردست عالم، دریائے عظیم الفہم ہیں جن کی فضیلتیں وافر اور بڑائیاں ظاہر اور بیشک میں نے ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا جن کے نور قندیل سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی اور میرے دل و دماغ میں متمکن ہوگئی۔ کبھی کبھی کان، آنکھ سے پہلے گرفتار محبت ہو جایا کرتے ہیں ـــــ تو جب اللہ تعالیٰ نے اس ملاقات سے احسان فرمایا تو میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے جس کے نور کا ستون اونچا ہے اور معرفتوں کا ایسا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں۔

بہت سی تعریف و توصیف کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :۔

ورأیت نفسی ذا عیٍّ وحصر، عن البلوغ فی وصفہ الی البغیۃ والوطر[1]

اور میں نے اس کی تعریف و توصیف میں خود کو عاجز پایا، دل بھر کر تعریف نہ کر سکا۔ (دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی)

(۵)

مفتی مالکیہ شیخ عابد حسین علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظمہ

سید العلماء الاعلام، وفخر الفضلاء الکرام، وسعد الملۃ والدین احمد السیر، والعدل الرضا فی کل وطر، العالم العامل ذو الاحسان

---

[1] ایضاً ، ص ۱۴۶

Marfat.com

حضرة المولی احمد رضا خان فقام فی ذالک بفرض الکفایة [1]

علمائے مشاہیر کا سردار، معزز فاضلوں کا مایہ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت ہر کام پسندیدہ، صاحب عدل، عالم با عمل، صاحب احسان حضرت مولانا احمد رضا خان تو اس نے اس بات میں (یعنی گستاخان رسول علیہ السلام کا رد فرما کر) فرض کفایہ ادا کر دیا (یعنی جو فرض فرداً فرداً سب پر عائد ہوتا تھا آپ نے وہ فرض ادا کر کے سب کو سبکدوش فرما دیا)

(۶)

شیخ علی بن حسین مالکی علیہ الرحمہ — مدرس مسجد الحرام، مکہ معظمہ

لمّا منّ اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان، من سماء صفاء ملتزم الاتقان من صار محمود فعلہ، کشاف آیات فضلہ وکیف لا وھو مرکز دائرة المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم، عضد الموحدین وعصام المھتدین القاطع بصارم البراھین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرة المولی احمد رضا خان [2]

جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ آفتاب معرفت کا نور اس آسمان صفا سے جسے استوار کاری لازم ہے مجھے اعلانیہ نظر آیا، وہ ذات گرامی جس کے افعال حمیدہ اس کے آثار فضیلت کے آئینہ دار ہیں اور کیوں نہ ہو وہ تو آج دائرہ علوم کا مرکز ہے اور ملت اسلامیہ کے آسمان علوم کے ستاروں کا مطلع ہے، مسلمانوں کا بازو، مددگار اور راہ یابوں کا نگہبان و محافظ دلائل و براہین کی تیغ براں سے گمراہوں اور بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا، بینارۂ نور ایمان کا بلند کرنے والا حضرت مولانا احمد رضا خاں۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۵۴

[2] ایضاً، ص ۱۵۸

Marfat.com

(۷)

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مدرّس حرم شریف، مکہ معظّمہ

نقد اطلعت علی ھٰذہ الرسالۃ الجلیلۃ التی آلفھا نادرۃ الزمان، ونتیجۃ الأوان؛ العلامۃ الذی افتخرت بہ الاواخر علی الاوائل والفھامۃ الذی ترک تبیانہ سحبان باقل سیدی وسندی الشیخ احمد رضاخان البریلوی[۱]

یہ عظمت والا رسالہ میرے علم میں آیا جس کا مصنف نادر روزگار اور خلاصۂ لیل و نہار ہے۔ وہ علامہ جس کی وجہ سے پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں، جلیل فہم والا جس نے اپنے بیانِ روشن سے سحبان فصیح البیان کو بے زبان کردیا، میرا سردار، میری سند حضرت احمد رضاخاں بریلوی۔

(۸)

شیخ عبد الرحمٰن دھان مکیّ علیہ الرحمہ — مکہ معظّمہ

الذی شھد لہ علماء البلدِ الحرام، بانہ السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا اللہ بحیاتہ والمسلمین ومنحنی ھدیہ فان ھدیہ ھدی سید المرسلین[۲]

وہ جس کیلئے علماء مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے، امام ہے، میرے سردار، میرے جائے پناہ حضرت احمد رضاخاں بریلوی اللہ تعالےٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے ان کی روش نصیب کرے کہ ان کی روش سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے۔

---

[۱] ایضاً، ص ۱۷۰ [۲] ایضاً، ص ۱۷۶

Marfat.com

(۹)

مولینا شیخ محمد یوسف علیہ الرحمہ — مدرس مدرسہ صولتیہ۔ مکہ معظمہ

فانی قد اطلعت علیٰ هٰذه الرسالة التی الفها الفاضل العلامۃ، والحبر الفهامة، المتمسک بحبل اللہ المتین، الحافظ منار الشریعة والدین من قصرت لسان البلاغة عن بلوغ شکره، وعجز عن القیام بحقه وبره، الذی افتخر بوجوده الزمان مولانا الشیخ احمد رضا خان لازال سالکا سبیل الرشاد وناشر الویة الفضل علیٰ رؤس العباد[1]

یہ رسالہ میرے علم میں آیا جسے علامہ فاضل اور دریائے علم و دانش نے تصنیف فرمایا جو اللہ کی مضبوط رسی تھامے ہوئے ہے، دین و شریعت کے مینارہ نور کا محافظ، وہ کہ زبان بلاغت جس کا شکرادا کرنے سے قاصر ہے، اس کے حقوق و احسانات کی خدمت سے عاجز ہے، وہ کہ جس کے وجود پر زمانے کو ناز ہے مولانا شیخ احمد رضا خاں وہ ہمیشہ اس ہدایت پر گامزن رہے اور بندوں کے سروں پر فضل و احسان کے پھریرے اڑاتا رہے۔

(۱۰)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ — مدرس مسجد الحرام — مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لا تثبت فی ساحتہ شکرها ان فیض الشیخ الامام والبحر الهمام، برکة الانام، وبقیة السلف الکرام، احد الائمة الزهاد والکاملین العباد احمد رضا خان[2]

بیشک اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں سے جن کا شکرادا نہیں کیا جاسکتا یہ ہے کہ اس نے حضرت امام دریائے بلند ہمت، برکت انام، بزرگوں کی یادگار، ائمۂ زہاد اور

---

[1] ایضاً، ص ۱۸۸ [2] ایضاً، ص ۱۹۲

Marfat.com

بندگان کاملین میں سے ایک یعنی حضرت احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا ۔

(۱۱)

شیخ حامد احمد محمد جداوی علیہ الرحمۃ ــــــــ مکہ معظّمہ

قد طالعت ھذہ النبذۃ التی ھی انموذج المعتمد المستند، فوجدتھا شذرۃ من عسجد وجوھرۃ من عقود درّ و یاقوت و زبرجد، قد نظمھا بید الاجادۃ، فی سلک اصابۃ الصواب فی الافادۃ العمدۃ القدوۃ العالم العامل الحبر البحر الرحب العذب المحیط الکامل، المحبوب المقبول المرتضٰی محمود الاقوال والافعال مولٰینا الشیخ احمد رضا متعنا اللہ والمسلمین بحیاتہ[1]

میں نے یہ مختصر رسالہ (جو المعتمد المستند کا خلاصہ ہے) مطالعہ کیا (رسالہ کیا ہے یہ تو خالص سونے کی ڈلی ہے یا یاقوت وزبرجد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے جس کو پیشوائے معتمد عالم باعمل، فاضل متبحر، دریائے بیکراں، محیط کامل، محبوب و مقبول و مرغوب، ستودہ اقوال وافعال مولانا شیخ احمد رضا خاں کے قابل قدر ہاتھوں نے صراط مستقیم کی لڑی میں پرودیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے نفع عطا فرمائے ۔ آمین !

(۱۲)

شیخ سعید محمد سعید ابن السیّد محمد الغزی شیخ الدلائل علیہ الرحمۃ مدینہ منوّرہ

جب شک وشبہ کی اندھیری رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں کا چاند چمکاتا ہے ۔ اس طرح نسلاً بعد نسلٍ علماء کاملین وناقدین کے ہاتھوں شریعت مطہرہ تغیر وتبدل سے محفوظ رہی اوران اجلّہ علماء میں سے کثیر العلم اور دریائے عظیم الفہم حضرت مولٰینا احمد رضا خاں ہیں ۔[2]

---

[1] ایضاً ، ص ۱۹۶ [2] ایضاً ، ص ۲۱۳ - ۲۱۵

Marfat.com

(۱۳)

شیخ سید عباس بن سید محمد رضوان شیخ الدلائل علیہ الرحمہ ــــ مدینہ منورہ

کیف لا وھو العلامۃ الامام، الذکی الھمام، النبیہ النبیل، الوجیہ الجلیل، وحید العصر والزمان حضرۃ المولوی احمد رضا خان البریلوی [۱]

کیوں نہ ہو کہ وہ (المعتمد المستند) اس کی تصنیف ہے جو علامۂ امام، ذکی الفہم بلند ہمت، باخبر، صاحب عقل، صاحب وجاہت و جلالت، یکتائے زمین و زماں، حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔

(۱۴)

شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری علیہ الرحمہ ــــ مدینہ منورہ

فانی قد اطلعت علی ما حررہ العالم العلامۃ، الدراکۃ الفھامۃ ذوالتحقیق الباھر، جناب الشیخ احمد رضا خان فی الخلاصۃ الماخوذۃ من کتابہ المسمی المعتمد المستند فوجدتہ فی غایۃ التحریر فللہ درمؤلفہ [۲]

جناب شیخ احمد رضا خاں نے جو اپنے خلاصے میں تحریر فرمایا ہے میں نے اس کو مطالعہ کیا۔ یہ خلاصہ ان کی کتاب موسومہ المعتمد المستند سے ماخوذ ہے (مطالعہ کے بعد) میں نے محسوس کیا کہ مصنف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ مصنف کی تعریف و توصیف اللہ کے لئے ہے وہ مصنف جو خوب ہی جاننے والا، خوب ہی سمجھنے والا، خوب ہی سوچنے والا اور ایسی روشن تحقیق کرنے والا جس سے تمام پہلو منور ہو جائیں۔

---

[۱] ایضاً، ص ۲۱۸ [۲] ایضاً، ص ۲۲۰

Marfat.com

(۱۵)

سید محمد بن محمد جبیب مدنی دیداوی علیہ الرحمہ
مدینہ منورہ

فقد اطلعت علیٰ ما سطرہ العلامۃ النحریر، والدراکۃ الشہیر، الشیخ احمد رضا خان فوجدتہ سحراً لاولی الالباب و تریاقاً لکل مسموم حائد عن الصواب[1]

استاذ کامل، صاحب ذہن رسا، نام آور و شہیر حضرت مولینا احمد رضا خاں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہیں نے اس کا مطالعہ کیا (تحریر کیا ہے) اہل عقل کے لیے جادو ہے، صراط مستقیم سے بھٹکنے والے اور زہر کھانے والوں کے لئے تریاق ہے۔

(۱۶)

شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری علیہ الرحمہ
مدرس حرم طیبہ، مدینہ منورہ

التی الفہا العالم الفاضل، الانسان الکامل العلامۃ المحقق والفہامۃ المدقق حضرۃ الشیخ احمد رضا خان[2]

وہ رسالہ جسے عالم فاضل، انسان کامل، علامہ محقق فہامہ مدقق، حضرت شیخ احمد رضا خاں نے تالیف فرمایا۔

---

[1] ایضاً ، ص ۲۲۴

[2] ایضاً ، ص ۲۲۶

Marfat.com

(۱۷)

السیّد احمد بن السیّد اسمٰعیل الحسینی البرزنجی

مفتی شافعیہ، مدینہ منوّرہ

انی قد وقفت ایھا العلامۃ النحریر، والعلم الشھیر ذوالتحقیق والتحریر، والتدقیق والتجبیر، عالم اھل السنۃ والجماعۃ، جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللہ توفیقہ وارتفاعہ علیٰ خلاصۃ من کتابک المسمیٰ بالمعتمد المستند، فوجدتھا علیٰ اکمل الدرجات من حیث الاتقان والنقد[1]

اے علامۂ کامل، شہیر و مشہور، صاحب تحقیق و تنقیح، صاحب تدقیق و تزئین، عالم اہل سنت و جماعت شیخ احمد رضا خاں بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کی نیک تمناؤں کو پورا کرے اور اس کی بلندیوں کو باقی اور دائم رکھے) میں نے آپ کی کتاب موسومہ المعتمد المستند کے خلاصے کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کو قوت و نقد کی انتہائی بلندیوں پر پایا۔

---

[1] ایضاً ص ۲۳۰

Marfat.com

تیسرا باب

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

Marfat.com

Marfat.com

قارئین کرام المعتمد المستند پر علمائے حرمین شریفین کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے، اس لئے اب ہم ایک تیسری تالیف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قیام مکہ معظمہ کی یادگار ہے، جس کے مطالعہ سے فاضل بریلوی کی تحقیق تدقیق اور علمائے عرب کی نظر میں آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہو سکے گا یعنی

کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

رسالہ مذکورہ کے دیباچے میں فاضل مصنف کے صاحب زادے مولینا حامد رضا خاں جو اس سفر مبارک میں اپنے والد ماجد کے ہم رکاب تھے، تحریر فرماتے ہیں :-

(ترجمہ عربی) سال گذشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہوئے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت و توقیر کی گئی، وہاں علما، و فضلا، اور مشاہیر بڑے اعزاز و اکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی، حدیث کی کتابوں، صحاح و سنن، مسانید و معاجم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی، اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد، علما، اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ ..... "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیّۃ" نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ بپا کر دیا۔ یہ کتاب مجموعی طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی،

Marfat.com

اس رسالے سے وہاں کے علماء کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم، معقول و منقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہوگیا اس قبیل سے نوٹ کے متعلق بارہ سوال تھے جن کا جواب مصنف نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخار آگیا تو روز دوشنبہ پھر دن چڑھے اسے تمام فرمادیا ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کو مکہ معظمہ میں مکمل فرمایا [۱]

خود فاضل مصنف نے رسالے کے آخر میں سنہ تصنیف وغیرہ کے متعلق یہ تصریح فرمائی ہے :-

میں نے اس کا نام کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ) رکھا تاکہ نام سال تصنیف کی علامت ہو اور بندہ ضعیف نے شنبہ کے دن لکھنا شروع کیا تھا۔ پھر اتوار کے دن بخار عود کر آیا تو پیر کے دن پہر چڑھے میں نے اسے تمام کیا محرم شریف کی ۲۳ تاریخ ۱۳۲۴ھ اور یہ تصنیف اللہ کے حرمت والے شہر (مکہ معظمہ) میں ہوئی۔ [۲]

فاضل مصنف نے رسالۂ مذکورہ کے آخر میں رسالے کے متعلق مزید تفصیلات تحریر فرمائی ہیں۔ کن حضرات کی تحریک پر یہ جواب لکھا گیا، علمائے حرمین نے جواب کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور مفتی حنفیہ مولینا عبداللہ بن صدیق کے ساتھ کتب خانہ حرم میں کیا واقعہ پیش آیا، ہندوستان آکر اس رسالے میں کیا کیا اضافے کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ

کفل الفقیہ کے استفسار کے بارے میں فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں :-

"محرم ۱۳۲۴ھ میں مکہ معظمہ کے دو علمائے کرام مولینا عبداللہ احمد میرداد

---

[۱] احمد رضا خاں: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم، مطبوعہ لاہور ص ۷-۸ (ملخصاً)

[۲] ایضاً ، ص ۱۱۹

Marfat.com

امام مسجد الحرام اور ان کے استاد مولانا حامد احمد محمد جداوی ـــــــ نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل فقہیہ کا سوال اس فقیر سے کیا جس کے جواب میں بفضل وہاب عزجلالہ ڈیڑھ دن سے کم میں رسالہ کفل الفقیہ وہیں لکھدیا[1] (ترجمہ عربی)

جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے جس قدر و منزلت کی نگاہ سے اس کو دیکھا۔ اس کا حال خود فاضل مجیب کی زبانی سنیئے :۔

مکہ معظمہ کے اجل علمائے کرام و فقیہان عظام نے کفل الفقیہ کو ملاحظہ فرمایا، پڑھ کر سنایا۔ اس کی نقلیں لیں اور بحمد اللہ تعالیٰ سب نے یک زبان مدحیں کیں جیسے حضرت شیخ الائمہ و الخطبا کبیر العلماء مولینا احمد ابو الخیر میرداد حنفی، حضرت عالم العلماء مفتی سابق و قاضی حال علامہ مولینا شیخ صالح کمال حنفی، حضرت مولینا حافظ کتب الحرام فاضل سید اسمٰعیل خلیل حنفی، حضرت مولینا مفتی حنفیہ عبد اللہ صدیق حفظہم اللہ تعالیٰ[2] (ترجمہ عربی)

مکہ معظمہ میں تقریباً سب ہی علمائے کرام فاضل بریلوی سے ملاقات کے لئے تشریف لائے لیکن ایک عالم اپنے سرکاری وقار اور حشمت و شوکت کی وجہ سے تشریف نہیں لائے یعنی مفتی حنفیہ حضرت مولینا عبد اللہ بن صدیق لیکن اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی ایک صورت پیدا کردی۔ ع

رحمت حق بہانہ می جوید

واقعہ کی تفصیلات خود فاضل بریلوی کی زبانی سنیئے :۔

ان فاضل جلیل نے کہ اس وقت بھی جانب سلطانی سے افتائے مذہب حنفی کے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز تھے، کتب خانہ حرم محترم میں کفل الفقیہ رکھا دیکھ کر

---

[1] ایضاً، ص ۱۶۶ [2] ایضاً، ص ۶۶

بطورِ خود مطالعہ فرمانا شروع کیا، فقیر بھی حاضر تھا مگر ان سے کوئی تعارف نہ تھا، نہ اس سے پہلے میں نے ان کو، نہ انہوں نے مجھ کو دیکھا ــــ حضرت مولانا سید اسمعیل آفندی اور ان کے بھائی سید مصطفےٰ آفندی وغیرہما بھی تشریف فرما تھے حضرت مفتی حنفیہ نے رسالہ مطالعہ کرتے کرتے دفعتہً نہایت تعجب کے ساتھ اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا :۔

این کان شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر من ھذا البیان[1]

راو لفظا ھذا معناہ)

حضرت مفتی اعظم مکہ معظمہ مولٰنا جمال بن عبد اللہ بن عمر حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سندِ حدیث و فقہ میں اس فقیر کے استاذ الاساتذہ ہیں اور اپنے زمانۂ مبارک میں وہی مفتی حنفیہ تھے۔ اس جناب رفیع سے نوٹ کے بارے میں استفتاء ہوا تھا، حضرت ممدوح قدس سرہٗ نے علمائے ربانی کی جو شان ہے اس کے مطابق صرف اتنا تحریر فرما دیا کہ :۔

العلم امانۃ فی اعناق العلماء واللہ تعالیٰ اعلم۔

علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے واللہ تعالیٰ اعلم یعنی کچھ جواب عطا نہ کیا حنفیہ کے مفتی حال نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ کا

---

[1] مولانا بدر الدین قادری نے سوانح اعلیٰ حضرت میں یہ الفاظ اس طرح تحریر فرمائے ہیں :۔

این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح

(ترجمہ) حضرت جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے ؟

جس عبارت پر مفتی حنفیہ پھڑک اٹھے تھے وہ فتح القدیر کی یہ عبارت ہے :۔

لو باع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ

(ترجمہ) کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچتا ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔

(بدر الدین احمد: سوانح حضرت اعلیٰ الخ، مطبوعہ لاہور، ص ۔ ۲۸۲)

Marfat.com

ذہن مبارک ان دلائل کو کیوں نہ پہنچا جو اس رسالے کا مصنف لکھ رہا ہے۔

حضرت مولینا سید اسمٰعیل آفندی نے تقریب فرمائی (یعنی تعارف کرایا) کہ مصنف رسالہ یہ موجود ہیں، حضرت مفتی حنفیہ نہایت کرم و اکرام سے ملے اور بہت دیر تک بفضلہ علمی تذکروں کی مجلس گرم رہی۔[1]

مندرجہ بالا بیان سے علمائے حرمین کی نظر میں فاضل بریلوی کے مقام رفیع کا اندازہ ہوتا ہے تمام علماء آپ کی تبحر علمی، روحانیت اور محبت کے معترف تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

فاضل بریلوی نے ہندوستان واپسی کے بعد اصل رسالے میں اضافے فرمائے اور بطور ضمیمہ ان کو شامل کیا۔ اس ضمیمہ کا نام "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) تجویز فرمایا۔ ساتھ ہی اس کا اردو ترجمہ بعنوان :-

"الذیل المنوط لرسالۃ النوط" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) شامل فرمایا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ رسالہ کفل الفقیہ کا ضمیمہ سمجھنا چاہیئے۔ کفل الفقیہ لکھتے وقت ــــ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی کے بعض مباحث کی تردید کی تھی۔ لیکن لکھ چکنے کے بعد غالباً ہندوستان آکر معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کے خلاف لکھا ہے چناں چہ بطور ضمیمہ بعض نئے مباحث کا اضافہ کیا گیا۔ خود فاضل مصنف اس طرح صراحت فرماتے ہیں :-

الحمد للہ رسالہ مبارکہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" (۱۳۲۴ھ) نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل ایسے بیان نفیس سے روشن کئے کہ اصلاً کسی مسئلے میں حالت منتظر باقی نہ رہی، یہ رسالہ مکہ معظمہ میں وہاں کے دو علمائے کرام کے استفتاء پر نہایت قلیل مدت میں تصنیف ہوا۔ اس وقت تک قم سے کم

---

[1] احمد رضا خاں : کفل الفقیہ، ص ۱۶۴

Marfat.com

زیادہ کو نوٹ بیچنے کے بارے میں مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کا خلاف معلوم تھا ــــ یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ــــ مولوی رشید احمد گنگوہی ــــ نوٹ کو منسک ٹھہرا کر سرے سے مال سے خارج اور کم و بیش درکنار، برابر کو بھی اس کی خرید و فروخت ناجائز کر چکے ہیں۔ ــــ مناسب معلوم ہوا کہ ان دونوں تحریروں کا ذکر کروں اور ان کے فقرے فقرے کا جہاں جہاں اس کتاب میں ردّ مذکور ہوا ہے اس کو بتا دوں اور باقتضائے توجہ مستقل جو مباحث تازہ خیال میں آ گئے ہیں اضافہ کروں اور اس کا "تاریخی نام "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ھ) رکھوں۔[1]

مندرجہ بالا بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ جزئیات فقہ میں فاضل بریلوی کی نظر کتنی گہری تھی، ایک طرف انکی نگاہ نے اس گوشہ کو تلاش کر لیا جو خود ان کے استاذ الاساتذہ شیخ جمال علیہ الرحمہ کی نگاہوں سے اوجھل رہا اور دوسری طرف وہ بات پالی جو ہندوستان کے مشہور فقیہ مولوی عبدالحئی فرنگی محل اور رشید احمد گنگوہی نہ پا سکے۔ موخر الذکر کے مقام فقاہت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ان کے بارے میں کہا کہ "فقیہ النفس" تھے، ایسا فقیہ النفس عالم بھی فاضل بریلوی کے پرواز فکر کے سامنے عاجز نظر آتا ہے۔ صاحب نزہتہ الخواطر کا یہ قول اب کسی تشریح کا محتاج نہیں :۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیا تہ یشھد بذالک مجموع فتاواہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" الذی الفہ فی مکۃ

---

[1] ایضاً، ص ۱۲۲-۱۲۳

سنة ثلاث وعشرين وثلاث مأة والف.[1]

ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

کفل الفقیہ کی طباعت ثانی کے وقت فاضل بریلوی نے مزید اضافے فرمائے جس کی صراحت طباعت دوم کے آخر میں اس طرح فرمائی ہے :۔

اب کہ کفل الفقیہ دوبارہ مع ترجمہ چھپا۔ مولوی گنگوہی صاحب کا فتویٰ نظر پڑا، اس کی طرف توجہ کی اور ساتھ ہی چاہا کہ فتوی مولوی لکھنوی صاحب پر بھی مستقل نظر پڑ جائے۔ خیال تھا کہ مباحث تو رسالے ہی میں تمام ہو چکے ہیں، غایت درجہ چھ ورق بس ہوں گے مگر فیض قدیر سے افاضۂ مضامین کی لگاتار بارش ہوئی اور قلم روکتے روکتے چھ ورق کی جگہ تین جز کا رسالہ ہو گیا[2]

آخر میں ہم علامہ بدر الدین احمد رضوی کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت سے بعض اقتباسات کی تلخیص پیش کرتے ہیں۔ ان میں بعض امور وہ ہیں جن کا بیان اوپر کیا جا چکا ہے اور بعض ان کے ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں :۔

(۱) قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں جو آپ کی عزت و تکریم ہوئی اس کو سن سن کر اہل مدینہ کا

---

[1] عبد الحی لکھنوی : نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر (الجزء الثامن)، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۴۱

[2] احمد رضا خاں : کفل الفقیہ، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶۷

Marfat.com

اشتیاقِ ملاقات اور شوقِ دیدار بڑھتا گیا چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے دولت کدے پر علماء و صلحاء اور عوام الناس کا ملاقات کے لئے تانتا لگا رہتا تھا۔ مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں مگر اہلِ مدینہ کی جو عقیدت و محبت اور اعزاز و اکرام فاضل بریلوی کے ساتھ دیکھا اس سے قبل کسی کے ساتھ نہ دیکھا۔ مدینہ منورہ میں یوں تو تمام علماء کو محبت تھی مگر یہ علمائے کرام خاص طور پر محبت فرماتے تھے۔ مولانا سید عباس رضوان، مولینا مامون بری، مولینا سید احمد جزائری، شیخ ابراہیم خربوتی، مولینا عثمان عبد السلام (سابق مفتی حنفیہ مدینہ منورہ) مولینا تاج الدین الیاس (مفتی حنفیہ مدینہ منورہ)[1] وغیرہ وغیرہ

(۲) مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی فاضل بریلوی سے علمائے کرام نے سندیں اور اجازتیں لیں اور یہ سلسلہ مدینہ منورہ سے روانگی تک جاری رہا۔ ان اجازات اور سندات کا حال حضرت مولینا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے الاجازات المتینہ میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے[2]

(۳) دولت مکیہ اور خلاصہ المعتمد المستند پر تقاریظ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا بلکہ مفتی شافعیہ مولینا سید احمد برزنجی نے تو خلاصہ مذکور کی تائید میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس سلسلے میں مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے سعیٔ بلیغ فرمائی، علمائے حرمین نے رسائل مذکورہ کی نقول حاصل کیں۔ ایک نقل مولوی کریم اللہ ممدوح نے بھی محفوظ کر لی اور اس دیار مقدس کی زیارت کے لئے آنے والے علمائے مصر و شام اور بغداد وغیرہ کی تقاریظ حاصل کر کے فاضل بریلوی کو بذریعہ ڈاک بریلی بھیجتے رہے[3]

---

[1] بدر الدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۲۹۱ - ۲۹۲
[2] ایضاً، ص ۲۹۳
[3] ایضاً، ص ۲۹۴

Marfat.com

(۴) فاضل بریلوی علم جفر میں کمال رکھتے تھے۔ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں اس فن کے کچھ اسباق شاہ ابوالحسین نوری مارہروی سے لیے تھے۔ پھر ذاتی مطالعہ سے کمال پیدا کیا اور ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی :۔

سفر السفر عن الجفر بالجفر

قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں آپ نے چاہا کہ کسی ماہر فن سے کچھ سیکھیں مگر کوئی اس فن کا ماہر نہ ملا بلکہ علمائے مکہ نے خود آپ سے استفادہ کیا حتیٰ کہ مولانا عبدالقادر مدنی کے صاحبزادے مولوی سید حسین مدنی اس فن کی تحصیل کے لئے بریلی آئے اور چودہ ماہ قیام فرمایا اور علم اوفاق اور علم تکسیر کی تحصیل کی۔ موصوف ہی کیلئے فاضل بریلوی نے اس فن میں یہ رسالہ تحریر فرمایا :۔

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر[1]

جو کچھ اوپر بیان کیا گیا یہ تو فاضل بریلوی کے عہد کی باتیں ہیں، عہد جدید میں بھی اس قدر و منزلت میں کمی نہیں جو عہد قدیم میں حاصل ہو چکی تھی۔ اس سلسلے میں علامہ بدرالدین رضوی کی تالیف سے تلخیصات پیش کی جاتی ہیں :۔

(۵) ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں مولانا غلام مصطفےٰ صاحب مدرس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم گھوڑا مارا، راجشاہی (مشرقی پاکستان) زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ موصوف نے اس سفر مبارک کے حالات و واقعات کو ایک سفر نامے کی صورت (۱۹۶۰ء) میں شائع کیا۔ اس میں لکھا ہے کہ مولانا مفتی سعداللہ مکی فرماتے تھے کہ بلاد عرب میں عموماً اور حرمین طیبین میں خصوصاً علمائے کرام جس قدر فاضل بریلوی سے

---

[1] ایضاً، ص۔ ۲۸۶، نیز ملاحظہ فرمائیں الملفوظ، حصہ دوم، ص۔ ۳۸

نوٹ :۔ اور مولانا عبدالغفار بخاری علم جفر سیکھنے کے لئے غالباً روس سے تشریف لائے تھے (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۳۹)

Marfat.com

واقف ہیں خود ہندوستان کے لوگ نہیں چنانچہ آپ نے بطور آزمائش مولانا غلام مصطفیٰ مذکور کو ان کے رفقاء کے ساتھ مولینا سید محمد علوی مالکی کی خدمت میں بھیجا جو اسوقت مکہ معظمہ میں قاضی القضاۃ تھے موصوف کے والد فاضل بریلوی کے ہم عصر تھے، یہ حضرات انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولوی غلام مصطفیٰ نے اپنا اور رفقا، کا تعارف کرایا:— نحن تلامیذ تلامیذ اعلیٰ

حضرۃ مولینا احمد رضا خان الفاضل البریلوی رحمۃ اللہ علیہ [1]

اتنا سننا تھا کہ مولینا سید محمد علوی سروقد کھڑے ہوگئے اور ایک ایک سے معانقہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا:-

نحن نعرفہ بتصنیفاتہ وتالیفاتہ حبہ علامۃ السنۃ وبغضہ علامۃ البدعۃ [2]

(ترجمہ) ہم ان کو ان کی تصنیفات و تالیفات سے پہچانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی نشانی ہے اور ان سے عداوت، بدعتی کی پہچان ہے۔

(۶) مولینا غلام مصطفیٰ ممدوح نے ایک اور بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری کا ذکر کیا ہے جو فاضل بریلوی کے معاصرین میں تھے، بڑی شان وشوکت سے رہتے تھے لیکن بایں ہمہ شکوہ جب یہ حضرات ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو کھڑے ہوکر سب سے معانقہ فرمایا، حرم شریف میں دوبارہ ملاقات ہوئی تو وہاں بھی اسی طرح نوازا اور علمائے ممالک اسلامیہ سے تعارف کرایا [3]

(۷) مولینا غلام مصطفیٰ موصوف نے ایک اور بزرگ مولینا عبدالرحمٰن درویش کا ذکر کیا ہے جنکا سن شریف تقریباً اسی سال کا ہوگا، فاضل بریلوی کے قیام حجاز کے زمانے میں موصوف جوان العمر ہونگے، انکی عقیدت کا حال اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ فاضل بریلوی کے تبرکات کو دل و جان سے لگا کر رکھ چھوڑا ہے، موصوف فرماتے تھے:

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے، اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا [4]

---

[1] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں معمولات الابرار بمعانی الآثار، لکھنؤ، ۱۳۸۴ھ، ص۔ ۲۰۰
(مؤلفہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شاگرد مولانا امجد علی علیہ الرحمہ) مسعود

[2] ایضاً، ص ۲۹۸ [3] ایضاً، ص ۳۰۰ [4] ایضاً، ص ۳۰۲

Marfat.com

استدراک

Marfat.com

Marfat.com

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے مخالف کی عزت و شہرت ایک آن پسند نہیں کرتا، اس کی کوشش یہی رہتی ہے کہ مخالف کی عزت و ناموس کو جس طرح بھی ممکن ہو خاک میں ملا دیا جائے فاضل بریلوی کو بھی ایسے مخالفین[1] سے سابقہ پڑا جنہوں نے فاضل بریلوی کے ان فضائل و مناقب کے اثرات کو زائل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جو قارئین کرام پچھلے صفحات پر مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مولینا حسین احمد مدنی کی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب"[2] قابل ذکر ہے۔

اس تالیف کے دو مقصد معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں علمائے عرب نے جو کچھ کہا ہے اسکی تغلیط کی جائے اور اسکی اشاعت سے اہل پاک و ہند پر جو اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو زائل کیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے علماء کے ایک طبقے پر جو سخت گرفتیں کی ہیں اور ان کی تحریرات کی سمّیت کو ظاہر فرمایا ہے، اسکی تاویلات پیش کی جائیں اور اپنے عقائد کا اس طرح بیان کیا جائے جو فاضل بریلوی کے بیان کردہ عقائد علماء اہل سنت و جماعت سے متصادم نظر نہ آئیں اور اس طرح قارئین کرام پر یہ واضح ہو جائے کہ فاضل بریلوی نے ان علماء کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ سراسر بہتان ہے اور یہ کہ

---

[1] یہ مخالفین، فاضل بریلوی کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے ؎

کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں

[2] اس کتاب کے نام ہی سے عناد کی بو آرہی ہے۔ اس عنوان کے معنی ہیں:

"جھوٹے چور کے لئے شہاب ثاقب"

(شہاب ثاقب وہ ٹوٹنے والے تارے ہیں جو رجم شیاطین کے لئے مخصوص ہیں اور جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔)

Marfat.com

علمائے عرب نے جو کچھ لکھا ہے محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا ہے ۔

فاضل مصنف مذکورہ بالا کتاب میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوشہ چین اور انہیں کے دامن عاطفت کا متشبث ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بارگاہ کی خاک روبی اور ان کی جوتیوں کی سیدھی کرنے کی خدمت سے مالامال رہا ہے [1]

اس تصریح کے بعد فاضل بریلوی کی مخالفت میں فاضل مصنف کے بیان قدرے مشکوک ہو جاتے ہیں، عقیدت و محبت کا جب یہ عالم ہو تو پھر حقائق کو غیر متعصب نگاہ سے دیکھنا بہت مشکل ہے اور مخالف کی تنقیدات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے ۔

اس سے پہلے کہ صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا تجزیہ کیا جائے، مناسب معلوم معلوم ہوتا ہے کہ سفر حرمین شریفین کے متعلق خود فاضل بریلوی کے بیان کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔ جو الملفوظ، حصہ دوم (مطبوعہ لاہور) کے تقریباً پچاس صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔

خلاصۂ بیان فاضل بریلوی

پہلی بار (۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) والدین کے ہمراہ حاضری ہوئی، اس وقت میری عمر کا ۲۳ واں سال تھا، دوسری بار اتفاقیہ جانا ہو گیا، برادر خورد ننھے میاں اور حامد رضا خاں مع متعلقین روانہ ہو گئے، چند روز بعد دیار حبیب کی لگن نے مجھے بھی کھینچ لیا، مناسک حج سے فراغت کے بعد کتب خانۂ حرم کی حاضری کا شغل رہا، یہاں حافظ کتب حرم مولانا سید اسمٰعیل خلیل سے ملاقات ہوئی جو فقیر سے غائبانہ اور والہانہ محبت فرماتے تھے، ۱۳۱۶ھ میں میرا فتویٰ فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین علماء حرمین کی تصدیقات کے لئے پیش ہوا تھا، سید موصوف نے بھی مطالعہ فرمایا تھا اور یہی غائبانہ محبت کا حقیقی سبب تھا۔

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند ص ۔ ۲۱

Marfat.com

مکہ معظمہ میں یہ بات سننے میں آئی کہ مولوی خلیل احمد اور بعض دیگر حضرات بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے شریف مکہ تک رسائی پیدا کر کے مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق چند سوالات مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ چناں چہ میں مولوی عبدالاحد (ابن مولوی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ) کے ساتھ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ علم غیب پر دو گھنٹے تقریر کی، شیخ موصوف خاموش سنتے رہے، تقریر ختم کی تو وہ اٹھے اور الماری سے نکال کر ایک پرچہ عنایت فرمایا جس میں مولوی سلامت اللہ رام پوری کی اعلام الاذکیا کے[1] بارے میں ایک استفسار کیا گیا تھا۔ شیخ موصوف نے اس کا جواب لکھنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ پرچہ لے کر میں واپس چلا آیا۔ اسکے بعد ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو کتب خانہ حرم میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اس مرتبہ شیخ کمال صالح نے علم غیب کے متعلق پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء عنایت فرمایا اور فرمایا کہ وہابیہ نے شریف علی پاشا (شریف مکہ) کی وساطت سے آپ سے جواب طلب کیا ہے، بہر کیف میں نے جواب لکھنا شروع کیا اور حامد رضا خاں تبییض کا کام کرتے رہے، اسی دوران عالم جلیل مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے جواب کے چند اوراق سماعت فرمائے اور فرمایا کہ اس میں علم خمس کی بحث بھی داخل کر لو، قبول کیا اور واپس چلا آیا، واپسی میں ادباً ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت شیخ نے اس بزرگی کے باوجود کہ عمر شریف ۷۰ برس سے متجاوز ہو گئی تھی اس احقر سے فرمایا :۔

انا اقبل ارجلکم، انا اقبل نعالکم

(ترجمہ) میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہاری جوتیوں کو بوسہ دوں۔

---

[1] اس کتاب کی جس عبارت کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا۔ پہلے باب میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مسعود

Marfat.com

بہر کیف رسالہ مکمل کیا اس کا تاریخی نام الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ) رکھا اور حضرت شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شیخ موصوف نے شریف علی پاشا کو دربار میں پیش کر دیا، حکم ہوا کہ پڑھا جائے چنانچہ شیخ موصوف نے پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت دربار میں دو وہابی موجود تھے ایک احمد فقیہ اور دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی، یہ دونوں بیچ میں لقمے دیتے مگر شریف مکہ کی تہدید پر خاموش ہو گئے اور نصف شب تک نصف رسالہ بر سر دربار پڑھا گیا۔ شریف مکہ بیحد متاثر ہوئے اور اس نے بیساختہ کہا :-

الله يعطى وهؤلاء يمنعون

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ انکار کرتے ہیں۔

بہر کیف دربار برخواست ہوا اور وہابیہ کو یقین ہو گیا کہ یہاں ان کی کچھ پیش نہ چلے گی۔ چنانچہ انہوں نے گورنر مکہ احمد راتب پاشا سے رجوع کیا اور یہ سمجھا کہ شاید ذی علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی بات سن لے گا۔ شکایت یہ کی گئی کہ ہندوستان سے ایک عالم آیا ہوا ہے اس نے اہل مکہ کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں چنانچہ شیخ محمد سعید بابصیل، شیخ صالح کمال اور مولانا ابوالخیر میرداد وغیرہ اسکے ہم نوا ہو گئے ہیں۔ راتب پاشا نے جب ان معمر اور جلیل القدر علماء کے نام سنے تو کہا :- اذا كان هؤلا معه فهو يفسد ام يصلح ؟

(ترجمہ) جب یہ حضرات اس کے ہم نوا ہیں تو وہ مفسد ہے یا مصلح ؟

—— یہ جواب سن کر مخالفین خاموش ہو گئے۔[1]

شیخ صالح کمال کو مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے عقائد کا علم تھا چنانچہ انہوں نے پہلے ہی

---

[1] مصطفےٰ رضا خاں : الملفوظ (۱۳۳۸ھ) حصہ دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲-۱۲

Marfat.com

شریف مکہ کے گوش گزار کر دیئے تھے، مولوی خلیل احمد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صفائی پیش کرنے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات شیخ صالح کمال کے مندرجہ ذیل مکتوب (محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ) سے معلوم ہوتی ہیں جو موصوف نے سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب حرم محترم کو تحریر فرمایا تھا۔[۱]

مکتوب شیخ صالح کمال، قاضی مکہ معظمہ و مفتی حنفیہ

بنام

سیّد اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم محترم

(محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

صاحب الفضیلۃ والاخلاق والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السیّد اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب

چند روز ہوئے خلیل احمد نامی ایک ہندوستانی مکہ کے چند مجاورین علماء ہند کے ساتھ میرے پاس آیا تھا، اسکو کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں اس لئے مجھے منانے آیا تھا، اس نے مجھ سے کہا "سیدی! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں"۔ ——— (شاید اسکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ اس نے براھین قاطعہ میں لکھا ہے وہ سب کچھ میں نے شریف کے گوش گزار کر دیا ہے، اسی وجہ سے وہ میرے پاس آیا تھا) (بہر کیف) میں نے اس سے کہا کہ "شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے"۔ کہنے لگا، "ہاں"، میں نے کہا کہ "تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے براہین قاطعہ میں ایسی نازیبا اور ناجائز باتیں

۱۔ اس مکتوب کا عربی متن الملفوظ، حصہ دوم کے صفحہ ۱۸ تا ۲۱ ملاحظہ کریں۔

نوٹ: ہم نے محض تاریخی نقطۂ نظر سے واقعات و حقائق کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ مکتوب شامل مقالہ کیا ہے، کہ عالم کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں۔ مسعود

Marfat.com

لکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، میں تجھ سے کیوں نہ ناراض ہوں؟ میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں، یہ تمام باتیں براہین قاطعہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، پھر کیوں عذر و انکار کرتا ہے؟" ——— کہنے لگا، "سیدی! بیشک وہ کتاب میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اس سے توبہ کرتا ہوں اور (اس کے علاوہ جو باتیں مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں ان سے رجوع کرتا ہوں۔"

میں نے کہا، "بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ براہین قاطعہ میرے پاس موجود ہے، ابھی نکالتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حضور کیسی جرأت سے کام لیا ہے"۔ اس پر وہ عذر و خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اگر یہ باتیں براہین قاطعہ میں بتائی جاتی ہیں تو مجھ پر افترا ہیں۔ میں تو موحد مسلمان ہوں، یہ بات نہ میں نے کہی اور نہ کوئی اور مذہب اہلسنت کے خلاف بات کہی ہے"۔ ——— یہ بات سن کر پھر مجھے تعجب ہوا کہ جو باتیں براہین قاطعہ میں چھپ کر تیار ہو چکی ہیں اس سے کیسے انکار کرتا ہے بہرکیف مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص تقیہ کر رہا ہے جب کہ روافض تقیہ واجب سمجھتے ہیں، میں نے چاہا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤں جو براہین قاطعہ کی زبان سمجھتا ہو تاکہ کلمات کفریہ پر اس سے اقرار کراؤں اور پھر توبہ لوں لیکن جس روز وہ میرے پاس آیا تھا اس کے دوسرے روز جدہ چلا گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام واقعات سے آپ کو آگاہ کروں، خدا آپ کو سلامت رکھے۔[1]

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ — محمد صالح کمال

---

[1] الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۸-۲۱

Marfat.com

مندرجہ بالا حالات وواقعات زمانۂ قیام مکہ معظمہ سے متعلق تھے۔ فاضل بریلوی تقریباً ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کے اواخر میں مکہ معظمہ پہنچے اور یہاں ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک تقریباً تین ماہ قیام کیا پھر تاریخ مذکور کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور وہاں ۳۱ روز حاضری نصیب ہوئی۔ اس طرح حرمین شریفین میں مجموعی طور پر چار ماہ قیام رہا ——— قیام مدینہ منورہ کے حالات بھی فاضل بریلوی نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ یہاں ان کے بیان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:۔

۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو مدینہ منورہ روانہ ہوا، ۳۱ روز حاضری نصیب رہی، یہاں بھی مکہ معظمہ کی طرح صبح سے شام تک علماء اور عام لوگوں کا ہجوم رہتا۔ یہاں اہل علم نے رسالہ الدولۃ المکیہ کی نقلیں لیں اور حسام الحرمین پر تقاریظ تحریر فرمائیں، اسکے بعد الدولۃ المکیہ کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا مفتی شافعیہ (سید احمد برزنجی) جو نابینا ہو گئے تھے، ان سے تقریظ لکھنے کیلئے عرض کیا گیا۔ چونکہ ان کیلئے مطالعہ ناممکن تھا اس لئے یہ طے پایا کہ مفتی صاحب کے داماد سید عبداللہ کے ہاں مجلس ہو چنانچہ بعد نماز عشاء مجلس ہوئی اور میں نے رسالہ پڑھنا شروع کیا بعض جگہ مفتی صاحب کو تشکوک وارد ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت نہایت جرأت کے ساتھ مسکت جوابات دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کیوجہ سے ناگوار گزرے، بارہ بجے رات کو مجلس برخواست ہوئی اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا ورنہ اگر اسوقت معلوم ہو جاتا تو معذرت کر لیتا، (اس تلخی کے بعد ایک اور واقعہ رونما ہوا) مفتی صاحب کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی جو مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں الجھنے لگے، حامد رضا خاں نے ان کو جواب دیے جن کا جواب وہ نہ دے سکے، وہ بھی سینے میں غبار لے کر اٹھے، مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔[1]

[1] الملفوظ، حصہ دوم ص ۴۵-۴۷

Marfat.com

فاضل بریلوی کے مدینہ منورہ جانے سے پہلے ہی وہاں مخالفین نے اپنی کارگزاری شروع کر دی تھی جس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جو فاضل بریلوی نے نقل کیا ہے :-

مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے ہاں کچھ دخیل تھے، ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگایا کرتے تھے۔ فقیر سے للّٰہی بغض رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فقیر کے متعلق یہاں تک کہا کہ "وہاں تو اس نے اپنا سکہ جمایا، آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرا دوں گا"۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دھوکہ دہی کے الزام میں میرے مدینہ طیبہ جانے سے قبل ہی گرفتار ہوئے اور جیل خانے بھیجدیئے گئے، جب فقیر وہاں پہنچا نور ہا ہو کر آ چکے تھے، خلوت میں ملنے آئے اور معذرت چاہی، میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ کچھ غبار بھی نہ تھا۔[1]

یہی نہیں بلکہ مخالفین نے ہندوستان آکر غلط قسم کی خبریں پھیلا دیں کہ فاضل بریلوی گرفتار کر لئے گئے وغیرہ وغیرہ، چنانچہ ہندوستان سے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے مکہ معظمہ خطوط بھیجے گئے جس کا فاضل بریلوی نے اس طرح ذکر فرمایا ہے :-

وہابیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ مجھے مکہ میں قید کر لیا گیا ہے، چنانچہ ہندوستان سے مختلف لوگوں نے حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے مولانا عبدالحق مہاجر مکی کو خطوط لکھے، مولانائے موصوف نے جو حالات لکھے، سن کر سنی حضرات خوش ہو گئے، لیکن وہابیوں کی افتراء پردازی نے بعض سنیوں کو میرا مخالف کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھ پر یہ بہتان لگایا کہ میں حضرت جد د کو کافر کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ مشہور کر دیا کہ میں قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہوں غرض اس قسم کی افتراء پردازیوں کی وجہ سے حج سے واپسی سے قبل

---

[1] الملفوظ ص ۵۱

Marfat.com

بہت سے سُنّی مجھ سے برگشتہ ہو گئے تھے لیکن جب حقائق کا علم ہوا تو دل صاف ہو گئے۔[1]

یہ تو تھے وہ حالات و واقعات جو سفرِ حرمین شریفین اور پھر ہندوستان آنے کے بعد فاضل بریلوی کو پیش آئے ——— اب ہم صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا بے لاگ تجزیہ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ قارئین کرام فاضل بریلوی کے مندرجہ بالا بیانات اور اس تجزیے کی روشنی میں کسی معقول نتیجے تک پہنچ سکیں گے۔

اب ہم یہ دکھائیں گے کہ صاحب شہاب ثاقب نے فاضل بریلوی کے قیام حرمین شریفین کو کس انداز سے پیش کیا ہے۔ کہیں کہیں تو اردو کے مشہور نثر نگار میر امن دہلوی کی باغ و بہار کا گمان ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی کی مکہ معظمہ میں آمد کا اس طرح ذکر کیا ہے جیسے قصۂ چہار درویش میں کوئی درویش اپنی آپ بیتی سنا رہا ہو۔ فرماتے ہیں :-

> صاحبو! جب کہ مجدد بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے، اس کے تھوڑے عرصے کے بعد ایک مختصر طویل جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی رام پوری سلمہٗ

---

[1] الیضاً، ص ۔ ۵۱ ۔ ۵۲

نوٹ :۔ مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی ایک کا قول ایک دوسرے کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔ تا آنکہ معقول شہادتیں میسر نہ آجائیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے بیانات کو بطور حجت تسلیم نہ کریں لیکن جب علماء عرب کی تقاریظ اور خطوط سے ان بیانات کی تصدیق ہوتی ہو (جن کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے)، تو پھر تسلیم نہ کرنا معقول بات نہیں۔ ویسے فاضل بریلوی نے خود اس بات کو محسوس کیا ہے کہ یہ باتیں کسی دوسرے کی زبانی بیان کی جاتیں تو زیادہ مناسب تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا۔ ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آجاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات۔ روزانہ تاریخ وار قلم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بیشمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی، ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا۔ جو یاد آیا بیان کیا۔ نیت کو عزوجل جانتا ہے۔ قال تبارک وتعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر۔" (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۔ ۵۲)

Marfat.com

کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا کہ شریف صاحب (شریف مکہ والیٔ حجاز) کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور مہریں تھیں کہ فلاں بن فلاں، فلاں شہر کا رہنے والا، وہاں حاضر ہوتا ہے[1] یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے، مسلمانوں کی عموماً اور علماء کرام اور فضلاء عظام کی خصوصاً تضلیل و تفسیق کرتا ہے، اپنی شہرت اور خیالات فاسدہ کی وجہ سے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سبّ وشتم میں رسالے لکھ ڈالے، عقائد فاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے ــــــــ غرض اسی قسم کے مضمون تھے اور کچھ عقائد بھی اس کے اس میں درج تھے اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اس کی تنبیہ کریں اور قرار واقعی سزا دیں[1]

مندرجہ بالا تحریر سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف اس گروہ معاندین سے قریبی تعلق رکھتے تھے[2] جب ہی تو ان کو محضر نامے کی ایک ایک بات کا علم ہے اور یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ محضر نامہ عوام کی طرف سے نہ تھا بلکہ علماء کی طرف سے تھا ورنہ بیچارے عوام کے پاس مہریں کہاں جو محضر نامے پر لگاتے۔ غالباً فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے ساتھ ساتھ مخالفین نے اس محضر نامہ کی تیاری شروع کر دی ہوگی اور عین اس وقت جب کہ زیارت حرمین شریفین کے لئے مکۂ معظمہ میں حاضر ہوئے۔ اس محضر نامہ کو پیش کر کے فاضل بریلوی کے خلاف ایک نئے فتنے کا آغاز کیا گیا۔

صاحب شہاب ثاقب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

عبدالقادر شیبی یہ محضر نامے کو شریف مکہ (والیٔ حجاز) کے دربار میں پہنچے وہ سن کر نہایت غضب ناک ہوا۔ قید کر دینے کا ارادہ کیا لیکن شیخ محمد اور

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب المسترق کاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ـ ۲۳، ۲۴

[2] اس امر کی شہادت اس سے بھی ملتی ہے کہ انہوں نے (بقول خود) فاضل بریلوی کو مناظرے کی دعوت دی تھی۔ (ص ـ ۳۳) اللہ اللہ ! حرمین شریفین میں، یہ جرأت وہمت۔

Marfat.com

مولوی منور علی کے اصرار پر اس سے باز رہے لیکن شریف کے ایما پر عقائد کے
بارے میں تین سوالات کئے گئے جو علم غیب کے بارے میں تھے، شریف مکہ نے
شرط یہ لگادی کہ جب تک جواب نہ دوگے جانے نہ دیا جائے گا۔[1]

ایک طرف تو صاحب شہاب ثاقب یہ فرماتے ہیں کہ محضر نامہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ فاضل بریلوی کو قرار واقعی سزا دی جائے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب شریف مکہ اس امر پر آمادہ ہوتا ہے تو مولوی منور علی وغیرہ آڑے آتے ہیں گویا از راہِ کرم یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب کے متعلق جو محققانہ جواب دولت مکیہ کے عنوان سے تحریر فرمایا (جس کا پچھلے اوراق میں تعارف کرایا جا چکا ہے) اس کا صاحب شہاب ثاقب نے ضمناً ذکر فرمایا ہے اور مذکورہ تمام دلائل و براہین سے قطع نظر قارئین کرام کے سامنے حقائق کو صحیح صورت میں پیش نہیں کیا اور آخر میں لکھا ہے کہ رسالے سے اراکین مجلس کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ بات بناتا ہے چنانچہ :-

"جلد نکل جانے کا فرمان شاہی نافذ ہوا"[2]

لیکن واقعات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ایک دو دن نہیں بلکہ اس "فرمان شاہی" کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ قیام فرمایا، یا تو یہ بات جعلی ہے یا پھر فاضل بریلوی کے عشق محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت ہے کہ فرمان شاہی کی تاثیر کو ختم کر کے رکھ دیا۔

صاحب شہاب ثاقب کچھ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

مجدد صاحب پر جب یہ لے دے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے ہاں لکھ بھیجا کہ افسوس مجھ پر اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت والجماعت سے ہوں، ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے

---

[1] ایضاً، ص ۲۴ [2] ایضاً، ص ۲۶

Marfat.com

اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ چناں چہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی۔[۱]

مندرجہ بالا اقتباس میں صاحب شہاب ثاقب جس "ایک شخص" کا ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد (بقول خود) صاحب براہین قاطعہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی ہیں، فاضل بریلوی نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے ان کی تحاریر کی طرف متوجہ کیا جو اس وقت مکہ معظمہ میں موجود تھے، صاحب شہاب ثاقب نے یہ باور کرانے کی سعی فرمائی ہے کہ جب صاحب براھین قاطعہ سے ان تحریرات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے انکار فرما کر معترضین کو مطمئن کر دیا ———

الغرض صاحب شہاب ثاقب نے مختلف واقعات وشواہد سے قارئین کرام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی کی حرمین شریفین میں کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی انہوں نے اپنے بیانات سے غیر شعوری طور پر یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ فاضل بریلوی کے پیچھے لگے رہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

> مَیں نے مدینہ منورہ میں سے ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں مجدد التضلیل پر پیش آئی ہیں ان کو اچھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کروں[۲]

لیکن ایسا کرنے سے اس لئے باز رہے ہیں کہ :۔

> مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی اور مولانا منور علی صاحب محدث رام پوری اپنے اپنے ملنے والوں کو مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا۔[۳]

یہ ہی مولوی محمد معصوم معلوم ہوتے ہیں جن کی خدمت میں محضر نامہ پیش کیا گیا تھا اور جن کے متعلق صاحب شہاب ثاقب نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا تھا۔

---

[۱] ایضاً، ص ۲۷ [۲] ایضاً، ص ۲۲ [۳] ایضاً، ص ۲۲

Marfat.com

علماء حرمین شریفین نے فاضل بریلوی کے مخالفین و معاندین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیانات تاریخی حیثیت سے قابل توجہ ہیں۔ چنانچہ شیخ احمد جزائری اپنی تقریظ میں اس طرف یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

الا ان بمکة بلد الله الامین طائفة منهم شیاطین فلیحذر العوام من مخالطتهم بالکلیة، فانها والله اشد من مخالطة المجذوم فی الاذیة، ومنهم ایضًا عندنا بالمدینة النبویة شرذمة قلیلة مستترة بالتقیة، فان لم یتوبوا فعن قریب تنفیهم المدینة عن مجاورتها، لما هو ثابت فی الحدیث الصحیح من خاصیتها[1]

(ترجمہ) سن لو! اللہ تعالیٰ کے اس امان والے شہر میں ان شیطانوں کا ایک طائفہ ہے عوام پر لازم ہے کہ ان کے میل جول سے قطعاً اجتناب کریں۔ خدا کی قسم! ان کا میل جول جذامی کے میل جول سے سخت ضرر رساں ہے۔ ان شیاطین میں سے ہمارے مدینہ منورہ میں بھی چند گنتی کے ہیں۔ تقیہ کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ منورہ ان کو اپنی مجاورت سے نکال باہر کریگا کہ اس کی یہی خاصیت ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے تحریر فرمایا تھا کہ فاضل بریلوی سے علم غیب کے بارے میں چند سوالات کئے گئے تو انہوں نے رسالہ دولت مکیہ تصنیف کیا مگر مجلس شاہی میں یہ رسالہ مردود ٹھہرا اور اسکی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی۔ یہ بیان مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال خطیب و امام مسجد حرام، مکہ معظمہ کے بیان سے بالکل متضاد ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر سے اول الذکر بیان اس لئے فوقیت نہیں رکھتا کہ وہ عداوت کی پیداوار ہے مگر ثانی الذکر بیان ایک ایسے عرب عالم کا ہے جو فاضل بریلوی سے نہ سابقہ تعارف رکھتا ہے اور نہ عقیدت، اس لئے واقعات کو زیادہ

---

[1] حسام الحرمین، ص ۲۰۹

Marfat.com

صداقت شعاری کے ساتھ پیش کرتا ہے، علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

افلا یرتدعون بما حصل لهم من الخزی والنکال ایام تالیف هٰذه الرسالة بمکة المشرفة حین ولوا مدبرین [1]

(ترجمہ) کیا اس پر باز نہیں آتے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

علمائے مکہ مکرمہ کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت مکیہ کے براہین قاطعہ نے مخالفین کو زچ کر دیا تو انہوں نے فاضل بریلوی کو بدنام کرنے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند تعالیٰ کو باعتبار درجہ و مرتبہ مساوی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیہ مسجد حرام شیخ محمد صالح بن محمد بافضل تحریر فرماتے ہیں :۔

فجزی الله مؤلفها عن المسلمین خیرا فانه قلد اجیادهم قلائد النعم و نصر الدین بما احکمه من محکم هٰذا التالیف الذی علی تزییف مقالة الخصم احکم والزم حیث ادعی انه ادعی المساواة بین علم الله و علم رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی رسالته هٰذه، کلا وحاشا ثم کلا وحاشا ا یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولوکره المشرکون ولکن عند ما اشتهرت فضیحة الخصم بهذه العجالة بین ارباب العقول وتنکست عزمته بهٰذا السیف المسلول فما وسعه الا ان یقابله بدعوی المساواة التی

---

[1] الفیوضات الملکیة لمحب الدولة المکیة (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۲۸

زادنہ فضیحۃ علی فضیحۃ عاملہ اللہ بما یستحق [1]

(ترجمہ) اس کے (دولت مکیہ) مصنف کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نے اس محکم تالیف کو اور محکم کر کے مسلمانوں کی گردنوں میں نعمتوں کے گلو بند باندھے اور دین کی مدد کی اور مخالف کی بات کھوٹی کر کے رکھدی —— وہ مخالف جس نے دعویٰ کیا تھا کہ مصنف نے اس رسالے (دولت مکیہ) میں علم الٰہی کو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا درجہ دیا ہے۔ حاشا وکلا مصنف نے ہرگز ہرگز ایسا نہیں کیا۔ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ نور الٰہی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ تو اپنا نور پورا کر کے ہی رہے گا، مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ مخالف سے وہ معاملہ کرے جس کا وہ مستحق ہے!

مکہ معظمہ میں جو کچھ گزرا اس کا حال معلوم ہوا۔ اب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئیے۔ ہم پہلے صاحب شہاب ثاقب کا بیان نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:۔

اب کچھ حال مدینہ منورہ کا سنیئے چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا —— یہاں بھی وہی طریقہ فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از حد برتا۔ نہایت اخفار کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابحاث غریبہ ہیں جن میں علماء حرمین کو کبھی نظر و فکر کی نوبت نہ آئی تھی اور انہوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے، ان کا مذاکرہ مجلس میں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں کو کچھ خیال علمیت کا ان کی طرف اولاً ہو گیا ادھر صاحبزادے صاحب نے مشہور کر دیا کہ ابا جان شہر علم ہیں، امام اور فاضل اجل ہیں کہیں جلد و مکعب

[1] ایضاً، ص ۴۷

کا ذکر کیا، کہیں العلم المطلق اور مطلق العلم کا مسئلہ چھیڑا، کہیں نوٹ پر گفتگو کی، کہیں بعض ابحاث فرعیہ پر بحث چھیڑ دی، کہیں تین سو رسالوں کا مذاکرہ کیا اور کہیں مناظرات عجیبہ و دراسکات خصوم کا افتخار ظاہر کیا، لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ صاحب زادے صاحب جو شہر علم کا امام بنا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے[۱]

علمائے مدینہ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مکہ معظمہ میں مخالفین کی پیش نہ چلی تو انہوں نے مدینہ منورہ میں بھی پہلے یہ مشہور کر دیا کہ فاضل بریلوی نے علم الٰہی اور علم رسول اللہ علیہ السلام کو مساوی درجہ دیا ہے، چنانچہ مدرس مسجد نبوی شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی تحریر فرماتے ہیں :-

بلغنی ان بعض الوھابیۃ الکفرۃ الطغام دلس علی بعض علماء المدینۃ المنورۃ بان حضرت الاستاذ المومیٰ الیہ ساوی بین علم اللہ وعلم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی رسالتہ الغراء المسماۃ بالدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ — مع ان ھذہ کلھا افتراء[۲]

(ترجمہ) مجھے یہ اطلاع ملی کہ بعض ذلیل و کافر وہابیوں نے بعض علماء مدینہ منورہ کو دھوکا دیا ہے کہ حضرت استاذ مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) اپنے رسالے الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی کے برابر مانتے ہیں —— حالانکہ یہ سب ان پر بہتان ہے۔

مخالفین کی کوشش سے مدینہ منورہ میں جو فاضل بریلوی کی طرف سے غلط فہمی

---

۱ حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۳۱

۲ ایضاً، ص ۸۳

Marfat.com

پیدا ہوگئی تھی۔ اس کا ازالہ (اگر صاحب شہاب ثاقب کا یہ بیان تسلیم کیا جائے کہ مدینہ منورہ میں آخر کار فاضل بریلوی کا کوئی پرسان حال نہ رہا) ان کے متبعین اور خود ان کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا لیکن واقعات وحقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود علمائے مدینہ نے اس بہتان طرازی کا مقابلہ فرمایا۔ چنانچہ شیخ حسین موصوف (مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ) تحریر فرماتے ہیں:۔

بعض علماء مدینہ منورہ نے اس عزت والے رسالے کا ایک نسخہ طلب کیا۔

——— تو اس کا ایک نسخہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور میں نے فاضل ادیب سید عبد اللہ بن سید محمد صدقہ دحلان مکی کے اصل نسخے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس پر سابق کے دو مفتیان مدینہ منورہ کی تقریظیں موجود ہیں ایک عثمان بن عبد السلام داغستانی دوسرے حضرت فاضل آفندی تاج الدین الیاس جو اس وقت مفتی مدینہ تھے۔ یہ تقریظیں ان کے ہاتھ اور انکی مہروں کے ساتھ ہیں[1]

رسالہ دولت مکیہ (یا المعتمد المستند) جس کا ابھی ذکر کیا گیا اس کے متعلق صاحب شہاب ثاقب تحریر فرماتے ہیں:۔

الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہزاروں طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی ادنی مسلمان متنفر اور اپنے عقل وشعور سے نکل کر کلمات سب وشتم استعمال کرنے لگے[2]

——— مجدد صاحب کا یہ افسوں بعض بھولے بھالے علماء پر چل گیا خصوصاً بدیں وجہ کہ تعظیم واکرام علماء اور سادات کا اس طرح کیا جاتا تھا کہ

---

[1] ایضاً ص ۸۵

[2] صاحب شہاب ثاقب نے دل کھول کر فاضل بریلوی پر سب وشتم کیا ہے جس کے چند نمونے ہم آگے بیان کریں گے
مسعود

Marfat.com

جن کو دیکھ کر پتھر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہو جاوے جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذی عزت و شوکت ہے چاہے جاہل کیوں نہ ہو مگر قدموں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دیئے[1]

اس تحریر سے ایک طرف فاضل بریلوی کی تنقیص ہو رہی ہے جو مقصود مؤلف ہے، تو دوسری طرف عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک بھی ہو رہی ہے۔ نفسیاتی تجزیہ سے کچھ یوں ہی محسوس ہوتا ہے۔ جن حضرات نے فاضل بریلوی کی سوانح کا مطالعہ کیا ہے یا جنہوں نے قریب سے دیکھ کر اپنے مشاہدات قلم بند کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم سادات کچھ حرمین کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ گھر پر بھی ان کا یہی وطیرہ تھا، ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی اس کو پھر مصلحت و ریاکاری پر محمول کرتے۔

پھر یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ علماء حرمین کا تقاریظ لکھنا فاضل بریلوی کی افسوں طرازی ہے۔ علماء حرمین پر کس کا جادو چل سکتا ہے؟ یہ الزام سائل و مجیب دونوں پر عائد ہوتا ہے دوسری جگہ اس طرح الزام لگاتے ہیں :۔

البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آگئے انہوں نے مہر و دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی[2]

صاحب شہاب ثاقب نے علماء حرمین کی تقاریظ کی اہمیت گھٹانے اور فاضل بریلوی کو نیچا دکھانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے ہیں جو مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ ہیں:۔

(۱) علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے صاحب زادے (مولانا حامد رضا خاں) کے شاندار تعارف اور توصیفی کلمات سے متاثر ہو کر تقاریظ تحریر فرما دیں۔

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب، ص ۲۹

[2] 〃 〃 : 〃 ، ص ۳۰

Marfat.com

(۲) بعض علماء فاضل بریلوی کے رٹے رٹائے مباحث علمیہ سے متاثر ہو گئے۔

(۳) بعض حضرات سادات کے ساتھ فاضل بریلوی کے ریاکارانہ (بقول صاحب شہاب ثاقب) عجز و انکسار سے متاثر ہو گئے۔

(۴) بعض علماء حرمین خود غرض وجاہ طلب تھے، اپنی شہرت کی خاطر تقاریظ لکھ دیں۔

(۵) بعض حضرات باوجود علمیت و فضیلت کے سادہ لوح اور نادان تھے، دھوکے میں آ گئے۔

لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علماء کے سامنے جب رسالہ موجود تھا اور وہ اپنے ہوش حواس میں بھی تھے پھر بھی مباحث علمیہ سے آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دینا جو (بقول صاحب شہاب ثاقب) صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کے لئے قابل قبول نہیں۔

جن علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے رسائل کی تصدیق فرمائی ہے اور فاضل بریلوی کے مناقب و فضائل سے نوازا ہے ان کی تعداد پچاس سے بھی متجاوز ہے اور جو علماء خاموش رہے (بقول صاحب شہاب ثاقب) ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں، اگرچہ انہوں نے لکھا ہے کہ لکھنے پر آؤں تو ایک رسالہ بن جائے مگر نہ معلوم کیا چیز مانع آئی۔ بہر کیف سوال یہ ہے کہ جب جماعت کثیرہ فاضل بریلوی کی مؤید ہے تو قلیل جماعت کی مخالفت کی بنیاد پر اس تصدیق و تائید کو کیوں رد کیا جائے؟ لیکن اس کا صاحب شہاب ثاقب نے بہت خوب جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تقاریظ لکھنے والے علماء ہیں تو چھوٹے موٹے سب ہی شریک ہیں لیکن جو خاموش رہے یا ایک دو جنہوں نے مخالفت کی وہ چوٹی کے ہیں۔ سبحان اللہ!

اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ علماء حرمین نے دھوکے میں آکر فاضل بریلوی کی تائید کر دی اور خوب خوب تعریف بھی کی مگر علماء پاک و ہند کو کیا ہو گیا تھا کیا ان پر بھی جادو چل گیا تھا۔ ایک دو نہیں پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک

Marfat.com

۵۰ سے زیادہ شہروں کے تقریباً ۲۶۸ علماء نے ان مسائل علمیہ میں فاضل بریلوی سے اتفاق کیا علماء حرمین جس کی تصدیق فرما چکے تھے (یہ وہ تعداد ہے جو ہمارے سامنے آچکی ہے ورنہ تائید کرنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جیساکہ الصوارم الہندیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے، جس کو تفصیل کی ضرورت ہو وہ مولوی حشمت علی خاں کی کتاب الصوارم الھندیہ (۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) (مطبوعہ مراد آباد) کی طرف رجوع کرے)

لیکن ہمارے مندرجہ بالا سوال کا جواب بھی (صاحب شہاب ثاقب کے پاس) وہی ہے جس کو علماء حرمین کے باب میں عرض کیا جا چکا ہے یعنی یہ کہ ان ۲۶۸ علماء میں بہت سے چھوٹے موٹے ہیں لیکن جنہوں نے اس پر تصدیق نہیں فرمائی وہ سب چوٹی کے تھے گویا فاضل بریلوی کے رسائل فضیلت و عدم فضیلت کی ایک کسوٹی بن گئے جو تائید کرے جاہل اور جو تردید کرے عالم اور وہ بھی چوٹی کا عالم۔ اس معیار علمی کو دیکھ کر ہم حیران ہیں — معیار، دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے بہرحال ع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

عوام الناس خوابوں سے بہت جلد مرعوب ہو جایا کرتے ہیں اور پھر وہ بھی ایک عرب کا خواب، صاحب شہاب ثاقب مولوی حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کی تنقیص کے لیے مندرجہ بالا حربے استعمال کرنے کے ساتھ ایک نفسیاتی حربہ بھی استعمال کیا ہے، چنانچہ ایک عرب شیخ عبدالقادر طرابلسی کا ایک عجیب و غریب خواب بیان فرماتے ہیں کہ "چند پائخانے بنے ہوئے ہیں جو لوگ اس رسالے (دولت مکیہ یا المعتقد المستند) کی تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ پائخانہ میں جاتے ہیں، چنانچہ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں" اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو تنبہ ہوا"۔[۱]

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۵

Marfat.com

پاخانہ یقیناً غلاظت کی جگہ ہے مگر جو وہاں جاتا ہے غلیظ ہونے نہیں بلکہ غلاظت سے پاک وصاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ عبد القادر نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی، خواب مبارک ہے!

صاحب شہاب ثاقب نے مدینہ منورہ کے ایک عالم علامہ سید احمد بن سید اسمٰعیل برزنجی مفتی شافعیہ کی تالیف "غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول" کا ذکر فرمایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ رسالہ فاضل بریلوی کے خیالات کے رد میں لکھا ہے حالانکہ راقم نے اس کے ضروری اور اہم اقتباسات مطالعہ کئے تو اندازہ یہ ہوا کہ ہندوستانی علما و مخالفین کے استفسار پر انہوں نے یہ رسالہ لکھا ہے جس میں یہ صراحت کی ہے کہ ہندوستان کے علما میں سے احمد رضا نامی ایک عالم تشریف لائے تھے اور انہوں نے ہم سے یہ سوالات کئے اور ہم نے ان کو یہ یہ جوابات دیئے۔ چند جوابات فاضل بریلوی کے مسلک کے عین مطابق ہیں، گویا اس میں بعض جوابات سابقہ کی تصدیق مزید ہے نہ کہ تردید مگر صاحب شہاب ثاقب نے اس رسالے سے فاضل بریلوی کی تنقیص شان کے وہ وہ پہلو نکالے ہیں کہ عقل داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پھر اس پر جو حواشی چڑھائے ہیں، اس پر بھی بس نہیں دشنام طرازی سے دل کی بھڑاس نکالی ہے حالانکہ علامہ برزنجی کا جواب بڑا مہذب و شائستہ ہے مگر صاحب شہاب ثاقب کے تفسیری حواشی نے اس کی تہذیب و شائستگی کو خاک میں ملا کر رکھ دیا مثلاً ایک جگہ علامہ برزنجی فاضل بریلوی سے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

فیہ بطلان استدلالہ علی مدعاہ

جو استدلال انہوں نے اپنے دعوی کے لئے کیا ہے اس رسالے میں اس کو رد کیا گیا ہے۔

اس جملے کا ترجمہ اور تشریح صاحب شہاب ثاقب اس طرح کرتے ہیں:۔

یعنی ہمارے رسالے میں بیان ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ

Marfat.com

اپنے دعویٰ کے لئے قائم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے۔[۱]

محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے، یہ اختلاف کسی ایک کو اہل بطلان میں شمار کرنے کا کوئی معیار نہیں۔ بالفرض اگر علامہ برزنجی نے اختلاف کیا تو یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اس سے جماعت کثیر کی رائے کو کس طرح باطل کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس رسالے (غایۃ المامول) میں صاحب شہاب ثاقب کے ہم مسلک علماء کی ان تحریرات کا ذکر کیا ہے جن کی طرف سے فاضل بریلوی نے المعتمد المستند میں ارشاد فرمایا ہے اور وہی حکم لگایا ہے[۲] جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے۔ صاحب شہاب ثاقب نے ان حصوں کو حذف کر دیا ہے صرف اپنے مطلب کی بات نکال کر اس پر تفسیری حواشی چڑھائے۔ یہ بات علمی دیانت کے خلاف ہے۔

صاحب شہاب ثاقب اپنے ان عقاید سے بریت کا اعلان کیا جن کی طرف فاضل بریلوی نے متوجہ فرمایا تھا اور اپنے رسائل میں اس کی پُرزور اور مدلل تردید فرمائی تھی۔ مجملاً وہ عقائد یہ ہیں جن کا اقرار صاحب شہاب ثاقب فرماتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اکابرین کی تحریرات میں بعض کے خلاف پایا جاتا ہے، بہر کیف یہاں ان تضادات کا بیان مقصود نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے جن عقائد کا ذکر فرمایا ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :-

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیا تک محدود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ پائندہ ہیں[۳]

(۲) دربار رسالت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کیلئے سفر کیا ہے۔[۴]

---

[۱] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب، ص ۴

[۲] تفصیلات کیلئے مطالعہ فرمائیں ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) مولفہ مولوی محمد اجمل، مطبوعہ کراچی، ص ۸۶ - ۹۱

[۳] حسین احمد مدنی : الشہاب ثاقب، ص ۴۵ [۴] ایضاً، ص ۴۶

(۳) ہم توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں[1]

(۴) ہم اشغال باطنیہ کے قائل و عامل ہیں[2]

(۵) ذکرِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجب برکت سمجھتے ہیں[3]

(۶) ہر قسم کے درود کو جائز سمجھتے ہیں[4]

(۷) مسجد نبوی یا کسی اور مقام پر یا رسول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے[5] وغیرہ وغیرہ

متبعین ابن عبدالوہاب نجدی مندرجہ بالا بعض عقائد کے مخالف ہیں حضرات علماء دیوبند ابن عبدالوہاب کے عقائد کو اچھا خیال فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصریح فرمائی ہے[6] فاضل بریلوی نے بھی اپنے بعض رسائل میں یہی ثابت کیا ہے کہ ابن عبدالوہاب کے عقائد، علمائے دیوبند سے کچھ ملتے جلتے ہیں مگر صاحب شہاب ثاقب نے بڑے درشت لہجے میں اس کی تردید کی ہے اور ہم نے پہلی بار علمائے دیوبند میں سے کسی عالم کو ابن عبدالوہاب پر اس طرح برستے دیکھا ہے۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ جو لوگ فاضل بریلوی کے ہمنوا ہو گئے ہیں وہ ان سے بدظن ہو جائیں۔

صاحب شہاب ثاقب ایک ذیلی عنوان قائم کرتے ہیں "چھٹا بہتان اور مکر عظیم" اس کے بعد اس طرح گویا ہوتے ہیں:۔

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجدد دین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۷ [2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۹
[3] ″ ″ ، ۶۷ [4] ″ ″ ۶۵
[5] ″ ، ۶۵
[6] رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، ص ۸

Marfat.com

کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفے کی اشاعت ہوتی ہے[1] اور اسی نام کی بدولت دنیا جہاں سے دھوکہ دے کر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں، یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور دغا بازیوں کی بنیاد ہے۔

صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی، ابتدا تیرھویں صدی نجد (عرب) سے ظاہر ہوا اور چوں کہ خیالات باطل اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے لفظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کی اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے، الحاصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق شخص تھا[2]

ایک طرف مولانا حسین احمد مدنی کا ابن عبدالوہاب نجدی پر یہ غیض و غضب اور دوسری طرف مولینا رشید احمد گنگوہی کا (وہ جن کی بارگاہ کی خاک روبی اور جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کو مولانا مدنی اپنی سعادت سمجھتے تھے[3]) یہ ارشاد فرمانا:

ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں

---

[1] صاحب شہاب ثاقب نے سارا زور اس پر دیا تھا کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور اب خود اقرار فرما رہے ہیں کہ نہ صرف حرمین بلکہ جزیرہ عرب میں آپ کے مسلک کی اشاعت ہو رہی ہے، وجہ کچھ بھی سہی۔

[2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۴۲ [3] حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب، ص ۲۱

Marfat.com

شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں[1]

قارئین کرام کو حیرت میں ڈال دیتا ہے بلکہ الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان او بہار مرا

مولانا حسین احمد مدنی کی تالیف الشہاب الثاقب کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم ایک اور اہم کتاب المھند علی المفند کی طرف[2] متوجہ ہوتے ہیں۔ جو مولینا خلیل احمد انبیٹھی کی تصنیف ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے فاضل بریلوی کی تصنیف المعتمد المستند اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ حسام الحرمین کے جواب میں ایک کتاب المھند علی المفند لکھی جو بظاہر ایک استفتاء کا جواب ہے جو ۲۶ سوالات پر مشتمل تھا لیکن درحقیقت یہ علمائے حجاز کی طرف سے 'جواب طلبی' کی وضاحت ہے مگر جامع یا ناشر نے مقدمہ میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ استفتاء کا جواب ہے چناںچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۔ ۲۱

[2] رشید احمد گنگوہی: فتاوی رشیدیہ، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، جلد اول، ص ۔ ۸

اس قسم کے تضادات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد اجمل سنبھلی کی تالیف رد شہاب ثاقب، مطبوعہ کراچی مؤلف کا لہجہ اگرچہ قدرے درشت ہے مگر انہوں نے بڑی تحقیق و کاوش سے ان تضادات کا تجزیہ کیا ہے۔

[3] مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اس کے رد میں ایک رسالہ التحقیقات لدفع التلبیسات تالیف فرمایا تھا۔ اس رسالے میں بھی تضادات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ تحریر فرمایا ہے کہ المھند کی مصدقین زیادہ تر عجمی ہیں جو عرب میں آباد ہوگئے۔ مثلاً مولوی احمد رشید خاں، مولوی محب الدین مہاجر، مولوی محمد صدیق افغانی وغیرہ۔ لیکن مصنف نے ان کو علمائے عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک پر لطف بات یہ لکھی ہے کہ اس رسالے میں اپنی تائید میں علامہ برزنجی کے رسالے غایۃ المامول کے ایک دو حوالے دے کر اس کے تمام مصدقین کو اپنے رسالے میں نقل فرما دیا گویا ان سب حضرات نے المھند کی تائید فرمائی ہے۔ مسعود

Marfat.com

ادھر خان صاحب آں جہانی فتوے لے کر ہندوستان پہنچے اور ادھر قدرت کا زبردست ہاتھ اپنے دوستوں کی حمایت کے لئے بڑھا[1] تحقیق حال کے لئے ایک استفتاء حرمین کی پاک سرزمین سے ——— حضرت مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں آ پہنچا اور حضرت رحمۃ اللہ نے اپنے جملہ عقائد اور خان صاحب آنجہانی کی جعلی دستاویز پر مکمل تبصرہ فرمایا اور بریلوی خان صاحب کی پوری حقیقت ظاہر کر دی جو عربی زبان میں المھند کے نام سے مشہور و معروف ہیں ——— المھند نے دجّال کا فریب کھول دیا اور بے ایمانی ظاہر کر دی اور سارے الزاموں کی قلعی کھول دی[2]

مگر خود مولانا خلیل احمد کے ان کلمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ استفتاء نہ تھا بلکہ وضاحت طلبی کے لئے ایک استفسار تھا چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں :-

جو کچھ ہم نے عرض کیا' یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے' سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزیّن کر دیجئے اور اگر غلط اور باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتا دیجئے انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے[3]

اس بیان سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ جواب کی بجائے خود ایک استفتاء ہے اور مجیب

---

[1] فاضل بریلوی کے قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں مولوی خلیل احمد وہاں موجود تھے۔ پھر جب فاضل بریلوی مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مولانائے موصوف پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ تعجب ہے کہ قیام حرمین کے زمانے میں وہاں کے علماء نے بالمشافہ استفسار نہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ جب مخاطب غائب ہو جائے تو پھر کلام کیا جائے۔ ایسے حالات میں قاری کا ذہن اس طرف متوجہ ہو سکتا ہے کہ شاید خود مولانا کے ہم مسلک حضرات نے اس کا اہتمام کیا ہو جیسا کہ مولانا حسین احمد مدنی کی بعض تحریرات سے اندازہ ہوتا ہے جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مسعود

[2] خلیل احمد انبیٹھی : المھند علی المفند، مطبوعہ کراچی، ص ۔ ۷

[3] ایضاً ، ص ۔ ۵۲

(مولانا خلیل احمد) درحقیقت سائل ہیں اور منشا ومقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ علمائے حجاز میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا تدارک کیا جائے اور بددلی کا ازالہ کیا جائے۔

المہند میں علمائے حجاز سے جو استفتا منسوب کیا گیا ہے اس میں ان عقائد وہابیہ کے متعلق سوالات ہیں جو علمائے دیوبند سے منسوب کئے جاتے ہیں لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے ان عقائد سے علمائے دیوبند کی برأت کا اعلان فرمایا ہے۔

مختصراً وہ عقائد یہ ہیں :۔

(۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا اللہ سے توسل۔

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں اسی طرح زندہ متصور کرنا جس طرح آپ اس دنیا میں تھے۔

(۳) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا اللہ کے مزار پر سفر کر کے حاضر ہونا۔

(۴) مسجد نبوی میں دعا کے وقت گنبد خضرا سے پیٹھ پھیر کر قبلہ رونہ ہونا۔

(۵) ماثور وغیر ماثور درود شریف پڑھنا اور دلائل الخیرات وغیرہ کا ورد رکھنا۔

(۶) اولیا اللہ کی ارواح اور ان کی قبور سے استفادہ واستفاضہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

علمائے وہابیہ مندرجہ بالا عقائد کے سخت خلاف ہیں مگر مولوی خلیل احمد نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے دیوبند ان سب باتوں کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی بعض کتابوں میں ان میں سے بعض عقائد کے خلاف پایا جاتا ہے ممکن ہے کہ یہاں کوئی حکمت ہو۔

یہ تو تھے وہ عقائد جو علمائے وہابیہ کے ساتھ مخصوص تھے۔ بعض تحریرات ایسی تھیں جو علمائے دیوبند کی تصانیف میں پائی جاتی ہیں یا علمائے دیوبند نے اپنی تصانیف میں جن کی تائید کی ہے ایسی تحریرات کے متعلق مولانا خلیل احمد نے فتوی مذکورہ میں تاویل فرمائی ہے اور یہ تحریر فرمایا ہے اس کا وہ مفہوم ومطلب نہیں جو مخالفین نے لیا ہے بعض تحریرات کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں مثلاً

Marfat.com

صاحب تقویتہ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ایک تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی فوقیت دیتے تھے جیسے چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کو فوقیت ہوتی ہے، استفتاء میں اس کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ مولانا نے اصل تحریر سے اعراض کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :-

جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے [1]

یہ عجیب بات ہے کہ جس عقیدے کے متعلق ایسی سخت تردید فرمائی ہے اس کی اشاعت میں یہی حضرات کوشاں رہتے ہیں، چنانچہ ...... تقویتہ الایمان جس میں یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس کی اشاعت انہیں حضرات کے کتب خانوں سے ہوتی ہے بلکہ ابن عبدالوہاب کی تصانیف بھی ان حضرات کے ہاں دستیاب ہیں۔ قول و عمل میں یہ تضاد سمجھ میں نہیں آتا۔

ایک سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تحدید و وسعت کے بارے میں ہے۔ اس کا جواب یہ تحریر فرماتے ہیں :-

اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے [2]

مولوی خلیل احمد کی ایک تحریر جو براہین قاطعہ میں ہے (ص ۵۱) اور جس سے صاف صاف مترشح ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک ابلیس کی وسعت علم کا حال نص سے ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لئے کوئی نص نہیں۔ گویا علمیت میں ابلیس تفوق و برتری رکھتا ہے۔ اس تحریر کے بارے میں استفتاء مذکورہ میں ایک سوال ہے۔ مولانا نے جواب میں یہ ظاہر کرنے سے پہلو تہی کی ہے

---

[1] ایضاً، ص ۲۸ [2] خلیل احمد : المہند علی المفند ص ۲۹

Marfat.com

کہ یہ میری تحریر ہے اور تحریر فرمایا ہے :۔

ہمارے حضرت اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاتا ہے [1]

ایک سوال مولوی اشرف علی تھانوی کی اس تحریر سے متعلق ہے جو حفظ الایمان میں موجود ہے اور جس میں مولانا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرنے والوں کے ردّ میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ یہ جاننے اور ماننے والے بعض علوم غیبیہ کا عالم جانتے یا کل علوم غیبیہ کا ۔ کل علوم غیبیہ کا عالم تو سوائے خدا کے کوئی نہیں اور اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور درندوں کو بھی حاصل ہے [2]

اس تحریر کا ایک ظاہری اور واضح پہلو ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مولانا خلیل احمد نے اپنے جواب میں ایک اچھا نکتہ نکالا ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ مولانا اشرف علی کی اس تحریر سے یہ مراد نہیں کہ وہ علم مصطفےٰ کو جانوروں اور درندوں وغیرہ کے مساوی سمجھتے تھے بلکہ وہ تو یہ کہنا چاہتے تھے

---

[1] ایضاً ، ص ۔ ۳۰

حالانکہ براہین قاطعہ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے :۔

شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ، ص ۔ ۵۱)

[2] مولانا اشرف علی نے اس تحریر میں معمولی ردّ و بدل کر دیا تھا جس کا پیچھے کسی حاشیے میں ذکر کر دیا گیا ہے مگر اس ترمیم سے تحریر کی درشتی تو ختم ہو گئی ، مسئلہ وہیں کا وہیں رہا۔ مسعود

Marfat.com

ایسا علم جس میں پاگل و دیوانے، بچے اور جانور و درندے شریک ہوں اس سے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس طرف تو خود مولانا اشرف علی کا بھی دھیان نہیں گیا۔ بہر کیف ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہیئے۔

مختصر یہ کہ المهند علی المفند میں ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور غالباً قیام حرمین کے زمانے تک مولوی خلیل احمد کو ان سے اختلاف تھا اور اس کے بعد فضائے حجاز کو فاضل بریلوی کے موافق محسوس کرتے ہوئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ کسی ترکیب سے عقائد کا اس طرح اظہار کیا جائے جو فاضل بریلوی کے دعاوی سے قطعاً مختلف اور متضاد معلوم ہوں اور اس طرح وہ علمائے حجاز کی نظر میں خفیف شرمسار ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد نے جن عقائد سے اتفاق فرمایا ہے ان میں سے بعض عقائد کے خلاف تو خود ان کی اور ان کے ہم مسلک علماء کی تصانیف میں تحریریں موجود ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "تضادات علمائے دیوبند" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں۔

مناسب یہ تھا کہ فاضل بریلوی نے جن تحریرات پر اعتراض کیا تھا اور علماء دیوبند کو متوجہ کیا تھا ان کی طرف توجہ کی جاتی اور معقول اور مسکت جوابات دیئے جاتے یا اعتراضات کو تسلیم کر کے رجوع کیا جاتا اور خلوص و حقانیت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن مسلسل خاموشی اختیار کی گئی جو ہماری نظر میں ہر گز مناسب نہ تھی۔ مگر مولانا حسین احمد مدنی نے اس خاموشی کی تاویلات فرمائیں اور خاموش رہنے والوں کو داد دی۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

> کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارن پور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقہ شرفاء کے خلاف جانتے ہیں [1]

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۳

Marfat.com

دوسری جگہ فاضل بریلوی کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مبلغ ہمت آپ کا وہ علمائے اسلام ہیں کہ جن کو اپنے مشاغل علمیہ و دینیہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی ہفوات و ہزلیات پر توجہ کریں اور سب و شتم کا جواب کلہ بکلہ دیں [۱]

تیسری جگہ علمائے دیوبند کو داد دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مگر واہ رے اتباع شریعت حضرات کے! علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال اکابر اپنے فرائض منصبی علمی اور عملی میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کیوں نہ ہو آخر حکم الٰہی ہے وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور آیت قرآنی وَاِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا پر کون عمل کرے [۲]

مخاطب کوئی جاہل یا ہزل گو نہ تھا جو یہ آیات قرآنی اس پر چسپاں کی جائیں۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر محققین تسلیم کریں گے کہ وہ ایک جلیل القدر عالم اور فقیہ تھا۔ اس کی فقاہت کا غیروں کو بھی اقرار ہے [۳] اس لئے ہمارے خیال میں اس کی باتیں سنی جانی چاہیئے تھیں۔ اس کی باتوں کو فضول سمجھ کر چھوڑ دینا دانائی کے سراسر خلاف تھا اور جو بات دانائی کے خلاف ہو وہ قرآن کے مطابق کہاں ہو سکتی ہے ؟

اس میں شک نہیں کہ مخالفین کی قابل اعتراض تحریرات پر فاضل بریلوی نے سخت تنقید فرمائی ہے اور بسا اوقات لہجہ بھی نہایت درشت ہے لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں وہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں شمشیر بکف نظر آتے ہیں مگر ان کے مخالفین ناموس اسلاف

۱؎ حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب ، ص ۔ ۳۹ ۲؎ حسین احمد مدنی ، الشہاب الثاقب ص ۵۹

۳؎ مولانا حکیم عبدالحی لکھنوی ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ فاضل بریلوی کی فقاہت کے دل سے قائل ہیں گو شدت مزاج کی شکایت ان حضرات کو ضرور ہے ۔ مسعود

Marfat.com

کی حفاظت میں تیغ براں لئے نظر آتے ہیں۔ دونوں کے طرز عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اہل محبت اس فرق کو خوب محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے باوجود اس کے کہ فاضل بریلوی نے ان پر سخت تنقید کی یہ فرماتے نظر آتے ہیں:-

ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں[1]

مولانا حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں فاضل بریلوی کو بہت سخت سست کہا ہے۔ فاضل بریلوی کے مقابلے میں ان کی زبان تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہے مولانا مدنی نے فاضل بریلوی کو ان خطابات[2] سے نوازا ہے:-

(۱) دجّال بریلوی[3] (ص ۴)

(۲) دجّال المجددین (ص ۵)

(۳) استاد اور معلم اس کا شیطان کا سردار ہے (ص ۱۶)

(۴) مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں (ص ۱۶)

(۵) مجدد المضلین (ص ۳۱) (گمراہ کرنے والوں کا مجدد)

(۶) کذّاب (ص ۳۲) (جھوٹا)

---

[1] عزیز الحسن: اشرف السوانح، جلد اوّل، ص۔ ۱۲۹

[2] مولوی محمد اجمل سنبھلی نے اپنی تصنیف ردّ شہاب ثاقب (مطبوعہ کراچی، ص۔ ۱۱ تا ۳۲) میں شہاب ثاقب (مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) سے ۴۰ خطابات (دشنام طرازیوں) کے نمونے پیش کئے ہیں۔

[3] مولانا مدنی، فاضل بریلوی کو "دجّال" کہہ کر فتنہ بداماں ثابت کرتے ہیں لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

"اور کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں"

(یہ تقریظ کا اقتباس ہے یہاں اشارہ فاضل بریلوی کی طرف ہے)

Marfat.com

(۷) مجدّد المفترین (ص ۳۹) (افتراپردازوں کا مجدّد)

(۸) عدو رسول علیہ السلام[1] (ص ۵۱) (رسول اللہ علیہ السلام کا دشمن)

(۹) مبغض خیر الانام (ص ۵۱) (خیر الانام سے بغض رکھنے والا)

(۱۰) مجدّد الدجالین علیہ ما علیہ (ص ۹۵) (دجّالوں کا مجدّد)

(۱۱) مجدد التضلیل (ص ۹۶) (گمراہی کا مجدّد)

(۱۲) عبد الدنیا و الدراہم (ص ۹۹) (دینار اور دراہم کا بندہ)

وہ جو کسی نے کہا ہے کوثر و تسنیم کی دُھلی ہوئی زبان — شاید یہی ہے۔

ایک تو مولانا مدنی کا یہ فرمانا کہ حضرات اکابر دیوبند نے فاضل بریلوی کی ہفوبات و ہزلیات کی طرف متوجہ ہونا اپنی شان عالمانہ کے خلاف سمجھا اور دوسری طرف خود ان کا اس طرح چراغ پا ہونا باعث حیرت ہے۔ مناسب تھا کہ اپنے بزرگوں کی روش پر کاربند رہتے مگر ان کے غیظ و غضب کی جولانیاں تو ملاحظہ ہوں، رسالہ شہاب ثاقب کے آخر میں فاضل بریلوی

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد قاسم نانوتوی کی زندگی سے حب رسول علیہ السلام کی چند مثالیں اور ان کے چند سیدھے سادے اشعار پیش کر کے فاضل بریلوی کو اس طرح للکارتے ہیں گویا کہ واقعی وہ "عدو رسول علیہ السلام" ہیں فرماتے ہیں :۔

"اے مجدد بریلوی تجھے خدا کی قسم، دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیری قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مندانہ کلمات کبھی خواب میں نصیب ہوئے ہیں؟ اور کیوں ہوتے! تیرا باطن قبیح، تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے، ان انوار کی گنجائش کہاں! زبان سے دعوئی سہل ہے مگر بدن کے روئیں روئیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد"

(الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

جن لوگوں نے فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کیا ہے ان کو ان کے پاکیزہ و لطیف اور اخلاص مندانہ خیالات و کلمات کا خوب اندازہ ہے۔ ان کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی کسی سطر سے بغض رسول علیہ السلام تو بڑی بات ہے گستاخی اور تنقیص شان کا بھی پہلو نہیں نکلتا۔ ایسی محتاط تحریریں ان کی سچی اور قابل رشک محبت پر گواہ ہیں۔ مسعود

Marfat.com

کے فتاویٰ تکفیر پر سخت برہمی کے عالم میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ہٰذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی[1] اور قیامت کے دن ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لاتدری ما احدثوا بعدک اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورد شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کہہ کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر ثواب و منازل و نعیم سے محروم کئے جاویں گے سود اللہ وجوھھم فی الدارین وجعل قلوبھم قاسیۃ فلا یؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم ۔ آمین یا رب العالمین[2] (اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ان کے منہ کالے کر دے اور دل ایسے سخت کر دے کہ وہ ایمان نہ

---

[1] مگر حقائق کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی اور فاضل بریلوی "ایمان اور تصدیق و ایقان" کے ساتھ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ وصال سے ۲ گھنٹے ۱۷ منٹ قبل جو انہوں نے وصایا تحریر کرائیں وہ ان کے ایمان و یقین پر گواہ ہیں (تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں وصایا شریف مرتبہ مولانا حسنین رضا خاں، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۸ تا ۱۲ اور حیات مبارک، مقالۂ ہٰذا)

فاضل بریلوی کو اپنے وصال کی مبارک گھڑی کا علم تھا۔ اسی لئے انہوں نے وصال سے قبل قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ سے اپنا مادۂ تاریخ وفات نکالا تھا جو یقیناً الہامی تھا:۔

ویطاف علیھم بآنیۃ من فضۃ واکواب (۱۳۴۰ھ)

(ترجمہ) خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے ان کو گھیرے ہیں۔

اور یہ عجیب اور مبارک اتفاق ہے کہ کلمہ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (۱۳۴۰ھ) فاضل بریلوی کا سال وصال ہے۔ اس کے برخلاف مولانا حسین احمد مدنی کے لئے اخبار الجمعیۃ (دہلی) میں پڑھا تھا کہ مولانا دوپہر کو قیلولہ کے لئے لیٹے تو لیٹے کے لیٹے رہ گئے۔ جب جگایا گیا تو معلوم ہوا کہ انتقال کر چکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

[2] حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب، ص۔ ۱۱۱

Marfat.com

لائیں یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھ لیں ۔اے پروردگار عالم ایسا ہی کر۔)

مختصر یہ کہ مخالفین نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ علمائے عرب نے اپنی تقاریظ میں فاضل بریلوی کو جن محامد و فضائل سے نوازا تھا اسکی اس طرح تردید کی جائے کہ جو کچھ لکھا گیا تھا غلط فہمی کی بنا پر، سادہ لوحی یا شہرت و عزت کی ہوس میں، کوئی فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف مقصود نہ تھی لیکن پھر یہ محسوس کرتے ہوئے کہ شاید یہ حربہ کارگر نہ ہو۔ ان تمام عقائد کی بڑی دانائی کے ساتھ تردید کی گئی جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور اس سے فاضل بریلوی کی تائید مقصود نہ تھی بلکہ تکذیب کہ جب ہمارے یہ عقیدے ہیں تو جو کوئی ان کے خلاف عقائد ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ جھوٹا اور بہتان طراز ہے حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ مخالفین نے جن عقائد کی تصدیق لکھی ان کی اپنی تصانیف میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس پر بھی بس نہیں کیا اور اس اندیشہ کے تحت کہ شاید یہ دوسرا حربہ بھی کارگر نہ ہو، دشنام طرازی کو شعار بنایا جو ایک عالم خصوصاً متبع سنت عالم کو زیب نہیں دیتا، اس دشنام طرازی کے مختلف نمونے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں اور جس میں فاضل بریلوی کو دجّال، کذّاب، مفتری، شیطان، دشمن رسول، دولت کا پجاری جیسے القاب سے نوازا گیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کو ابلیس کا سردار اور ان کے اسلاف کو بنی اسرائیل اور یہودی کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا لیکن فاضل بریلوی نے مخالفین کی ان تمام دشنام طرازیوں کو جس صبر و استقلال اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا اس کا کچھ اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی سچی محبت کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے اخلاص پھوٹ رہی ہے :-

"حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے اس بندے کو یہ ہدایت دی، یہ استقامت دی کہ وہ نہ ان اعاظم اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اتراتا ہے بلکہ اپنے رب کے

Marfat.com

حسن نعمت کو دیکھتا ہے کہ پاکی تیرے لئے، کیسا تونے اس ناچیز کو ان عظمائے عزیز کی آنکھوں میں معزز فرمایا' نہ ان دشنامیوں اور ان کے حامیوں کی گالیوں سے' جو وہ زبانی دیتے ہیں اور اخباروں میں چھاپتے ہیں' پریشان ہوتا بلکہ شکر بجالاتا ہے کہ تونے محض اپنے کرم سے اس ناقابل کو اس قابل کیا کہ یہ تیری عظمت او تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے واللہ والعظیم وہ بندہ بخدا بخوشی راضی ہے۔ اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا کو پچاس ہزار مغلظہ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندۂ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا، اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں توایں ہم بر علم[1]
اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو،

---

[1] مخالفین کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس شرط پر راضی ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولانا حسین احمد مدنی کی تصنیف الشہاب الثاقب میں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں جس میں فاضل بریلوی کے اکابر، اساتذہ اور آباؤ اجداد کو ہدف ملامت بنایا ہے، مثلاً ایک جگہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کے متعلق مولانا مدنی کا یہ ارشاد ملتا ہے:-

اس کا معلم ابو مرہ یعنی ابلیس لعین (ص - ۱۶)

دوسری جگہ آباؤ اجداد کے لئے یہ ارشاد ملتا ہے:-

اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے۔ (ص - ۹۷)

Marfat.com

بدگویوں کی زبانوں سے محمد رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی آبرو کے لئے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بدگویانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں:۔

فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کو سپر ہو جائے۔ الٰہی ایسا ہی کر۔ آمین! یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندۂ خدا پر کیا کیا طوفان، بہتان، اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں۔ اخباروں، اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاک اڑاتے ہیں مگر وہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا، نہ جواب دیتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اس لئے عطا فرمایا کہ بعونہ تعالیٰ عزت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں، حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں، اچھا ہے کہ

Marfat.com

جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ؎

فان ابی و والداتی و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء [1]

---

[1] حسام الحرمین : خلاصۂ فوائد فتویٰ (۱۳۲۴ھ) گلبن اول، مطبوعہ لاہور، ص ۵۱ تا ۵۲

Marfat.com

مآخذ و مراجع

(وہ کتابیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مؤلف نے استفادہ کیا یا ضمناً جن کا ذکر کیا)

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا: ترجمہ قرآن (مع تفہیم القرآن) مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء/۱۹۵۴ء

۲۔ ابوالحسن علی ندوی، مولانا: سیرت سید احمد شہید، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۸ء

۳۔ ابوسلمان الہندی: امام الہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

۴۔ ابوالکلام آزاد، مولانا: ترجمہ قرآن (مع ترجمان القرآن) ج دہلی ۱۹۳۱ء ج ۲، بجنور ۱۹۳۶ء

۵۔ احمد بن اسمٰعیل برزنجی: غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول۔

۶۔ احمد رضا خاں، مولانا: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی

۷۔ 〃 〃 〃: المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۸۔ 〃 〃 〃: جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۹۔ 〃 〃 〃: جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)
مطبوعہ لاہور

۱۰۔ 〃 〃 〃: مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس
(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۱۔ 〃 〃 〃: الملفوظ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) حصہ سوم و چہارم، مطبوعہ لاہور

۱۲۔ 〃 〃 〃: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم
(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۳۔ 〃 〃 〃: کاسر السفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)
مطبوعہ لاہور

Marfat.com

۱۴۔ احمد رضا خاں، مولانا : الذیل المنوط لرسالۃ النوط (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۵۔ ״ ״ ״ : انوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارۃ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۶۔ ״ ״ ״ : الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ لاہور

۱۷۔ ״ ״ ״ : النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجوہرۃ المضیئہ (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء)

۱۸۔ ״ ״ ״ : الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیئۃ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء

۱۹۔ ״ ״ ״ : انباء المصطفےٰ بحال سر و اخفیٰ (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) مطبوعہ لاہور

۲۰۔ ״ ״ ״ : انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) مطبوعہ لاہور

۲۱۔ ״ ״ ״ : تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

۲۲۔ ״ ״ ״ : مبین احکام و تصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور

۲۳۔ ״ ״ ״ : سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

۲۴۔ ״ ״ ״ : الاجازۃ الرضویۃ لمبجل مکۃ البہیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

۲۵۔ ״ ״ ״ : فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۶۔ ״ ״ ״ : الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۷۔ ״ ״ ״ : سل السیوف الہندیۃ علی کفریات باباء النجدیۃ مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۸۔ ״ ״ ״ : ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

۲۹۔ ״ ״ ״ : کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مطبوعہ مرادآباد ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

۳۰۔ ״ ״ ״ : مالئ الجیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۳۱۔ ״ ״ ״ : اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان و مایکون، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۳۲ ״ ״ ״ : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۳۳۔ ״ ״ ״ : الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی

۳۴۔ ״ ״ ״ : خالص الاعتقاد، (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور

Marfat.com

۳۵۔ اسمٰعیل دہلوی، مولوی : تقویۃ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۶۔ اشرف علی تھانوی، مولوی : حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۷۔ ″ ″ ″ : تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۸۔ اقبال احمد نوری : کرامات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کانپور

۳۹۔ الطاف حسین حالی : حیات جاوید، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

۴۰۔ انوار الحسن، محمد : تجلیات عثمانی، مطبوعہ ملتان ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء

۴۱۔ ″ ″ : انوار قاسمی، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء

۴۲۔ انوار اللہ، محمد : فضائل محمدی (معروف بہ انوار محمدی) مطبوعہ کراچی

۴۳۔ بدرالدین احمد، مولانا : سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء

۴۴۔ حامد رضا خاں، مولانا : الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (قلمی) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۴۵۔ حسین احمد مدنی، مولوی : نقش حیات، مطبوعہ دیوبند ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۴۶۔ ″ ″ : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

۴۷۔ حشمت علی خاں، مولانا : الصوارم الہندیہ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) مطبوعہ مراد آباد

۴۸۔ خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا : براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند

۴۹۔ ″ ″ : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی

۵۰۔ رحمان علی، مولانا : تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

۵۱۔ رشید احمد گنگوہی، مولانا : فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

۵۲۔ سلیمان ندوی، سید : حیات شبلی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۵۳۔ ضیاء الدین احمد برنی : جمال الدین افغانی، مطبوعہ کراچی ۱۳۳۵ھ/۱۹۵۴ء

۵۴۔ ظفرالدین بہاری، مولانا : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی

۵۵۔ عبدالحق، مولوی : قاموس الکتب اردو، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

Marfat.com

۵۶۔ عبدالحکیم خاں اختر : اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

۵۷۔ عبدالحکیم اثر : تذکرۂ افغانی، مطبوعہ پشاور

۵۸۔ عبدالحیٔ لکھنوی، حکیم : نزہتہ الخواطر و بہجتہ المسامع والنواظر، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء

۵۹۔ عبدالماجد دریاآبادی : تفسیر ماجدی (مع ترجمہ قرآن) ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۶۰۔ " " : حکیم الامت، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۶۱۔ عبدالمصطفےٰ اعظمی مولانا : معمولات الابرار بمعانی الآثار، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

۶۲۔ عزیزالحسن : اشرف السوانح، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء

۶۳۔ علی سفیان آفاقی : ابوالاعلیٰ مودودی، مطبوعہ لاہور

۶۴۔ غلام رسول مہر مولانا : سیّد احمد شہید، مطبوعہ لاہور

۶۵۔ غلام محمد : تذکرۂ سلیمان، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

۶۶۔ غلام معین الدین نعیمی : حیات صدرالافاضل، مطبوعہ لاہور

۶۷۔ فضل الرسول، شاہ : المعتقد المنتقد، (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) مطبوعہ لاہور

۶۸۔ مرزا ادیب : جمال الدین افغانی، مطبوعہ لاہور ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء

۶۹۔ محمد اجمل سنبھلی، مولوی : ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) مطبوعہ کراچی

۷۰۔ محمد ادریس نگرامی : تطبیب الایمان بذکر علماء الزمان، مطبوعہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء

۷۱۔ محمد جعفر تھانیسری : سوانح احمدی، مطبوعہ کراچی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

۷۲۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر : انور شاہ کشمیری (مقالہ ڈاکٹریٹ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

۷۳۔ " " : حسین احمد مدنی (مقالہ ڈاکٹریٹ جامعہ ازہر، مصر)

۷۴۔ محمد صابر قادری، مولانا : مجدّد اسلام، مطبوعہ کانپور ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

۷۵۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا : یاد اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ

Marfat.com

۷۶۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۷۷۔ محمد قاسم نانوتوی، مولانا: تحذیر الناس، مطبوعہ دیوبند

۷۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

۷۹۔ محمد میاں، مولوی: علمائے ہند کی شاندار ماضی، مطبوعہ دھلی ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

۸۰۔ محمود حسن، مولوی: ترجمۂ قرآن، مطبوعہ بجنور، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

۸۱۔ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت، مطبوعہ اسلام آباد۔ بھوانی پور (مظفر پور) ۱۳۹۱ھ

۸۲۔ مسعود عالم ندوی، مولانا: محمد ابن عبدالوہاب نجدی، مطبوعہ کراچی، ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء

۸۳۔ مصطفےٰ رضا خاں، مولانا: الملفوظ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء حصہ دوم، مطبوعہ لاہور

۸۴۔ مسعود حسن رڑکوی: بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان مطبوعہ کانپور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

۸۵۔ نعیم الدین مرادآبادی، مولانا: التحقیقات لدفع التلبیسات، مطبوعہ لاہور

۸۶۔ " " : خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مرادآباد

۸۷۔ نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، جلد اوّل، مطبوعہ بدایوں، ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء

۸۸۔ یوسف الباد سرکیس: معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء

رسائل

۱۔ اعلیٰ حضرت بریلوی (بریلی) جون ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ

Marfat.com

۲۔ العلم (کراچی) مارچ ۱۹۵۸ء / ۱۳۷۸ھ

۳۔ حنفی (لائل پور) مئی ۱۹۷۲ء / ۱۳۹۲ھ

۴۔ رضائے مصطفٰے (گوجرانوالہ) اپریل ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۱ھ

۵۔ فیض رضا (لائل پور) اپریل ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۱ھ

تمت

Marfat.com

مؤلف کی دوسری مطبوعات

۱۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ (ترجمہ) مطبوعہ حیدرآباد سندھ سنہ ۱۹۵۸ء

۲۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ) مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۴ء

۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری (تالیف) مطبوعہ میرپور خاص سنہ ۱۹۶۴ء

۴۔ دائمی تقویم (ترتیب و تحشیہ) مطبوعہ کوئٹہ سنہ ۱۹۶۷ء

۵۔ مظہر الاخلاق (" ") مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۸ء

۶۔ ارکان دین (" ") مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۷۔ تذکرۂ مظہر مسعود (تالیف) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۸۔ مکاتیب مظہری جلد اوّل (ترتیب و تحشیہ) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۹۔ مواعظ مظہری جلد اوّل (" ") مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۱۰۔ فتاویٰ مظہریہ جلد اوّل و دوم (" ") مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۷۰ء

Marfat.com

۱۱۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات (تالیف) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

مراکز اشاعت

۱۔ انٹرنیشنل بکس کارپوریشن، ہیرا باد، حیدرآباد سندھ (برائے نمبر ۱)

۲۔ مجلس ترقی ادب، ۲ کلب روڈ، لاہور (برائے نمبر ۲)

۳۔ مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور (برائے نمبر ۳)

۴۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ، کراچی (برائے نمبر ۴ تا نمبر ۱۰)

۵۔ مرکزی مجلس رضا نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور (برائے نمبر ۱۱)

Marfat.com

صحت نامہ

قارئین کرام مطالعے سے پہلے مندرجہ ذیل غلطیاں درست فرمالیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۲	حصرات	حضرات
۱۷	۲۰	بربیوی	بریلوی
۲۷	۴	خبأہ	خبأہ
۲۸	۸	اداد	اساد
۳۲	۱۳	سے	سچے
۳۲	۱۳	ہں	ہیں
۳۲	۱۳	ہں	ہیں
۳۳	۱۵	بچھلوں	پچھلوں
۴۱	۳	کنا	کنار
۴۳	۴	علیہ الرحمہ	مدظلہٗ العالی
۴۳	۱۰	جہاں	چناں چہ
۴۴	۳	بند	ھند
۴۴	۵	آکے	آگے
۴۸	۲۰	اورسو حنے	اوریہ سوچنے
۴۸	۲۱	فائ اور وہ	فائدہ ہی تھا اور وہ بھی
۴۹	۱۹	سمجھے	سمجھنے
۵۰	۱۰	جانی	جاتی
۵۲	۱۰	بالفرص	بالفرض

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۶	نماشائے	تماشائے
۵۳	۳(حاشیہ)	روحت	روحانی
۵۵	۱۸	والہانہ محبت	والہانہ محبت وعشق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ توحید ربانی کا تصور اور ادیان میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہمارے ایمان ویقین کا طرۂ امتیاز محبت مصطفوی ہے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ذکر سراسر عشق ومحبت
۵۷	۱۹	عالم	عالَم
۵۹	۵	ذرات	ذوات
۵۹	۱۳	تھے	تھے
۶۱	۱۰	بے یارودبے وکیل	بے یار وبے وکیل
۶۲	۳	شاگر	شاگرد
۶۲	۶	ٮن	بن
۶۳	۱۸	آس	اُس
۶۷	۴	بزرگوں	بزرگوں
۶۹	۱۰	لوگار ثمات	لوگارثمات
۷۱	۳(حاشیہ)	الاجازات المتبینہ	الاجازۃ المتینہ
۷۵	۱۳	اجات	اجازت
۷۶	۱۷	فصل	فضل
۸۵	۷	کی روشنی	×
۸۸	۷	بجن	بحسن
۹۳	۳(حاشیہ)	نولکشو	نول کشور
۹۴	۷	مولوی احمد رضا خاں	مولوی احمد رضا خاں نے
۹۹	۱۹	علمیت	علمیت

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۱	بالمادۃ الغیبہ	بالمادۃ الغیبیّہ
۱۰۹	۸	تحرر	تحریر
۱۱۶	۷	نقفظ	لفظ
۱۲۰	۳	بافصل	بافضل
۱۲۲	۱۰	مصنتف	مصنف
۱۲۳	۵	مضف	مصنف
۱۲۵	۹	فصائل	فضائل
۱۲۹	۱۲	غاقلوں	عاقلوں
۱۳۱	۱۵	کریئم	کریم
۱۳۷	۱۱	عقلوٗں	عقلوں
۱۳۸	۱۲	فہاقہ	فہامہ
۱۴۸	۲	متاہیر	مشاہیر
۱۴۸	۳	کا ا	کام
۱۵۸	۱۴	کن	کن
۱۶۰	۷	لفیطا	لفظا
۱۶۰	۱۲	فریا	فرما
۱۶۵	۱۵-۱۶	تشریف لے گئے	حاضر ہوئے
۱۷۰	۶	منشکوک	مشکوک
۱۷۰	۱۹	ز	نے
۱۷۱	۱۵	خاضر	حاضر
۱۷۳	۱۱(حاشیہ)	الملفوط	الملفوظ
۱۷۳	۲(حاشیہ)	کہ عالم	کسی عالم
۱۷۵	۱۸	ا و ر	اور
۱۷۷	۶(حاشیہ)	آجاتے	آتے جاتے

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۱۹	عارفافہ	عارفانہ
۱۸۴	۲ (حاشیہ)	ایضاً	الفیوضات الملکیہ
۱۸۹	۱۹	استلال	استدلال
۱۹۰	۴ (حاشیہ)	مدتی	مدنی
۱۹۰	۷	ارشاد	اشارہ
۱۹۲	۷	کیا	گیا
۱۹۳	۱ (حاشیہ)	اشہاب	الشہاب
۱۹۸	۱۰	تحریر	تحریریں
۱۹۹	۱۲	فصاہت	فقاہت
۲۰۲	۹ (حاشیہ)	علیۃ	علیہ
۲۰۳	۱۲	اور	×
۲۱۵	نمبر ۱۰	مظہریہ	مظہری
۲۱۸	نمبر ۶	۱۲۴	۲۱۶

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

مطبوعات مرکزی مجلس رضا ، لاہور

(۱) تجلی المشکواۃ

از اعلیٰ حضرت قدس سرہ (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

(۲) فاضل بریلوی اور ترک موالات (طبع سوم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد ، ایم ۔ اے ۔ پی ایچ ۔ ڈی (بلا قیمت)
بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں ۔

(۳) اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

از مولانا اختر شاھجہان پوری (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

(۴) سوانح سراج الفقہا مع فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت

از مولانا عبد الحکیم شرف قادری (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ
بھیج کر طلب کریں ۔

(۵) پیغامات یوم رضا

از محمد مقبول احمد قادری ــ دس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں ۔

(۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں صفحات ۱۲۴

از پروفیسر محمد مسعود احمد ، ایم ۔ اے ۔ پی ایچ ۔ ڈی
یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی ۔ اس لئے ایک روپیہ کا ٹکٹ
بھیجنا ضروری ہے ۔

(۷) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری

از ملک شیر محمد خان اعوان
(بلا قیمت) دس پیسے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں ۔

نوٹ : ہر کتاب کے لئے مطلوبہ ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں اور صرف
ایک ایک کتاب طلب کی جائے ۔ زیادہ کی فرمائش کی تعمیل
نہیں کی جائے گی ۔

مرکزی مجلس رضا

نوری مسجد ، بالمقابل ریلوے سٹیشن ، لاہور

طباعت سرورق رہبر پریس لمیٹڈ ، لاہور

Marfat.com

مطبوعات مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۱) تجلی المشکواۃ

از اعلیٰ حضرت قدس سرہ (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

(۲) فاضل بریلوی اور ترک موالات (طبع سوم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد، ایم - اے - پی ایچ - ڈی (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

---

(۳) اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

از مولانا اختر شاھجہان پوری (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

---

(۴) سوانح سراج الفقہا مع فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت

از مولانا عبد الحکیم شرف قادری (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

---

(۵) پیغامات یوم رضا

از محمد مقبول احمد قادری — دس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

(۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں صفحات ۱۲۴

از پروفیسر محمد مسعود احمد، ایم - اے - پی ایچ - ڈی

یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی - اس لئے ایک روپیہ کا ٹکٹ بھیجنا ضروری ہے -

---

(۷) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری

از ملک شیر محمد خان اعوان

(بلا قیمت) دس پیسے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

نوٹ: ہر کتاب کے لئے مطلوبہ ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں اور صرف ایک ایک کتاب طلب کی جائے - زیادہ کی فرمائش کی تعمیل نہیں کی جائے گی -

مرکزی مجلس رضا

نوری مسجد، بالمقابل ریلوے سٹیشن، لاہور

طباعت سرورق رہبر پریس لمیٹڈ، لاہور

Marfat.com